

امام احمد رضا اور تصور عشق  
اصلاح معاشرہ اور امام احمد رضا  
تاج الشریعہ کی  
جدید تحقیقات



مسئلہ اعلیٰ حق و جہو علماء اہلسنت کے افکار و نظریات کا ترجمان  
دوماہی  
الرضا  
ایڈیٹریشنل  
پٹنہ  
مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء، جمادی الاول، جمادی الآخر ۱۴۳۷ھ

قارئین الرضا کے ایمان افروز تاثرات

تحریک ندوہ سے تحریک جام نور تک  
صلح کلیت اگر بدعقیدگی کا چور دروازہ ہے تو جام نور صلح کلیت کا چور دروازہ



”  
الگ الگ ذلی  
الگ الگ راگ  
ہر شخص شتر بے مہار بنا ہوا ہے  
جس کے جی میں جو آ رہا ہے لکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے، کوئی کسی کی کلائی  
تھامنے والا نظر نہیں آ رہا ہے۔ غلط بہر حال غلط ہے خواہ کسی گوشے  
سے اس کا اظہار ہو رہا ہو اور کوئی بھی فرد اس کی وکالت کر رہا ہو۔“  
مولانا ملک الظفر سہسرامی سے خصوصی گفتگو



ڈاکٹر طاہر القادری سے  
پوچھے گئے کچھ سوالات  
جواب تک تشنہ جواب ہیں



چیف ایڈیٹر  
ڈاکٹر امجد رضا امجد

ڈاکٹر طاہر القادری کفر و ضلالت کے دلدل میں



**بیادگار**

امام اہلسنت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت  
امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز

**بَظَلُّوْا**

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ الشاہ  
محمد مصطفیٰ رضا نوری قدس سرہ العزیز

**زیور سائیکہ کرم**

جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ  
الشاہ مفتی اختر رضا خاں قادری رضوی الازہری مدظلہ العالی  
بریلی شریف (اتر پردیش)

**زیور عقیقت**

محدث کبیر حضرت علامہ الحاج الشاہ  
ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی مدظلہ العالی جامعہ امجدیہ گھوسی (اتر پردیش)

**سرپرست مجلس مشاورت**

شہزادہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مسجد رضا خاں قادری مدظلہ العالی

**مجلس مشاورت**

● مفتی شعیب رضا نعیمی، بریلی شریف ● مفتی سید کفیل احمد ہاشمی، منظر اسلام، بریلی  
شریف ● مولانا عبدالحی نسیم القادری ڈیرن، ساؤتھ افریقہ ● مولانا آفتاب قاسم رضوی،  
ڈیرن ساؤتھ افریقہ ● مفتی عاشق حسین رضوی مصباحی، کشمیر ● مفتی ذہد حسین رضوی  
مصباحی، برطانیہ ● مولانا احسان اقبال قادری رضوی، کلمبو، سری لنکا ● مولانا الیاس  
رضوی مصباحی، بنارس ● مولانا قاسم عمر رضوی مصباحی، بنوئی، ساؤتھ افریقہ ● مولانا  
موسیٰ رضا قادری، پریٹوریا، ساؤتھ افریقہ ● مولانا جنید ازہری مصباحی، ویسٹ انڈیز  
● مولانا ابو یوسف محمد قادری ازہری، گھوسی ● مولانا غلام حسین رضوی مصباحی، پریٹوریا،  
ساؤتھ افریقہ ● مولانا شمیم احمد رضوی، بلیدی، ساؤتھ افریقہ ● مولانا سلمان رضا  
قریبی مصباحی، مرتطہ عمان ● مولانا قمر ازماں مصباحی، مظفر پور ● مولانا مجاہد حسین  
رضوی، الہ آباد ● مولانا شفیق رضا رضوی شمس، قطر ● مولانا قاضی خطیب عالم نوری  
مصباحی، لکھنؤ ● مولانا بہاء الدین رضوی مصباحی، بگہر گر شریف ● مولانا انوار احمد نعیمی،  
امیر شریف ● قاری فتیح الرحمن رضوی، ہرارے، زمبابوے ● مفتی نعیم الحق ازہری  
مصباحی، ممبئی ● مولانا اشرف رضا قادری، بھٹانی، کانگلیہ ● عبدالمصوب رضا بھٹانی، بریلی  
شریف ● مفتی شمس الحق مصباحی، نیوکاسل، ساؤتھ افریقہ

بیمونٹھلی الرضا انٹرنیشنل پبلشرز  
انٹرنیشنل پبلشرز  
بیمونٹھلی الرضا انٹرنیشنل پبلشرز

پبلشر  
شمارہ نمبر

Bimonthly **AL-RAZA** (International) Patna

مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء، جمادی الاول، جمادی الآخرہ ۱۴۳۷ھ

**مدیر اعلیٰ**

ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد، پٹنہ

**نائب مدیر**

احمد رضا صابری، پٹنہ

**مجلس ادارت**

● مفتی راجت خان قادری، بریلی شریف  
● مفتی ذوالفقار خان نعیمی ● مولانا بلال انور رضوی جہان آباد  
● میثم عباس رضوی، لاہور ● ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نعیمی دہلی  
● مولانا جمال انور رضوی کلیر، جہان آباد ● مولانا طارق  
رضا نجفی سعودیہ عربیہ ● جناب زبیر قادری، ممبئی

**مراسلت و ترسیل زر کا پتہ**

دومانی الرضا انٹرنیشنل، پٹنہ

بیمونٹھلی الرضا انٹرنیشنل پبلشرز  
بیمونٹھلی الرضا انٹرنیشنل پبلشرز  
بیمونٹھلی الرضا انٹرنیشنل پبلشرز

8521889323 8000004 رابطہ  
alraza1437@gmail.com ای میل  
Bimonthly **AL-RAZA** (International) Patna  
C/o. Ahmad Publications Pvt. Ltd.  
Hira Complex, Qutubuddin Lane, Near Daryapur Masjid,  
Sabzibagh, Patna - 4, E-mail: alraza1437@gmail.com,  
Contact / Telegram / Whatsapp: 8521889323

گولہ دار سے میں عرض کرتا ہوں اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا در سالانہ رقم ہو چکا ہے  
برائے کرم اپنا در سالانہ ارسال فرمائیں تاکہ در سالہ ہر وقت موصول ہو سکے۔

**قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے، سالانہ ۵۰ روپے بیرون ممالک سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر**

**قانونی اہتمام:** مضمون نگار کی آراء ادارہ الرضا کا اتفاق ضروری نہیں کسی بھی مسئلہ میں ادارہ الرضا کا موقف وہی ہے جو اعلیٰ حضرت کا ہے اس کے خلاف اگر کوئی مضمون  
مذکورہ میں شائع ہو بھی جائے اسے کاعدم سمجھا جائے کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف پبلشرز میں قابل سماعت ہوگی۔  
پرنٹ پبلشر احمد رضا صابری ڈاکٹر کبیر احمد بھٹانی پٹنہ (پرنٹنگ) کے شہزادہ حضور تاج الشریعہ دومانی الرضا انٹرنیشنل پٹنہ سے سٹال کیا۔

## مشہولات

3	■	منظومات
4	■	ایڈیٹر کی میز سے
5	■	اداریہ
10	■	اظہار خیالات
	■	حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری ■ حضرت میر سید محمد حسین احمد واحدی بلگرامی ■ سید اولاد رسول قدسی مصباحی ■ حضرت مولانا حاجی محمد کیم الدین رضوی ■ مولانا محمد ہاشم نعیمی ■ مفتی محمد سلمان نعیمی برکاتی ■ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری ■ مولانا محمد مجاہد حسین رضوی مصباحی ■ مولانا غلام غوث بغدادی قادری رضوی، پاکستان ■ ڈاکٹر شفیق اجمل، بنارس ■ مفتی محمد حسن رضوانوری ■ مولانا قمر الزماں مصباحی ■ مولانا سید احمد رضا تائبش بھاگل پوری ■ مولانا عبدالرزاق رضوی، پیکر رضوی ■ حافظ معراج احمد فریدی ■ حضرت مفتی ایوب خان ■ مولانا محمد رضا صابری مصباحی ■ مولانا غلام سرور قادری مصباحی ■ مولانا محمد صابر رضا محب القادری ■ حافظ شمس الحق رضوی ■ مولانا عبدالباسط خان رضوی مصباحی ■ مولانا غلام حسین رضوی ■ مولانا شارق رضا مصباحی ■ مولانا عبدالمتین ضیائی ■ ظفر محمود قریشی ■ مولانا محمد اشفاق احمد مصباحی ■ قمر اخلاقی امجدی ■ سید الزماں خان ■ ڈاکٹر مصطفیٰ رضا ربانی
25	■	تحقیقات اسلامی
	■	محمد بن اسحاق بن یسار جلیل القدر تابعی: مفتی محمد حنیف خاں رضوی بریلوی
31	■	تنقید و احتساب
34	■	ڈاکٹر طاہر القادری کا فتاویٰ اعلیٰ حضرت پر ایمان
37	■	ڈاکٹر طاہر القادری سے پوچھے گئے کچھ سوالات جواب تک تشنہ جواب ہیں (ماخوذ)
38	■	رضاء الحسن قادری (منہاجی) کی نظر میں طاہر القادری کی حقیقت
	■	ڈاکٹر طاہر القادری کفر و ضلالت کے دلدل میں (ادارہ)
40	■	مصاحبات
	■	ادیب شہیر مولانا ملک الظفر سہرامی مہتمم دارالعلوم خیر یہ نظامیہ سہرام سے ایک ملاقات
45	■	مطالعہ رضویات
50	■	امام احمد رضا اور تصور عشق
55	■	اصلاح معاشرہ اور امام احمد رضا
	■	انٹرنیٹ پر افکار رضا کے دتچے
59	■	گوشہ تاج الشریعہ
	■	تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے اصولی مباحث (قسط دوم) مفتی ذوالفقار خان نعیمی
63	■	مطالعے کی میز سے
	■	نام کتاب: ”الکلمات القاطعہ للافکار الزائفہ“ مبصر: غلام مصطفیٰ نعیمی



## منظومات

### وہ سلامت ہیں بنانے والے

• حسان الہند امام احمد رضا فاضل بریلوی

آنکھیں رو رو کے سجانے والے  
جانے والے نہیں آنے والے  
کوئی دن میں یہ نہرا اوڑھ ہے  
او در یار کے جانے والے  
سن لیں اعدا میں بگڑنے کا نہیں  
وہ سلامت ہیں بنانے والے  
آنکھیں کچھ کہتی ہیں تجھ سے پیغام  
او در یار کے جانے والے  
جیتے کیا دیکھ کے ہیں اے حورو!  
طیبہ سے خلد میں آنے والے  
نیم جلوے میں دو عالم گزار  
واہ وا رنگ بھانے والے  
حسن تیرا سا نہ دیکھا نہ سنا  
کہتے ہیں اگلے زمانے والے  
وہی دھوم اُٹکی ہے ماشاء اللہ  
مٹ گئے آپ مٹانے والے  
ساتھ لے لو مجھے میں مجرم ہوں  
راہ میں پڑتے ہیں تھانے والے  
ہو گیا دھک سے کلیجہ میرا  
ہائے رخصت کی سنانے والے  
کیوں رضا آج گلی ٹوٹی ہے  
اٹھ مرے دھوم مچانے والے

### سرکار تاج شریعت

• مولانا بلال انور رضوی، کلیر

زینت گلشن ہلسنت  
مظہر جلوۂ اعلیٰ حضرت  
اہلسنت کے مخلص اکابر  
درمیاں ان نجوم ہدی کے  
حسن صورت نگاہوں کی جنت  
جام عشق حبیب خدا سے  
روئے زیبا نہ کیوں دل کو بھائے  
دید نوری وحامد رضا ہے

حق کا احقاق ابطال باطل  
یہ ادا کس میں ہے آج کامل  
باغ ایمان کا پھل رہا ہے  
ہر طرف تذکرہ چل رہا ہے  
اہل علم و ادب جنکے طالب  
اعلیٰ گفتار اعلیٰ مراتب  
تاجور ملک افتا قضا کا  
کون ہے آج نائب رضا کا  
آج ہر سو ہیں جنکے اجالے  
ہیں فدائے ایمان والے  
اعترافی کے چہرے منور  
آج ہے اہل حق کی زباں پر  
اعلیٰ حضرت کا ڈنکا بجے گا  
کچھ نہ حاسد عدو کا بنے گا  
جل رہے ہیں جو چلتے رہینگے  
آپ کی راہ چلتے رہینگے  
عاشقان رضا کی وفا سے  
اپنے اور غیر کی ہر ادا سے  
یہ عقیدت نہیں ہے حقیقت  
حافظ مسلک اعلیٰ حضرت  
فتنے رنگین ہوں چاہے سادہ  
فضل مولیٰ سے ہم سنیوں کے  
فتنے سمجھے بریلی میں کیا ہے  
حامدی نوری جیلانی تیور  
آتش دشمنی یا حسد میں  
فضل رب ہے ہماری مدد میں  
رضوی برکت سے معمور فتویٰ  
کرتے ہیں اپنے اجداد حبیب  
یا خدا ابر فیضان اختر  
ہم رہیں جنکے منگتا بھکاری  
ہے بلال آپ کا ساکل در  
رضویوں ہی میں ہو روز بخشر  
مسلک اعلیٰ حضرت کا حاصل  
کون معیار؟ تاج شریعت  
کفر کا آشیانہ جل رہا ہے  
زیب گفتار تاج شریعت  
مقتدی صاحبان مناصب  
اعلیٰ کردار تاج شریعت  
مقتدا اہل عشق وفا کا  
دل کا اقرار تاج شریعت  
پڑ گئے ہیں اندھیروں کے آلے  
نوری شہکار تاج شریعت  
اخرا فی اندھیروں میں مضطر  
حق کا معیار تاج شریعت  
یوں ہی مسلک کا نعرہ لگے گا  
ہیں علم دار تاج شریعت  
اہل ایمان مچلتے رہینگے  
ہم رضا کا رتاج شریعت  
دشمنوں حاسدوں کی جفا سے  
ہیں خبردار تاج شریعت  
حق کا اظہار ہے رضوی فطرت  
دین کے یار تاج شریعت  
اوڑھ کر آئیں کوئی لبادہ  
ہیں مددگار تاج شریعت  
بہ نہ سوچا کہ اختر رضا ہے  
رضوی لاکار تاج شریعت  
چلنے والے رہیں اپنی حد میں  
کہ ہیں سالار تاج شریعت  
آئینہ حسن نوری کا تقویٰ  
حق کا اظہار تاج شریعت  
دیر تک بر سے ہم سنیوں پر  
اور سرکار تاج شریعت  
نوری رضوی عطاؤں کا خوگر  
یہ گنہ گار تاج شریعت





## ایڈیٹر کی میز سے

الرضا کا پہلا شمارہ ہندوستان پاکستان قطر افریقہ دینی کے اہل علم و ادب اور صاحبانِ نقد و نظر کی نظروں سے ہوتا ہوا ان کے دلوں تک پہنچ گیا، انہوں نے اسے محبت سے پڑھا اور عقیدت سے اپنے تاثر کا اظہار کیا، دیکھتے ہی دیکھتے تاثرات کا گلشن آباد ہو گیا، اس شمارہ میں کچھ تاثرات شامل بھی ہیں جو سب سے سب سے بھی ۱۶ صفحات پر پھیل گئے ہیں کچھ اہم تاثرات رسالہ مرتب ہو جانے کے بعد موصول ہوئے، پاکستان کے دور سالے ماہنامہ ’جہان رضا‘ اور ’فکر سواد اعظم‘ میں اس کے ادارہ کی کوشاں کرنے کی اطلاع دی گئی، الرضا کی یہ پذیرائی یہ بتانے کے لئے بہت کافی ہے کہ الرضا ایمان و ایقان کی چوٹی سے بلند ہونے والی صدا ہے، جس کا ہر درد مند دل تمنائی اور ملی انتشار پہ خلوت میں آنسو بہانے والی ہر آنکھیں متلاشی تھیں۔ بعض سفید پوشوں نے اپنے گروپ میں الرضا پہ منفی تنقیدیں کی، بعض نے بھپتیاں کیں اور ایک صاحب تو اسے مہربان ہوئے کہ اپنے گروپ میں الرضا کے ادارہ پر یہ تمللا کر جوتے کی تصویر شیری، اس سے بھی جی نہیں بھرا تو ایک مسجد میں خطبہ کے دوران ’اللہ وہابی دہشت گردی سے بچائے اور فلاں دہشت گردی سے بچائے کہتے کہتے اللہ‘ بریلوی دہشت گردی سے بچائے‘ بھی فرما گئے، اب چوں کہ ایسا کہنے والے خود کو اہل تصوف کہتے ہیں اور طریقت سے انہیں تعلق ہی نہیں بلکہ اس پہ تسلط کا دعویٰ ہے، اس لئے ہم اعلیٰ حضرت کی تعلیمات پہ چلنے کی سعی کرنے والے افراد اس نوازش پر انہیں دعا کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں،

ع صد اخوش رہو ہم دعا کر چلے

الرضا کا دوسرا شمارہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے یعنی ۸ صفحات کے اضافے کے ساتھ، پذیرائی کا یہی عالم رہا تو صفحات کے اضافے کے ساتھ دوماہی سے ماہنامہ تک پہنچنے میں انشاء اللہ ہمیں دیر نہیں لگے گی، مگر سر دست جو کچھ ہے عالم اسلام کے درد مندوں کی بارگاہ میں حاضر ہے۔ مجھے امید ہے قارئین اس شمارہ کو نقش اول سے بہتر پائیں گے۔ اس شمارہ میں جن شخصیات کی تحریریں شامل ہیں وہ ہمارے شکر یہ کہ مستحق ہیں کہ ان کے توسط سے ہی ہم فکر رضا اور جماعت اہل سنت کا موقف سامنے لا رہے ہیں خدائے تعالیٰ ان تمام حضرات کو سلامت رکھے۔ کچھ تحریریں دانستہ بچا کر رکھی گئی ہیں کہ ہوا کا رخ دیکھ کر اسے منظر پہ لا یا جائے۔ اس شمارہ میں مضامین کا غالب حصہ ڈاکٹر طاہر القادری کے عقائد و نظریات، ضلالت و گمراہی اور ان کے خلاف تیس سال کے مواخذہ و مطالبہ رجوع کے حقائق پر مشتمل ہے، مقصود زخموں کو کربیدنا نہیں بلکہ کفر و ضلالت کی زد میں سسکیاں لینے والے طاہر القادری کے ذریعہ جماعتی اتحاد کو توڑنے کی کوشش پہ بند قاتم کرنا ہے، الرضا کا یہ جذبہ محمود کتنا کامیاب ہے اس کا فیصلہ قارئین کریں گے۔ اس شمارہ سے انٹرویو کا بھی سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے، اس سے مذہبی شخصیات کے خاندانی حال و احوال ان کی خدمات، عزائم اور فکری رجحانات سے واقفیت میں مدد ملے گی، معلومات کی یہ نئی طرح یقیناً قارئین کے علمی ذوق کو ہمیز کرے گی۔ آئندہ شمارہ سے تحریری مباحثہ اور انعامی مقابلہ کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ تاکہ نئی نسل میں علمی ادبی اور مذہبی ذوق کو بیدار کیا جاسکے۔ ہم افکار رضا کے امین ان کی تعلیمات کے ناشر اور اس دائرہ میں رہ کر اظہار رائے کے حامی ہیں، اس تناظر میں الرضا کا یہ شمارہ قارئین کو کیسا لگا ضرور بتائیں،

• محمد امجد رضا امجد

اداریہ

## تحریک ندوہ سے تحریک جام نور تک

صلح کلیت اگر بدعتیہ کی کاچور دروازہ ہے تو جام نور صلح کلیت کا چور دروازہ

اداریہ

کون سوچ سکتا تھا کہ اسلامی اقدار کے فروغ اور مسلمانوں کے ملی مسائل کے حل کے لئے کانپور میں ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں قائم ہونے والی تنظیم ”انجمن ندوۃ العلماء“ غارت گردین و ایمان ہو جائے گی۔ ندوۃ العلماء کو حضرت مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا محمد حسین الہ آبادی، مولانا احمد حسن کانپوری نے مولانا محمد علی مونگیری وغیرہ کے اشتراک سے بڑی امیدوں سے قائم فرمایا تھا، غیر منقسم ہندوستان میں علمائے اہل سنت کا یہ بہت بڑا قدم تھا اس سے اشاعت دین و سنت کے ساتھ مسلمانوں کے تعلیمی، سیاسی، سماجی اور معاشی مسائل حل ہو سکتے تھے، اسی جذبے اور خیر خواہی اسلام و مسلمین کے لئے اس میں تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر بدایونی، امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری بھی شریک ہوئے تھے مگر ایک سال انتظار کے بعد ندوۃ العلماء کے پہلے اجلاس کا جو منظر سامنے آیا وہ ”آئی برسات تو برسات نے دل توڑ دیا“ کے مصداق خرمن امید کو جلا دینے والا تھا، ایک ہی اسٹیج پر علمائے اہل سنت کے ساتھ غیر مقلد وہابی علما اور شیعہ مجتہدین کا اجتماع تھا اور سب کے سب اپنے اپنے عقیدے کے اظہار اور اس اشتراک کی تحسین کے ساتھ شریک تھے، علمائے اہل سنت نے مولانا لطف اللہ علی گڑھی سے شکایت کی تو انہوں نے مولانا محمد علی کو ذمہ دار ٹھہرایا، مولانا محمد علی سے مواخذہ ہوا تو انہوں نے معذرت کے ساتھ اسے آئندہ اجلاس میں اصلاح کے وعدہ پہ ٹال دیا، مگر شیعہ میں جو بال آچکا تھا وہ بھلا کب نکلنے والا تھا، اس اجلاس کی رپورٹ شائع ہوئی تو بجائے ”تردیدی بیان“ کے تمام شرکاء کے شکر کے ساتھ ان کے بیانات بھی شائع کئے گئے۔ دوسرا اجلاس ۱۲/۱۳/۱۴ اپریل ۱۸۹۵ء کو لکھنؤ میں منعقد ہوا، اس میں بھی بجائے ایفاء عہد کے غیر مقلدین، شیعہ مجتہدین، اور نیچری علما کو شریک اجلاس کیا گیا۔ تیسرا اجلاس ۲۶/۲۷/۲۸ شوال ۱۳۱۳ھ بریلی شریف میں ہوا، اس میں بھی وعدہ اصلاح کے باوجود مختلف مذاہب کے ذمہ داروں کی شرکت ہوئی اور ان کے بیانات ہوئے۔ ادھر سے نہ اصلاح کے اصرار میں کمی ہوئی، نہ ادھر سے صلح کلیت کے اظہار و استحکام میں کوئی دریغ۔ ان تمام اجلاس کے ذریعہ ندوہ کا جو نظریہ اور اس کے مفاسد سامنے آئے وہ یہ تھے:

• عقائد اعمال میں ہر شخص اپنی سمجھ کا مکلف ہے (مولوی آروی) • حضرت مولائے کائنات خلیفہ بلا فصل ہیں (روداد اول) • مقلد غیر مقلد کا اختلاف ایسا ہے جیسا کہ حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ کا (تقریر مولانا مونگیری) • غیر مقلدین اقلیت ہیں (روداد سوم) • شافعی حنفی غیر مقلد بھی تم ہو گئے تو خدا کے نزدیک تو کچھ رتبہ نہ بڑھ گیا (روداد اول)

• حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ کے عقائد میں بھی اس حد کا اختلاف ہے کہ ایک کے عقیدے کے مطابق دوسرے پر کفر کا الزام عائد ہوتا ہے، ایک شے حنفیہ کے یہاں فرض یا واجب اور شافعیہ کے یہاں حرام مکروہ، اور فرض کو ممنوع یا حرام کو حلال جاننے والا کافر ہوتا ہے (روداد دوم) ان ہی عقائد کے سبب علمائے اہل سنت نے ”اصلاح مفاسد ندوہ“ کی ملک گیر تحریک چھیڑی، رسائل اور کتابچے شائع کئے، مختلف شہروں میں اجلاس کا اہتمام کیا، جس کے نتیجے میں حقائق واضح ہوتے گئے اور ندوہ میں شریک علما و مشائخ رفتہ رفتہ اس سے علیحدہ ہوتے رہے، اور ہو گئے۔ خانقاہ مجیبیہ کے حضرت شاہ بدر الدین پھلواری نے ”وازیں وقت از ندوہ علمائے کانپور کنارہ کردہ ام“ فرماتے ہوئے اس سے علیحدہ اختیار کی، تو خانقاہ معظم بہار شریف کے جناب حضور شاہ امین احمد فردوسی قدس سرہ نے ”ہم پہلے لاعلمی میں تائیدی جلسہ ندوہ کے صدر ہوئے تھے مگر اس جلسہ میں نورانیت مطلق نہ تھی، اب ہم اس جلسہ ندوہ کی شرکت سے باز آئے اور“ مجلس علمائے اہل سنت بریلی“ کے بدل و جان شریک ہوئے“ فرماتے ہوئے اس سے کنارہ کشی اختیار کر لی۔ اس کے بعد ندوہ کا جو حال تھا وہ بقول حضرت محدث سورتی:

”اصل حال یہ ہے کہ ناظم صاحب برائے نام ہیں قابو اور ہی لوگوں کا ہے اراکین میں موجود کوئی خوش عقیدہ نہیں جو خوش عقیدہ تھے ماند مولانا شاہ محمد حسین الہ آبادی وغیرہ یہ لوگ ندوہ کی حرکتوں سے متنفر ہو کر اب کی سال علیحدہ ہو گئے ہیں، اب باقی ماندہ اراکین میں سب سے اول درجہ کے ذلیل شکی معترزی ہیں اور دوسرے درجہ کے مولوی خلیل الرحمن سہارن پوری“

علمائے اہل سنت نے ”ندوہ“ کو مفاسد سے بچانے اور راہ راست پر لانے کے لئے جو قربانیاں دی ہیں اس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی، اس کی پوری تفصیل ”سوالات حق نما بروں ندوۃ العلماء، فتویٰ علمائے اہل سنت، مراسلت سنت و ندوہ، مولانا حسن بریلوی، عزوہ لہدم سماک الندوہ، مولانا نقیون



الدین، سرگزشت و ماجرائے ندوہ مولانا عبدالحی، ندوہ کا ٹھیک فوٹو گرافر حکیم مومن سجاد، تسوید الہند و قاضی عبدالوہید فردوسی وغیرہ کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ندوہ کے بارے میں جتنا بخیر و شہادہ امین فردوسی نے لکھا تھا "اس ندوہ میں ایک ایسی قوت موثرہ ہے اور ہوگی کہ لوگوں کو گمراہ اور لامذہب کر کے چھوڑے گی" دنیا اس پیشین گوئی کو آج اپنی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے۔

جام نور کا حال بھی "ندوہ" سے مختلف نہیں، وہ بہار کا جھونکا بن کر آیا، بادل بن کر برسا، مگر مقبولیت کے نصف النہار پہ پہنچتے پہنچتے عصیت، تشکیک، تفہیم اور اپنے ہی لفظوں میں "عدم برداشت، تشدد اور جدال و پیکار" کا شکار ہو گیا۔ کون سوچ سکتا تھا کہ پہلے شمارہ سے ہی علما و مشائخ، مرید و مرشد، استاذ و شاگرد، امام و مفتی اور عوام و خواص کے حواس پہ چھا جانے والا رسالہ ایک دہائی سفر طے کرتے کرتے "اے آب خاک شو کہ ترا برو نہ ماند" کا مصداق بن جائے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جام نور نے صحافت کے ذریعہ متنوع جہات پہ اپنی خدمات کے گہرے نقوش چھوڑے ہیں، جماعت کی مقتدر شخصیات حضرت سید محمد اشرف میاں، حضرت بحر العلوم، علامہ شبہنم کمالی، حضرت سید وجاہت رسول قادری، علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، علامہ محمد احمد مصباحی، مفتی نظام الدین رضوی، حضرت سید نجیب حیدر قادری، مولانا کوکب نورانی کاڑوی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برق، مفتی عبدالحمید رضوی، پروفیسر فاروق احمد صدیقی، ڈاکٹر شرمصباحی، مولانا سید اجمل اشرفی، ڈاکٹر شکیل اعظمی، مولانا یونس اختر مصباحی وغیرہ کی حوصلہ افزا تحریریں اس کی واضح مثالیں ہیں جو جام نور کے شماروں میں موجود ہیں۔

مگر چاند میں دھبہ کی مانند کچھ بات تو ایسی ضرور ہوئی جس سے بعض اہل نظر کے دل میں کھٹک کا احساس ہوا، یہ کھٹک خدشہ و تشویش کی راہوں سے گزرتی ہوئی "جراثیم اظہار" تک پہنچی، اور "ازالہ خدشات" سے مایوسی کے سبب معاملہ "دارالافتاء دہلی" تک جا پہنچا۔ یہ دور جام نور کے ارتقائی سفر کا تھا مگر اس سانحہ نے بقول خوشتر صاحب "جام نور کو مقبولیت اور شہرت کے آسمان پہ پہنچا دیا" (مارچ ۱۱) حالانکہ جام نور کے لئے یہ وقت "مقبولیت و شہرت دوام" کے نعرہ کے بجائے "احتساب عمل" کا تھا کہ جب اس کی "اشاعت کا اولین مقصد اپنے اسلاف کے عقائد و نظریات اور روش پر قائم رہتے ہوئے ملت اسلامیہ کی ذہنی و فکری تشکیل (مارچ ۲۰۱۱) اور مسلکی سطح پر ہر شعبے میں فکری و عملی شعور بیدار کرنا" (مارچ ۲۰۱۱) ہے تو آخر اپنی ہی جماعت کا ایک طبقہ ان سے نالاں اور شاکی کیوں ہے؟ یقیناً ایک طبقہ کی ناراضگی جام نور کے مقاصد و اہداف تک پہنچنے میں رکاوٹ کا باعث ہو سکتی تھی، مگر نتائج سے بے پروا اور عرق نہامت سے محرومی کا داغ لئے یہ رسالہ جاری رہا اور مقبولیت کے ساتھ نامحمودیت بھی اس کا پیچھا کرتی رہی، حتیٰ کہ ۱۰۰۰ روپیہ رسالہ تک پہنچتے پہنچتے حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب کو بھی یہ لکھنا پڑا "کچھ لوگ اسے نکلتا ہوا بالکل دیکھنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے بایکٹ کا بھی اعلان کر چکے اور کچھ لوگ اس کی حرف بحرف تائید کا دل گردہ رکھنے والے نظر آئے" اسی میں آپ نے یہ بھی لکھا "جوش شباب، قلت تجربات یا علمی رسوخ کی کمی کے باعث تعبیرات یا خیالات میں جو نقص درآتے ہیں وہ کچھ نہ کچھ جام نور میں بھی مل سکتے ہیں" پھر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا "میری نصیحت ہے کہ حتی الامکان اپنے کو لائنوں سے پاک و صاف بنائے" (مارچ ۱۱) اب اس صراحت کے بعد بھی "جام نور" اگر "شاد از زندگی خویش کہ کارے کردم" کا نعرہ دل خراش لگاتا رہے تو اس کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ رئیس القلم علامہ ارشد القادری کے صدمے انہیں جو موروثی تدبیر، امتیاز حسن قلم اور تیز خیر و شر کی دولت گراں مایہ عطا ہوئی تھی وہ عصیت و حسد، کبر و نفوت، چند ار علم و انانیت اور طلب جاہ و دنیا کے سبب سلب کر لی گئی۔ ورنہ لئے کے بعد تو آدمی کو "احساس زیاں" ہونا ہی چاہئے تھا۔

اگست ۲۰۱۵ء سے جام نور کے جو شمارے منظر عام پہ آئے ہیں اس کا "جو دلوں کو فتح کر لے وہی فاتح زمانہ" والے جام نور سے کوئی علاقہ نہیں، کہنے کو اس میں فکر و نظر، روبرو، پس منظر و پیش منظر، حالات حاضرہ، تذکار، دیوان عام اور جہان ادب سارے جلووں کی یکجائی ہے مگر اس حسن سولہ سنگار کو محبت بھری نظروں سے دیکھنے والی آنکھیں نہیں ہیں، ایک ایک کر کے سارے وابستگان "ندوہ کی طرح" اس سے علیحدہ ہو گئے، نہ شہزادگان مارہرہ کی شرکت باقی رہی، نہ بزرگان بریلی کی شمولیت، نہ مشائخ کچھوچھ کا اس سے کوئی علاقہ رہا، نہ علمائے اشرافیہ کا اس سے کوئی تعلق۔ مولانا ملک الظفر صاحب پہلے ہی "جس کو ہوجان و دل عزیز تیری گلی میں جائے کیوں" کہہ کر علیحدہ ہو گئے، ڈاکٹر صابر سنہلی صاحب نے "یہاں بگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں" کا ہنگامہ دیکھ کر دامن کھینچ لیا، برق و شر کی آزمائش میں جماعت کے دو بڑے (حضرت سید شاہ طلحہ رضوی برق اور ڈاکٹر شرمصباحی) "بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے" کہنے پر مجبور ہو گئے، باقی رہے ہم جیسے "دیدہ مشق ستم" تو "جو تری بزم سے نکلا وہ پشیمان نکلا" ہمارے حصہ میں آیا۔ اب جو افراد اس سے وابستہ ہیں (ایک دو کو چھوڑ کر کہ وہ وابستہ کم چمٹائے ہوئے زیادہ ہیں) ان میں غالب اکثریت دو طرح کے افراد کی ہے:

- (۱) غیر معروف و مبتدی قلم کار، جو مال سے بے نیاز، فکر فرما سے آزاد اور عصیت کے شکار ہیں۔
  - (۲) کچھ (کالج اور یونیورسٹی کے) دانشور کہے جانے والے افراد، جن کی شمولیت اکابر علم کی اعلیٰ کا کفارہ نہیں بن سکتی۔
- مسئلہ ان کا نہیں جو جان و دل بچا کر کنارہ کش ہو گئے بلکہ ان کی کنارہ کشی کیا پیغام دے رہی ہے اسے سمجھنے اور سمجھانے کا ہے۔



اگست ۲۰۱۵ء سے لے کر فروری ۲۰۱۶ء تک شائع ہونے والے رسالے کے مشمولات و مندرجات پہ سنجیدگی سے غور کریں تو محسوس ہوگا کہ:

(۱) شروع کے پانچ شماروں (اگست تا دسمبر ۲۰۱۵ء) میں جماعت اہل سنت کے علماء مفتیان عظام، اور طلبہ مدارس اسلامیہ کو ہدف تنقید و تضحیک بناتے ہوئے ساری حدیں پار کر دی گئی ہیں (۲) جنوری ۲۰۱۶ء کے شمارہ کو حالی کی "حیات جاوید" کی طرح کلی طور پر پاک و ہند کے معتب و مغضوب ڈاکٹر طاہر القادری کی مکمل مدح سرائی کا مجموعہ بنا دیا گیا ہے اور (۳) فروری کا شمارہ ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی مستقبل کا سودا کرنے والی "ورلڈ صوفی کانفرنس" کی بازار ساز ہے۔ ان میں سے کوئی رخ ایسا نہیں جس کی علمائے اہل سنت اور قول و عمل میں یکسانیت رکھنے والے مشائخ و صوفیہ تحسین کر سکیں۔ میں یہاں صرف پہلی دو صورتوں کے حوالہ سے چند حقائق عرض کروں تاکہ سادہ لوحی میں جام نور سے جھٹے رہنے والے افراد یا جوشِ تعصب میں ہنگامہ حشر برپا کرنے والے اشخاص اپنا جائزہ لے سکیں۔

**جماعت اہل سنت پر جام نور کی نوازشات:** ● اس وقت بریلوی جماعت آزمائش میں مبتلا ہے اور اپنے بدترین دور سے گزر رہی ہے ● اندرون خانہ فقہی فرعی مسائل پر رد و ابطال تضلیل و تفسیق کا بازار گرم ہے اور تکفیری ہم اپنے عروج پر ہے ● اپنے مرکز عقیدت کے فرعی فقہی موقف کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو گھر تک پہنچانا غایت دین و ایمان ہے ● بریلویت کے مزاج و رویے کے تعلق سے اس عام رائے کی تخلیط کا جواز نہیں بتا کہ یہ لوگ دیگر مکاتب فکر کی تکفیر و تفسیق کرتے کرتے تھک گئے تو اپنے تکفیری توپ کا دھانہ خافقاہوں کی طرف موڑ دیا، وہاں سے طبیعت بھر گئی تو دوسرے مشرب کے علماء کو اسلام سے باہر کارستہ دکھانے لگے، اس ہم سے طبیعت اچاٹ ہوئی تو اب اپنے ہی ہم مشرب و ہم فکر علماء پر جا پڑے۔ ● قدامت کا کسی فقہی موقف کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنا اور امت میں فساد پھیلانا اسلام کو منجمد کرنے کی جسارت ہے۔ ● امت کے دیگر طبقات کی اجتماعی تکفیر اور غیر اخلاقی جدال سے بنا لگتا ہے۔ نیتوں پر حملے کر کے اس (گستاخان رسول) کے "فردامت" کی اس حیثیت کو چیلنج کرنا، خدائی حدود میں داخل ہونے کی ناروا جسارت ہے۔ ● ہمارے یہاں اپنے اور بیگانوں کی نیتوں پر شک کر کے دین و ایمان پر اوجھے حملے کرنے کا مزاج عام ہے ● اس انتہا پسندانہ اور منافقانہ رویے کو دینی حیثیت اور مسلکی تعلق کا نام نہ دیا جائے ● ان کی دل چسپی تو اندرونی اور بیرونی سطح پر مسلک و مشرب کے وہ اکھاڑے ہیں ● مسلمانوں میں داخلی سطح پر اپنے مذہبی اور مشربی معاملات کو لے کر تشدد بڑھتا جا رہا ہے اور ایک ہی نکتہ پر جھڑپے والے، یہاں تک کے ایک ہی مسلک کے ماننے والوں کے درمیان خلیج اس قدر بڑھ گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کو ایک لمحہ کے لئے بھی قبول و برداشت کرنے کو تیار نہیں ● آج کل بعض علماء مفتیان کرام پیران عظام اور ان کے جھنڈا بردار نے اپنی ہر پسند و ناپسند، فیصلے افکار و نظریات کو تمام امت پر تھوپنے اور جبراً انہیں منوانے کی اپنی طرف سے "اضافی ذمہ داری" اپنے سر لے لی ہے۔ ● آج ہر شخص تھانے داری پر مصر ہے ● غلبہ مسلک و مشرب کی آڑ میں نظریاتی تشدد میں مبتلا ہیں۔

**دارالافتا کی بے حرمتی:** ● اکیسویں صدی میں یہ شعبہ اپنی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے زوال وادبار کے آخری دور سے گزر رہا ہے۔ ● امت کے عام افراد کے ساتھ علماء کا اعتنا و بھی دارالافتا سے اٹھتا جا رہا ہے۔ ● قلم دان افتا ان افراد کے حوالے کر دیا گیا ہے جو علم فقہ اور علم کلام کی ابجد سے واقف نہیں، نہ انہیں عربی زبان کی اتنی استطاعت کہ وہ مذکورہ فنون کی کتابوں اور مصطلحات کو سمجھ کر ان سے براہ راست استفادہ کر سکیں۔ ● دراصل یہ ناقلمین کی ایک جماعت جو حالات و مسائل کو سمجھے بغیر ہر استفتا کو جواب اردو کے معروف مجموعہ ہائے فتاویٰ سے نقل کر کے شریعت اسلامی اور دارالافتا کی بدنامی کا سبب بن رہی ہے۔ ● دارالافتا کی زمام ان افراد کے ہاتھوں میں آگئی ہے جو زمانے کے احوال و عرف سے پوری طرح بے خبر۔ ان کی یہ بے خبری اور اس پر شور شرابا امت میں انتشار اور بے اعتدالی کا موجب بن گیا ہے۔ ● ذاتی عداوت و مخاصمت کی تسکین اور مفادات کے تحفظ کے لئے آج دارالافتا کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ ● ہندوستان کے مشاہیر علماء خطا و اور مشائخ میں شاید ہی ایسا کوئی خوش نصیب ہو جسے دارالافتا کی جانب سے تضلیل، تفسیق یا بائیکاٹ کی سوغات نہ ملی ہو۔ ● مکاندنفس کی بیماری میں مبتلا افراد ● ایسے کسی بھی مسئلہ کے پردہ زنگاری میں کون معشوق سال خود رہ بیٹھا ہے اور اس کا کیا مقصد ہے دنیا جاتی ہے۔ ● یہ نفس پرستی اور انتہا پسندی کی بدترین مثال ہے ● من مانے فتویٰ پر جبری تصدیق کرانے والے ● تائیدی و دستخط نہیں کرنے پر مظالم کے پہاڑ توڑتے ہیں ● جو لوگ تصویری مشروعیت کے قائل ہیں ان کے خلاف ● دراصل آج ہر فقہی فرعی مسئلہ میں کچھ لوگ افرادی قوت کے بل پر پوری دنیا کو اپنے موقف و نظریہ کا پابند بنانے پر تلے ہوئے ہیں ● اس طالبانی ہم کے لئے دارالافتا کا بے محابا استحصال و استعمال کیا جا رہا ہے ● اب دارالافتا کا استعمال مخالفین کو زیر اور پریشان کرنے کے لئے بھی کیا جا رہا ہے ● عام طور پر دارالافتا میں ایسی بصیرت کی توقع نہیں ہوتی۔

**علمائے اہل سنت کا استہزا:** ● امت کا ایک گروہ اگر ظاہری الفاظ سے چمٹا ہوا ہے کہ جب تک بخاری و مسلم کے ظاہری الفاظ میں کسی شے کا بیان نہیں مل جاتا، وہ اسے دین کا حصہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ لیکن اس شکایت کے ساتھ اسے اپنے مذہبی رویے پر بھی غور کرنا چاہئے کہ وہ بھی تو آج ہر دینی مسئلہ کو فقہی جزئیات سے ہی حل کرنے پر مصر ہے۔ ● آج احکام کی اس درجہ بندی کو نظر انداز کر کے بہت سے مستحب اور مباح مسائل کو فرض و واجب کا درجہ دے دیا گیا ہے ● جس کی حیثیت کراہت تنزیہی کی تھی اسے حرام کا درجہ دے کر مسلک کے نام پر جنگ و جدال کا ماحول برپا کر دیا گیا ہے ● مخلص



علما کو سب سے پہلے اپنی جماعت کے سوسالہ علمی فکری اور سماجی رویے پر از سر نو تنقیدی نگاہ ڈالنا ہوگا • ان طالبانی فکر و نظر کے حامل علما اور عام مسلمانوں کا یہ رویہ اسلام کی توسیع میں بہت بڑی رکاوٹ بن گیا ہے۔

**طلبہ مدارس اور توفارغ علماء کا مسخر:** • اپنی عقل و صلاحیت پر اعتقاد نہیں رہا • اپنی فہم و صلاحیت کو گروہی رکھ دی • مدارس اسلامیہ میں دس سال کیوں اکارت کئے • سروں پہ دستار فضیلت بندھوا کر نکلنے والے علما نے بھی یہی سمجھ رکھا ہے، کہ دین میں غور فکر اور فہم شریعت کے جملہ حقوق بحق اکابر و قدما محفوظ تھے • عطاء الہی سے ہمیں جو ایک عدد دماغ اور سر ملا ہے اس کا کام محض طربوش برداری ہے۔

اب یہاں پہنچ کر مجھے احترام کے ساتھ خوشتر صاحب سے پوچھنے کا حق تو ہے ہی کہ ”طالبانی فکر، پاپائیت، عدم برداشت، تشدد، عدم رواداری، جیسی خوبصورت ترکیبوں کا صحیح الطباق آپ کا ادارہ ہے یا علما نے اہل سنت کی تحریریں؟ اور کیا آپ نے جام نور کے ذریعہ جس جماعتی خدمت کی داغ بیل ڈالی تھی، وہ یہی تھی؟ مجھے یاد پڑتا ہے سید سراواں کے ابومیاں صاحب نے مارچ ۲۰۱۱ میں آپ کو لکھا تھا:

”مولانا خوشتر نورانی کو اچھے احباب ملے، بہت سے رسم پرست علم و تحقیق اور فکر و نظر کے مخالف افراد چین بہ چین ہوئے اور ایسا ہونا فطری تھا بلکہ اس کے بعد مخالفت پر کمر بستہ ہوئے، اب جام نور کے تعلق سے ایک عمومی مثبت ذہن تیار ہو چکا ہے اور اس کی ہر بات کو اب بہت ہی توجہ سے پڑھا جانے لگا ہے، اب یہ وقت ہے کہ جام نور اسلام کے اصل مشن میں لگ جائے“

کیا علما نے اہل سنت یہ سمجھنے میں حق بجانب نہیں کہ ۲۰۱۵ تک پہنچتے پہنچتے آپ ”اصل مشن میں لگ گئے“ ہیں۔

ڈاکٹر طاہر القادری کے حوالہ سے آپ کے یہاں جو توسع ہے وہ جماعت سے انحراف اور علما نے اہل سنت کو منھ چڑانے کے مترادف ہے۔ پاکستان سے لے کر ہندوستان تک کے علماء و مفتیان عظام نے ان کی گمراہی اور اعتقادی بے سمتی پر جو فتاویٰ صادر کئے ہیں اس کے خلاف آپ کا محاذ آرا ہونا آخر کس جذبہ کا غماز ہے؟ پڑوسی ملک جانے دیجئے اپنے ملک ہندوستان میں حضور تاج الشریعہ، علامہ مدنی میاں، علامہ محمد احمد مصباحی، مفتی نظام الدین رضوی صاحبان کے احکام و فتاویٰ بھی آپ کے یہاں ناقابل اعتنا ٹھہرے؟ کیا یہ لوگ بھی آپ کے بقول ”قلم دان افتاوان افراد کے حوالے کر دیا گیا ہے جو علم فقہ اور علم کلام کی ابجد سے واقف نہیں، نہ انہیں عربی زبان کی اتنی استطاعت کہ وہ مذکورہ فتون کی کتابوں اور مصطلحات کو سمجھ کر ان سے براہ راست استفادہ کر سکیں“ کے مصداق ہیں؟ چلئے اس جرأت بے جا سے آگے بڑھ کر کم از کم اپنے فیصلہ پر تو آپ کو اہل رہنا چاہئے، آپ نے مارچ ۲۰۱۱ کے ادارہ میں لکھا ہے:

”اسلام کی قبولیت کے بعد یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک مسلمان کا کوئی مسلک نہ ہو، اس طبقہ سے اگر پوچھا جائے کہ وہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو تسلیم کرتا ہے یا نہیں؟ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو وہ اہل سنت و جماعت سے ہے، اور اگر نفی میں ہے تو شیعہ ہے۔ اس سے پوچھا جائے کہ وہ تقلید شخصی کا قائل ہے یا نہیں، اگر ہاں کہتا ہے تو مقلد ہے ورنہ غیر مقلد (اہل حدیث) اسی طرح رسول ﷺ کے عطائی علم غیب، اور اولیائے کاملین کے یا ذن اللہ تصرفات کے تعلق سے سوال کیا جائے، جواب ہاں ہے تو سنی ہے ورنہ دیوبندی۔ اگر وہ سوالات کے دونوں پہلوؤں (اثبات و نفی) کو صحیح ٹھہرانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے ایسی صورت میں اس کا مسلک صلح کل ہے“ (مارچ م ۱۱ ص ۴)

آپ نے مسلک کے ضمن میں اہل سنت و جماعت، شیعہ، مقلد غیر مقلد، اوسری و دیوبندی سب کو رکھا ہے ظاہر ہے یہ سب فرقے ہی ہیں اور یہ فیصلہ سنایا ہے کہ جو ”دونوں پہلوؤں (اثبات و نفی) کو صحیح ٹھہرانے کی کوشش کرتا ہے تو اسے ایسی صورت میں اس کا مسلک صلح کل ہے“ اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ طاہر القادری صاحب کے یہی نظریات ہیں، وہ عقائد کے اختلافات کو فروغ دیتے ہیں، فرقہ بندی پہ لعنت بھیجتے ہیں، اس کے علاوہ یہود و نصاریٰ کو صاحب ایمان، ہر بچہ کو خمینی بننے کی صلاح، دیت کے مسئلہ میں اجماع کا انکار، دیوبندیوں کے پیچھے جواز نماز کے قائل و عامل، تکفیر دیانہ کے منکر اور خوابوں کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ کی توہین کے مرتکب ہیں، جس پر تقریباً تین دہائی کا ہنگامہ رد و طردشاہد ہے، اس مشترکہ حقیقت کے بعد بھی آپ کا ان کی حمایت پہ کمر بستہ رہنا صلح کلیت پر رضائیں تو اور کیا ہے۔ ان باتوں میں اشتراک کے علاوہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ (خیال رہے کہ آپ نے ”مسلک اعلیٰ حضرت کو مسلک اہل سنت ہی کی دوسری تعبیر“ بتایا ہے، دسمبر ۲۰۰۷ء) کے عقائد و نظریات کو ماننے کے دعویٰ میں آپ دونوں مشترک ہیں، اب یہ کیسا ماننا ہے یہ آپ سے بہتر کون سمجھ سکتا ہے۔ اسی ادارہ ”اعتراف حقیقت“ میں آپ نے لکھا ”ہم نے کبھی مسلمات یا معمولات اہل سنت پر حرف گیری نہیں کی“ چلئے کل اگر آپ نے حرف نہیں کی تھی مگر اب کیا کہیں گے؟

ڈاکٹر طاہر القادری کے علاوہ ابن تیمیہ کے حوالہ سے بھی جام نور کی نرم روی اس کے صلح کلیت کا غماز ہے، آپ نے جام نور کے وقیع اور علمی ”اجتہاد و تقلید نمبر“ کے ادارہ میں ”شیخ محمد کی تشدد و انتحاریک ابن تیمیہ کے فکری منہج پر شروع ہوئی“ لکھ کر ابن تیمیہ اور شیخ محمد دونوں کے حوالہ سے آپ نے اپنا موقف واضح کر دیا، ڈاکٹر نوشاد چشتی صاحب نے بھی جولائی ۲۰۰۳ کے شمارہ حضرت مولانا زید فاروقی کے حالہ سے ابن تیمیہ کے بارے میں واضح طور پر لکھا:

”ابن تیمیہ نے دنیا سے رحلت فرماتے ہوئے ائمہ کرام اور اولیائے عظام کو دل کھول کر گالیاں دیں۔ کسی کو ”شیطان امت“، کسی کو ”انجبت القوم“ سے یاد کیا۔ ابن تیمیہ نے شیخ اکبر کو شیطان امت، امام رازی کو گمراہ اور گمراہ گراہی طرح امام غزالی، شیخ صدر الدین قونوی وغیرہ اکابر امت کو دشنام طرازیوں سے نوازا تھا۔ علامہ ابن حجر عسقلانی کے حوالہ سے یہ عبارت بھی اسی مضمون میں ہے ”ابن تیمیہ کو گھمنڈ ہو گیا تھا علما پر د کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی رو کیا ہے، امام غزالی کو گالی دی، مباحثہ میں کج بحثی کیا کرتے تھے، امامت کبریٰ حاصل کرنے کے خواہش مند تھے“ (جولائی ۲۰۰۳ء)

مگر آج یہی جام نور بالواسطہ و بلاواسطہ ابن تیمیہ کو شیخ، محسن، مصلح، متورع، مجتہد، متقی، صوفی، صاحب روحانیت، تتبع سنت اور کیا کیا بنانے پر آمادہ ہے، آپ یہ کہہ کر جان نہیں چھڑا سکتے کہ یہ ساری باتیں جام نور میں نہیں، جام نور کی ”مفتخر و مقتدر“ ٹیم کے تو ہیں، جسے آپ جام نور کی دس سالہ خدمات کا حاصل سمجھتے ہیں۔ بیچارے اسٹیج کے ”گویا“ اور ”مداری“ پر تو آپ کا تیشہ اصلاح خوب چلا، مگر جس فکر و نظر کے اظہار سے عقیدے میں فتور اور صلح کلیت کی راہ ہموار ہو رہی ہے وہاں خموشی ہی نہیں جرأت مندانہ حمایت ”ہیں کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ“ نہیں تو اور کیا ہے؟ آخر اس دور کی پالیسی کو کون سا نام دیا جائے؟ مجھے یہاں محترم احمد جاوید صاحب کے مضمون (جام نور جنوری ۲۰۱۶ء) کا یہ اقتباس نقل کرنے کو جی چاہ رہا ہے شاید بہت بہ محل ہو:

”آج دنیا بھر میں اسلام کے مبلغوں۔۔۔ کی شکل میں کتنے خضاک ہیں جن کے سانپ کی خوراک کچے ذہن کے نوجوانوں کا مغز ہے، بہت سے حسن بن صباح سرگرم ہیں جو نوجوانوں سے سوچنے کی صلاحیتیں چھین رہے ہیں، انہیں اپنا ذہنی غلام بنارہے ہیں اس کی جنت انہیں زندگی جیسی خدا کی عظیم نعمت و امانت کے بارے میں سوچنے نہیں دیتی یا پھر انتقام در انتقام کا وہ چکر ہے جس کو پیغمبر اسلام نے جاں سوز جدوجہد سے توڑا تھا لیکن اسلام دشمن طاقتوں نے اسے پھر زندہ کر دیا“

ندوہ کے بارے میں جتنا بخیر و علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا ”اس ندوہ میں ایک ایسی قوت مؤثرہ ہے اور ہوگی کہ لوگوں کو گمراہ اور لامذہب کر کے چھوڑے گی“ جام نور میں بھی وہ کشش ہے جو اوروں کو گمراہ کر کے چھوڑے گی بلکہ کر رہی ہے، آج جو لوگ جام نور کے مشمولات پر آپ کو داد دے رہے ہیں یہ ”حب علی کے بجائے بغض معاویہ“ میں ہے، اپنے منفی جذبہ کی تسکین کے لئے یہ آپ کی ”غلط روش“ کی بھی اس لئے تحسین کر رہے ہیں کہ نوک قلم سے رضوں کی جو فصلیں آپ آگاسکتے ہیں اس سے یہ محروم ہیں ورنہ انہیں آپ کے کندھے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر تنقید کی سے ندوہ اور جام نور کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آئے گی:

- (۱) ندوہ کے بانی بھی سنی، جام نور کے بانی بھی سنی
- (۲) ندوہ سے بھی صلح کلیت کے سبب علمائے اہل سنت علیحدہ ہوئے، جام نور کی بھی صلح کلیت کے سبب علمائے اہل سنت الگ ہوئے
- (۳) ندوہ کو بھی راہِ راست پر لانے کے لئے علمائے کوششیں کیں، جام نور کو بھی راہِ راست پر لانے کی کوششیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں
- (۴) ندوہ میں بھی ظاہری کشش تھی جس سے لوگ گمراہ ہوئے، جام نور میں بھی ظاہری کشش ہے جس سے لوگ گمراہ و بدظن ہو رہے ہیں

**منتہائے گزارش:** ان چند جملوں کو کسی اور جذبہ پر محمول کرنے کے بجائے میرے شکستہ دل کی آواز سمجھیں، خدا نے آپ کو جو صلاحیتیں دی ہیں ان سے مجھے کیا جماعت کے اکابر کو بھی بڑی توقعات وابستہ ہیں، خدا کے واسطے لوٹ آئیے اپنے ماضی کی طرف، جہاں علامہ کی بے تاب روح آپ کا انتظار کر رہی ہے، ان کا مشن آپ کو آواز دے رہا ہے، ان کے جذبہ کی تڑپ آپ کو بڑی حسرت سے پکار رہی ہے، مجھے یقین ہے آپ ضرور لوٹیں گے کہ آپ کی رگوں میں بھی ”علامہ کا غیرت عشق رضا میں سرشار خون“ دوڑ رہا ہے، ہاں اسی علامہ کا خون جو اپنی تقریر و تحریر میں ”اس دور میں جو اعلیٰ حضرت کا ماننے والا ہے وہی سنی ہے“ کا سبق پڑھایا کرتے تھے۔ آپ نے لکھا ہے ”اخلاص، جذبہ لگن اور باصلاحیت افراد کی قوت کی ہمارے پاس کمی نہیں ممکنہ وسائل میسر ہوں تو پچھلی کئی دہائیوں کے پچھڑے پن اور کمیوں کا تدارک ہو سکتا ہے“ آپ داد و محترم کی مخلصانہ روش پر تو آئیے پھر دیکھئے کیسے کیسے مسائل کے ہاتھ بڑھتے ہیں آپ کو تھامنے کے لئے۔





## اظہار خیالات

### ”حلقہ خوشتر“ میں طاہر القادری کی پذیرائی حیرت انگیز

● حضرت علامہ سید و جاہت رسول

قادری نوری رضوی، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الکریم

محبتی و عزیز ذاکر امجد رضا صاحب زید علمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ**

**وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ**۔ (البقرہ، آیت ۵)

امید ہے بفضلہ تعالیٰ مزاج بخیر ہوں گے۔ دومانی ”الرضا“ پٹنہ میں شائع شدہ آپ کا تحریر کردہ ادارہ ”جماعتی انتشار کا ذمہ دار کون؟“ نظر نواز ہوا ہے بات قابل اطمینان ہے کہ آپ نے نہایت شستہ اور شانستہ انداز میں جماعتی انتشار کے اسباب و علل اور جدید دور میں اس کی ذمہ داریوں کا تعین کیا ہے جبکہ دیکھا گیا ہے کہ آپ کے مقابل صفحہ مخالف کا انداز و مخاطب جارحانہ، بلکہ بعض اوقات ٹھیک آمیز ہوتا ہے یہی وجہ کہ فقیر تیج مدان نے تقریباً ۶ برسوں سے جام نور کا مطالعہ ترک کر رکھا ہے۔

جب حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا تو دنیا کے اہل سنت کو ایک عظیم دھچکا لگا۔ اتفاق سے اسی سال احقر حضرت رئیس القلم علیہ الرحمۃ سے دہلی میں جامعہ نظام الدین اولیاء میں ملاقات کر کے کراچی واپس ہوا تھا۔ نہایت کمزوری اور بیماری کے باوجود وہ راقم سے بڑی دیر تک محو گفتگو رہے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (کراچی) کی فکر و تعلیمات اعلیٰ حضرت، اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں مساعی جلیلہ کو سراہتے رہے۔ اس کے علاوہ اہل سنت والجماعت میں اجتماعی سوچ اور جماعتی نظم و ضبط کا اہتمام بھی موضوع گفتگو رہا۔ تعلیمی فروغ، مدارس و دارالعلوم کی تنظیم نو اور اس کے نصاب کی جدید خطوط پر تدوین، پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا پر مسلک اعلیٰ حضرت کا ملکی اور عالمی سطح پر ابلاغ کی اہمیت پر قائد اہل سنت نے مختصر روشنی ڈالی۔

ان کی وفات سے بلاشبہ اہل سنت والا مکنت کو من حیث الجماعت ایک عظیم صدمہ پہنچا۔ عالمی سطح کا ایسا قائد، ایسا منصوبہ ساز ذہن رکھنے والا شخص جو ماضی، حال اور مستقبل پر یکساں نظر رکھتا تھا، اب اس کا نعم البدل دور دور تک نظر نہیں آتا۔ یہ خبر بھی ہم سب کے لیے خوش آئند تھی کہ ایک

ایسے عالم جلیل کی لوریاں سننے والا اور ان کے گودوں پلا ہونہار پوتا، کہ جس نے اپنی ساری زندگی مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ اور اس کے دفاع میں بسر کی، اب ان کا علمی وارث مقرر ہوا ہے۔ اپنے اس ہونہار پوتے، خوشتر نورانی سلمہ الباری کو علامہ نے خصوصی توجہ کے ساتھ ہندوستان، عراق اور لیبیا کی جماعت سے تعلیم دلوائی۔ اب امید ہو چلی تھی گونا گوں صلاحیتوں سے مزین یہ نسی جانیں قائد اہل سنت کے مشن کا علمبردار بن کر جماعت کی تقویت اور اتحاد کا باعث بنے گا۔ لیکن ”اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!“ فقیر اب بھی ان سے حسن ظن رکھتے ہوئے یہ سمجھتا ہے کہ ذہین و ذکی خوشتر نورانی میاں نادانستہ طور پر حاسدین اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نرغے میں آگئے ہیں۔ بظاہر اس کے پیچھے اعدائے دین کی ایک گہری سازش بھی دکھائی دیتی ہے جس کی نشاندہی امام احمد رضا قدس سرہ العزیز اپنی حیات ظاہری میں کر چکے تھے۔

اک طرف اعداء دیں اک طرف ہیں حاسدین

بندہ ہے تنہا شہا، تم پہ کروڑوں درود

آپ نے عمیق مطالعہ کے بعد نہایت خوبصورت انداز میں گزشتہ دس برسوں میں خوشتر میاں کے مزاج اور لب و لہجہ میں جو تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں اور حضرت قائد اہل سنت، رئیس القلم علامہ ارشد القادری کے جاری کردہ مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان ”جام نور“ نے از سر نو اجراء کے چند ہی برسوں بعد اپنے مؤسس اعلیٰ کی متعین کردہ راہ سے گریز کرتے ہوئے جو راہ بدلی اور آہستہ آہستہ صلح کلیت کی پگڈنڈی کی طرف اپنا روار قلم موڑا، اس کے عوامل اور واقعات کا بے لاگ مگر تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے۔ یہ بحیثیت جماعت ہمارے لیے بھی چشم کشا ہے اور محترمی خوشتر نورانی صاحب کے لیے بھی دعوت غور و فکر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر خوشتر میاں ”نظر غضب“ سے نہیں بلکہ ٹھنڈے دل کے ساتھ آپ کے اس ادارے کا مطالعہ کریں، ایک ”دشمن“ نہیں بلکہ ایک مخلص دوست و برادر سمجھ کر آپ کی تحریر کو پڑھیں تو آپسی اختلافات میں تعاون اور مفاہمت کی کوئی نہ کوئی راہ انشاء اللہ العزیز نکل آئے گی۔

جہاں تک امام احمد رضا قادری حنفی کی نابغہ عصر شخصیت اور ان کے عقیدہ و مسلک کا تعلق ہے، تو ان کے وصال (۱۳۴۰ھ) کو سو سال ہونے کو آرہے ہیں ابھی تک عالم اسلام میں کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی جو اس نابغہ عصر کا نعم البدل ہو سکے کہ جس کے نام سے معنوں ہونا ہی اہل سنت کی

پہچان بن جائے۔ اس عاشق رسول ﷺ کے نعمائے نعت رسول مقبول ﷺ صبح قیامت تک شرق و غرب میں محبت رسول ﷺ کی خوشبو بکھیرتے رہیں گے۔ ان کے بلند علمی قد و قیامت کے چرچے آج عرب و عجم کی جامعات میں ہو رہے ہیں۔ اور ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت ہوتے رہیں گے۔ ”حسام الحرمین“ اٹھا کر دیکھئے ”الدولۃ المکیہ“ کا مطالعہ کیجئے اس دور کے عرب و ہند اعلیٰ مفتیان کرام، نامور علمائے عظام نے تسلیم کیا ہے کہ امام احمد رضا خاں حنفی قادری اس دور کے مجدد ہیں، ان سے محبت اور خوش عقیدگی اہل سنت ہونے کی پہچان ہے۔ ان کی ذات اہل سنت کی شناخت اور ان کا مسلک، یعنی مسلک اعلیٰ حضرت ہی مسلک اہل سنت ہے۔

اب اگر ان اکابرین امت کے برخلاف کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کا منکر ہوتا ہے تو یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے، وہ نہ سنیوں میں شمار ہوگا نہ شیعوں میں، وہ کہیں کا نہیں رہے گا۔ وہ اپنے اس ”نہل ازم“ کے باوجود نہ دیوبندیوں کے لیے قابل قبول ہوگا نہ سلفیوں اور خارجیوں کے لیے، لطف کی بات یہ ہے کہ اپنے عقائد، معاملات اور معمولات کی بناء پر وہ بریلوی ہی کہلائے گا۔

اس ”حلقہ خوشتر“ میں طاہر القادری کی پذیرائی حیرت انگیز امر ہے۔ راقم کے خیال میں برصغیر بلکہ بیرون ملک بھی اہل سنت کا بچہ بچہ اب طاہر القادری کے عقائد و مسلک سے واقف ہو چکا ہے پاک و ہند کے جدید علماء نے اس کو گمراہ اور اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔ اس کے عقائد اور گستاخانہ مبشرات کے رد میں متعدد کتابیں پاک و ہند میں لکھی جا چکی ہیں، یہود و نصاریٰ سے ان کے دوستی اور تعلقات ڈھکے چھپے نہیں، ان کی ویڈیوز اور آڈیوز موجود ہیں۔ کچھ کلیں فیس یک اور یوٹیوب پر اب بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ تفصیل کا وقت نہیں ورنہ فقیر کافی دوانی مواد پیش کر سکتا ہے۔ احقر کو یقین ہے کہ یہ سب مواد و مآخذ ذرا سی توجہ سے خوشتر میاں کو مہیا ہو سکتا تھا۔ راقم کو اس اعتراف میں بھی کوئی جھجک نہیں کہ ہاں خرابی بسیار، اب بھی ان کے دل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی محبت موجود ہے، ان کے نہاں خانہ قلب و روح میں اب بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستگی چھپی ہوئی ہے۔ ان کی بعض تحریروں سے بھی یہ روشنی مترشح ہے جن میں چند کا آپ نے اپنے ادارے میں ذکر بھی کیا ہے۔

مجھے خوشتر نورانی میاں سے راقم یہ عرض کرتا ہے کہ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے اپنے موقف کا جائزہ لیں اور محبی و عزیز مولانا ڈاکٹر امجد رضا زید مجدہ نے ”الرضا“ کے ادارے میں جو باتیں کہیں ہیں، جماعتی انتشار و افتراق کے اسباب و علل اور اس کے ذمہ داروں کی جو نشاندہی کی ہے، ان کو حل مزاجی سے آپ خود پڑھیں اور غور و خوض فرمائیں۔ آپ سوچیں مسلک اہل سنت کے دعویدار آج دیوبندی، اہل حدیث، حتیٰ کہ نجدی بھی ہیں ابھی حال میں نجدی سعودی مفتی کا ایک فتویٰ نظر سے گذرا

جس نے سعودیوں کے پروردہ طالبان، داعش اور دیگر دہشت گرد تنظیموں کو خارجی قرار دیا ہے حالانکہ دنیا بھر کا میڈیا انہیں ”سنی“ کہہ رہا ہے۔ یہ وہی جن ہے جسے سعودی نجدی حکومت نے ”ریال کی بوتل“ میں بند کیا تھا اور اب چونکہ یہ بوتل سے باہر آ کر اب خود سعودی خاندان کی غاصب حکومت اور ان کی شہنشاہیت کے لیے خطرہ بن گیا تو اب یہ خارجی ہو گئے اور وہ نجدی خود کو اہل سنت کہنے لگے۔ اب آپ خود بتائیں کہ اصل اہل سنت کی شناخت کی کیا صورت ہوگی؟

سوائے اعلیٰ حضرت کے کوئی آپ کی دستگیری کرنے والا نہ ہوگا؟ مجھے ڈاکٹر امجد رضا صاحب اسی سلسلہ میں آپ کو گولڑہ شریف (پاکستان) کا ایک واقعہ سنانا ہوں، جو آپ کے قارئین کے لیے یقیناً دلچسپی کا باعث ہوگا۔ پاکستان کے صدر جنرل ضیاء الحق (۱۹۷۷ء۔ ۱۹۸۸ء) کے شروع کے دور میں تمام مسالک کی مساجد، مدارس اور خانقاہوں کی رجسٹریشن کے لیے وزارت مذہبی امور کی طرف سے ایک پرو فارما جاری ہوا۔ وہ پرو فارما گولڑہ شریف مذہبی امور کا ایک کارندہ لے کر آیا۔ اس زمانے میں حضرت بیہر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے غلام محی الدین (بابو جی) علیہ الرحمۃ سجادہ نشین تھے۔ انہوں نے وہ پرو فارما اپنی مسجد کے امام کو دیدیا اور فرمایا کہ مذہبی امور کے کارندہ کے ساتھ مل کر اس کو پر کر لیں جو مسلک کا خانہ تھا وہ خالی تھا کارندہ نے مولوی صاحب سے پوچھا یہاں کیا لکھوں۔ مولوی صلح کلی تھا وہ جلدی سے بولا گولڑوی لکھو، یہ سن کر حضرت بابو جی علیہ الرحمۃ نے اس کو ڈانٹ کر کہا ”گولڑوی کون سا مسلک ہے؟ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے مسلک کے حوالے سے بریلوی لکھ“۔ چنانچہ اس کارندہ نے مسلک بریلوی لکھ دیا۔ یہ بات اہل سنت (پاکستان) کے نامور مصنف اور صحافی، سہ ماہی انوار رضا کے مدیر اعلیٰ اور ہانامہ سوائے حجاز (لاہور) کے نائب مدیر محترم ملک محبوب الرسول صاحب اختر القادری نے چشم دید گواہ کے حوالے سے بتائی۔ آج بھی گولڑہ شریف کی خانقاہ کی مسجد و مدرسہ بریلوی مسلک کے نام سے ہی رجسٹرڈ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسلک اعلیٰ حضرت بریلوی، ہماری مساجد مدارس اور خانقاہوں کی شناخت اور محافظ ہے۔ اگر آج ہم اپنی گردنوں سے مسلک اعلیٰ حضرت بریلوی کا پٹہ اتار دیں تو دیوبندی، وہابی، اہلحدیث خونخوار بھیڑیوں کی طرح ہماری مساجد اور ہمارے تعلیمی اداروں پر حملہ آور ہو کر قابض ہو جائیں گے اور ہماری خانقاہوں اور آستانوں کو ویران کر دیں گے۔

آخر میں آپ کی وساطت سے مجھے خوشتر نورانی صاحب سے یہی عرض کر دوں گا۔

حافظ جناب پیر مغان ماسن و فاست  
من ترک خاک بوسی این دنی کنم



## دو ماہی الرضاؑ انٹرنیشنل، پٹنہ

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن مجید فرقان حمید:  
أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ  
الْمُقِيلُونَ۔ (البقرہ، آیت ۵)

(ترجمہ کنزالایمان: وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے  
ہدایت پر ہیں، اور وہی مراد کو پہنچے)

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَصَلَّى اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ  
سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم

□□□

## الرضا ایک نئی تاریخ رقم کرے گا

● حضرت میر سید محمد حسین احمد واحدی بگراہی

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ اہل حق، بگراہی شریف، ہر دوئی (یو پی)

الحمد للہ! میں نے رسالہ کو پڑھا صوری و معنوی اعتبار سے عمدہ پایا۔  
آج ہمیں صحافت کے میدان میں بھی بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے  
غیروں نے صحافت کا استعمال کر کے اہل سنت و جماعت کو بہت نقصان  
پہنچایا ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ رسالہ مشائخ کرام خصوصاً حضور تاج  
الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں اپنے نوجوان ٹیم کے ساتھ  
خدمت مذہب و مسلک میں ایک نئی تاریخ رقم کرے گا اور مخالفین مذہب و  
مسلک کی سرکونی کے لیے ایک اچھا پلیٹ فارم ثابت ہوگا۔

رسالہ کے ذمہ داران سے ایک خلاصہ عرض یہ ہے کہ ہمارے اس  
رسالہ کو صرف دفاعی حیثیت سے ہی نہ استعمال کیا جائے بلکہ مخالفین و  
معاندین مذہب و مسلک پر پے درپے خوب حملے کیے جائیں تاکہ وہ  
دفاعی پوزیشن میں آنے پر مجبور ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو رضائے مولیٰ  
عز و جل اور رضائے رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سبب بنائے، اس  
کے ذریعہ مسلک اعلیٰ حضرت (مسلک اہل سنت) کی خوب خدمت  
لے لے اور اس کے ذمہ داران کو روز افزوں دینی جذبات کے ساتھ ترقیاں  
عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم

□□□

## منظوم تاثر ”رسالہ الرضا“

● سید اولاد رسول قدسی مصباحی

نیو یارک، امریکہ

سب رسالوں میں نمایاں ہے رسالہ الرضا  
سنیوں کے دل کا ارماں ہے رسالہ الرضا

باغیان مسلک احمد رضا کے واسطے  
عہد نو میں سیف بزاں ہے رسالہ الرضا

## مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

ہے مشام جاں معطر اس کے ہر مضمون سے  
علم و حکمت کا گلستاں ہے رسالہ الرضا

جہل کی تاریکیوں کے اڑ گئے ہوش و حواس  
دین کی شمع فروزاں ہے رسالہ الرضا

صفحہ صفحہ اس کا ہے فکر رضا سے جلوہ ریز  
اس زمیں پر چرخ تاباں ہے رسالہ الرضا

اس کو پڑھئے غور سے پھیلائے چاروں طرف  
منبع حق نور عرفاں ہے رسالہ الرضا

ڈاکٹر امجد رضاؒ اس کے مدیر بے مثال  
گنبد معیار کی شاں ہے رسالہ الرضا

دست و بازو اس کے صدیقی ہیں اور قمر الزماں  
قالب تصنیف کی جاں ہے رسالہ الرضا

اس کے ہیں روح رواں علامہ نجم القادری  
درد و دین حق کا درماں ہے رسالہ الرضا

اس کے ہیں شانہ بشانہ صابری، بشیم، جمال  
بے بدل لمعان ایماں ہے رسالہ الرضا

ہے دعا قدسی کی گھر گھر یہ رسالہ عام ہو  
سنیت کی عظمت شاں ہے رسالہ الرضا

□□□

## ”الرضا“ کی اشاعت یقیناً لائق تحسین اور قابل تقلید ہے

● حضرت مولانا حاجی محمد نسیم الدین رضوی

خادم جامعہ قادریہ منصوبہ پورا ورائی مظفر، ۲۷ مارچ ۲۰۱۶ء

دو ماہی الرضا دستیاب ہوا۔ سارے مضامین تو نہ پڑھ سکا۔ بعض  
مضامین پڑھنے کا موقع ملا، مسرت ہوئی کہ ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد زیدہ  
مجیدہ کی ادارت میں اہلسنت کا یہ نمائندہ رسالہ نکل رہا ہے۔ وہ خود ذہین  
و متقی ہیں اور رضویات پر زیادہ سے زیادہ کام کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں۔  
امید ہے کہ ان کے اور مولانا احمد رضا صابری صاحب کے ذریعہ پیغام اعلیٰ  
حضرت گھر گھر پہنچے گا۔ ملت کی تعمیر و ترقی کے لیے ہر زمانے میں رسائل  
و جرائد نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس تناظر میں رسالہ الرضا کی اشاعت  
یقیناً لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔ دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب پاک  
ﷺ کے صدقے اس رسالہ کو استحکام تو انائی کے ساتھ ساتھ قارئین کا  
حلقہ وسیع فرمائے۔ اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔ آمین!

□□□

## ”الرضا“ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کا بیش بہا سرمایہ

● مولانا محمد ہاشم نعیمی

خادم جامعہ نقیبہ مراد آباد (یو پی)

الحمد للہ! رسالہ مبارکہ ”الرضا“ باصرہ نواز ہوا۔ چیدہ چیدہ مقامات

سے انتہائی مفید اور ضروری مضامین کے بنظر غائر مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ جریدہ وقت کی اہم ترین ضرورت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کا بیش بہا عظیم سرمایہ ہے۔

ہر دور میں اٹھتے ہیں یزیدی فتنے  
ہر دور میں شبیرِ جنم لیتے ہیں  
میری دعا ہے کہ رب کریم رسالہ کے ایڈیٹر عالیجناب ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد صاحب اور جملہ معاونین کو اجر عظیم سے نوازے اور رسالہ کو روز افزوں ترقیوں سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

□ □ □

”الرضا“ پیغام رضا کو گھر گھر پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے  
● مفتی محمد سلمان نعیمی برکاتی

خادم الاوقاف والندرجس، جامعہ نعیمیہ مراد آباد

الحمد للہ علی منہ اکر مہ

مشہور عالم دین حضرت علامہ مفتی ذوالفقار صاحب نعیمی مدظلہ العالی سے ملاقات کا شرف ہوا۔ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے مسلک اعلیٰ حضرت کے پیباک ترجمان رسالہ مبارکہ ”الرضا“ جو سر زمین پٹنہ سے شائع ہوتا ہے، پیش کیا۔ میں نے مختلف مضامین کو پڑھا اور نظر عمیق سے مطالعہ کیا بعد مطالعہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس دورِ الحاد و فتن میں ایسے رسائل کی اشد ضرورت ہے کہ ملت کے غیور افراد تک مسلک اعلیٰ حضرت اور پیغام رضا کو پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے اور بددینوں سے بچانے کا بہترین طریقہ ہے۔

میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اس رسالہ کے ایڈیٹر صاحب فکر و نظر مفکر ملت حضرت مفتی امجد رضا امجد قبلہ اور ان کے معاونین و انصار کو کہ جن کی محنت و شاقہ و جدوجہد سے یہ رسالہ معرض وجود میں آیا۔ تمام مضامین تحقیقی انداز میں پیش کیے گئے ہیں۔ یہ سب فیضانِ اعلیٰ حضرت ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل رسالہ مبارک کو مقبول انعام بنائے اور عوام و خواص کو استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

□ □ □

الرضا دومانی پٹنہ کا اداریہ، حق و صداقت کا اشاریہ

● حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری

چاند سا کردار اپناؤ اے میرے دوستو  
داغ اپنے پاس رکھو روشنی بانٹنا کرو  
مگر وقت کی اس ستم ظریفی کو کیا کیسے کچھ لوگ برسوں سے صرف  
داغ بانٹنے کے کام میں کارِ خیر کی طرح مصروف ہیں، یا تو ان کے پاس

روشنی ہے ہی نہیں، اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو بے داغ سمجھ رہے ہیں، ان کے زعمِ علم و نکتہ فکر میں مسلک اعلیٰ حضرت کی جامعیت، مدارس کی تعلیم و تربیت، پاکانِ امت کا تقویٰ، مقرر کی تقریر، مفتی کا فتویٰ اور خطبہ کی خطابت سب داغدار۔ ایک لمبی فہرست ہے ان کے فکری جرأت اور قلمی جسارت کی، دس سال یا کچھ کم و بیش سے وہ مسلسل اس حرکتِ مذہبی کا شکار ہیں، اور ان کی حرماںِ نصیبی دیکھنے کے یاد دہانی کے باوجود بھی اپنے کارناموں پر غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے، ان کے قلمی تیر و فتر سے کیسی کیسی معتبر و مستند شخصیت کے دامن پر داغِ اتہام لگ رہا ہے بھی پلٹ کر بھی نہیں دیکھا، جیسے ان سے توفیقِ چین لی گئی ہو، بڑوں کی دل شکنی سے کیا کچھ ہو سکتا ہے کچھ غم نہیں۔ دین کو شک و ریب کے دلدل میں پھسانے سے خدا کی کیسی ناراضگی اور محبوبِ خدا کی کیسی دل آزاری کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کچھ بھی ڈر نہیں، وہ یہ بالکل بھولے بیٹھے ہیں کہ:

ہزار داغ ہوں روشن تمہارے ماتھے پر

بغیر عشق کا سجدہ زمین کو چھتا ہے

قلم کا تھوڑا چلانے سے پہلے یہ ضرور سوچنا چاہیے تھا کہ اس کی ضرب کس کس پیکرِ عشق و وفا اور فضل و کمال کے کس کس رسالہ پر پڑے گی، اسی وقت جب خوشتر نورانی نے ماضی کے محلات و قصور اور حال کے تاج محل کی دہلیز پر اپنی بے باکی کی دستک دی تھی ہم چند شوریدہ سروں نے پیغامِ رضا مبینی کے پلیٹ فارم سے کامل دفاع کوشش کی تھی، امام احمد رضا نمبر، مفتی اعظم نمبر، مسلک اعلیٰ حضرت نمبر، فکر و تدبیر نمبر، اس زمانے کی تاریخی، دستاویزی یا گارر ہیں۔ اور ماضی قریب سے حال تک، امتیازِ اہلسنت، حضورِ مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت منظرِ پس منظر، آئینہ صلیح کلیت، رضوی آئینہ، رضوی تعاقب، یہ وہ معرکہ الآرا کتابیں ہیں جس نے فتنہ صلیح کلیت میں کھلبلی مچا رکھی ہیں۔ یہ سب کتابی سلسلہ پیغامِ رضا مبینی ہی کی درد مندانه چیخ و پکار ہیں پیغامِ رضا مبینی آج بھی خوشتر اینڈ مبینی کو یہ کہہ کر خوابِ غفلت سے جگا رہا ہے کہ:

شوق پرواز کا رکھتے ہو تو شاہین بنو

یوں تو کوئے بھی فضاؤں میں اڑا کرتے ہیں

یہ بات کم ہی لوگ جانتے ہیں کہ پیغامِ رضا مبینی کا فکر ساز میں بھی رہا ہوں اور ہوں، مجھے اس کا اعتراف ہے کہ اہلسنت کے رسالوں جن وجوہ سے دم گھٹنے لگتا ہے انہیں وجوہ سے کتابی سلسلہ پیغامِ رضا بھی دم بخود ہے جس کی وجہ سے وقفہ اشاعت میں تاخیر اور کبھی غیر معمولی تاخیر ہو جاتی ہے مگر حوصلہ وہی ہے، تگ و تاز وہی ہے۔ تب و تابِ خلاصانہ میں کوئی کمی نہیں، ہمیں خوشی ہے کہ پیغامِ رضا نے تنقید و احتساب کی جو شاہراہ متعین کی دومانی الرضا پٹنہ



## دومای الرضاؑ انٹرنیشنل، پٹنہ

اسی پر شیخ فروزی کے لیے آن بان شان کے ساتھ جلوہ آرا ہوا ہے۔

میری ہمت کو سراہو میرے ہمراہ چلو

میں نے اک شیخ جلائی ہے ہواؤں کے خلاف

ادھر کچھ مہینوں سے ماہنامہ جام نور نے جب زہر افشانی تیز کر دی، اور عاقبت نا اندیشوں کی طرح میدانِ تہیہ میں سرپٹ اپنی فکر کا گھوڑا دوڑا نا شروع کیا تو مسلک اعلیٰ حضرت کی ارتقاء کے آرزو مند، اور اپنے پرکھوں کی دولت امانت کے درو مند اس خیال سے کہ:

نہیں معلوم یہ بد مستیاں کیا رنگ لائیں گی

کہاں تک اور بگڑے گا ابھی ان کا چلن ساقی

سردست دومای الرضا کے نکالنے کا فیصلہ کیا، میں ان تمام خیالوں کے اس نرالے اقدام کو بصد خلوص بد یہ تبریک پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ مسلکی فضا اور ملی آب و ہوا کو متعفن کرنے کی جو مکروہ کوشش ہو رہی ہے ان شاء اللہ دومای الرضا کی ٹیم ان کے سامنے فولا دی دیوار بن کر کھڑی رہے گی اور سرمایہ سنیت کی حفاظت کی خاطر اپنی حیات کا عرق نچوڑ کر کھدے گی۔

یوں تو دومای الرضا کی پوری ٹیم علم و عمل، فکر و فن، اخلاص و ایثار، دینی ولولہ اور ملی عزم و تڑپ کے ہتھیاروں سے لیس ہے، دومای الرضا کے لیے یہ چیز نیک شگون ہے کہ ایسے ایسے کوہ نور اسے سچانے سنوارنے اور نکھارنے میں لگے ہیں ان میں مدیر اعلیٰ عزیز محترم ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد پٹنہ جو اس سال عالم، جوان فکر مفتی، جوان عزم ناقد، جوان نظر محقق، جوان حوصلہ ادیب، جوان بیان خطیب، اور جوان امنگ رضوی ہیں آپ اگرچہ میرے تلمیذ ہیں مگر مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ مجھے بھی ان کی تحقیقی بصیرت، مطالعہ کی وسعت، تنقیدی صلاحیت پر ناز ہے، ان کی ادارت میں یقیناً الرضا ترقیوں کے آسمان پر پہنچے گا اور مقبولیت میں اپنا منفرد مقام بنائے گا۔ لفظی تصرف پر شاعر سے معذرت کے ساتھ:

اب آگیا ہے روپہ صحافت کا پرندہ

میں خان کے ہاتھوں میں کہاں دیکھ رہا ہوں

اس تناظر میں دومای الرضا پٹنہ کا ادارہ یہ پڑھ کر آپ سب کو جتنی خوشی ہوئی ہے، ان سے دوگنی خوشی مجھے ہوئی، اولاً یہ کہ انہوں نے نوک قلم سے جام نور کے ہال کی کھال نکال دی ہے، اور ثانیاً یہ کہ میں پہلی بار کھل کر انہیں تحفظ دینیات و رضویات میں محاذ آراء دیکھ رہا ہوں ورنہ وہ برسوں سے لکھ رہے ہیں اور خوب لکھ رہے ہیں، ان کی فکر کا میدان بھی صرف رضویات اور متعلقات رضویات ہے، اس کے باوصف وہ ہمیشہ چلمن سے لگے رہنے ہی کو ترجیح دیتے رہے، میں اس انتظار میں تھا کہ کب ان کا قلم ”خنجر خوں خوار برق بار“ کی جھنکار سنائے گا۔ جن کے گھر حضور حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا قادری کئی کئی ایام تک مہمان رہے ہوں، حضور مفسر اعظم ہند

## مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

نے بارہا جس خانوادے کو خدمت کا شرف بخشا ہو، حضور تاج الشریعہ جن کے گاؤں ہی نہیں گھر کو اپنے فیضان سے مالا مال کرتے رہے ہوں اور جسے حضور تاج الشریعہ کے دامن کرم سے وابستگی کا شرف ملا ہو وہ حاسدین رضا کی ایمان سوز تحریروں کے خلاف صف آرا کب ہوگا، آج جب میں انہیں دشمن مسلک پہ شدت کیجئے

باغیوں کی کیا مروت کیجئے

کا نعرہ لگاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اور یہ لگا رہا ہوں کہ:

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار

اعداس کھدو خیر منائیں نہ شر کریں

تو میرا وجدان بولتا ہے کہ حضور مفسر اعظم کی برکت اور حضور تاج الشریعہ کی ارادت اپنا کام کر گئی۔ تبھی تو دومای الرضا کا شاہکار ادارہ یہ سامنے آیا اور اقامت میں پہلے سے بیٹھنے کو جب خوشتر نے مستتب لکھا تو آپ کا قلم حرکت میں آگیا اور چند سطر میں اس طرح انکشاف حق کر گیا کہ صداقت کی پشانی مسرت سے گلزار ہو گئی، یہ آپ کے کمال علم، کمال عشق اور کمال جرأت کی بین دلیل ہے، دیکھئے اقتباس۔

”اس مسئلہ پر علمائے اہلسنت اور مخالفین کے یہاں علمی اور

عملی دونوں اختلافات ہیں، دیانہ اور وہابیہ پہلے کھڑے

ہوتے ہیں یہ انہیں کی پہچان ہے، اجنبی جگہ اگر جانے کا

اتفاق ہو اور وہاں عام لوگ کھڑے ہو جائیں، اس کا

مطلب بالعلوم یہی ہوتا ہے کہ یہ دیانہ ہیں، اور جب یہ

مسلمہ ہے کہ انہیں کی علامت ہے (سراواں الہ آباد،

والے اہلسنت کے یہاں اس وجہ سے بھی مشکوک ہیں) تو

پھر آپ نے ان کی سرزنش کو اکرام مومن سے ہاتھ دھو بیٹھنا

پڑے، کیسے کہہ دیا؟ کیا دیانہ اور وہابیہ آپ کے نزدیک

مومن ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر آپ ہی کے بقول ”آپ

کو جس راہ پر چلنا پسند ہے وہ راہ اختیار کیجئے، آپ کا یہ

مذہبی، سماجی، ملکی حق ہے“ کھل کر سامنے آئیے اس میں

ڈرنے کی کیا بات ہے۔“

(ادارہ الرضا، جنوری، فروری، ص ۱۶ شمارہ، ۱)

اس ایک اقتباس میں آپ نے کتنے انکشافات کئے ہیں:

- خوشتر نورانی کو ان کے پندار علم کا آئینہ دکھایا
- نیچے دروں، نیچے بروں سے باہر نکلنے کی دعوت بھی دیدی
- انہیں اگر صلح کلیت ہی پسند ہے تو کھل کر اپنی پسند کے اظہار و اختیار کا مشورہ بھی دیدیا
- وہابیہ دیانہ کی ایک مشہور و متداول پہچان بھی واضح کر دی

مجلس ادارت، مجلس مشاورت کے جملہ احباب و ارکان کو الرضا کی اجرائی پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، ہاں چلتے چلتے الرضا کے اہداف سے متعلق اتنا عرض کر دوں کہ آپ نے اس نسبت سے لکھا ہے کہ:

”الرضا کی پالیسی بھی یہی ہے کہ اس سے ایمان و عقیدہ، علم و عمل اور ادب و معرفت ہر جہے کی کاشت ہو، اور ہر شعبہ علم اس سے مالا مال ہو، اور ان شاء اللہ ایسا بھی ہوگا“ (مرجع سابق)

یہی دعویٰ تو جام نور اور اس کے ہمنوا تمام رسالوں کا ہے، پھر ان میں اور ”الرضا“ میں فرق کیا رہ گیا۔ ان جملوں کی معنویت کو پردہ خفا سے باہر نکالنے، بالکل واضح انداز میں مقاصد و عزائم کا اظہار رکھنے، یاد آ رہا ہے آپ نے چند عنوان کا انتخاب بھی کیا تھا، جو ٹیکریم پر آیا تھا۔ اسے چھاپے، اگر حذف اضافہ کی ضرورت ہو تو کیجئے مگر اہداف ایسا مقرر کیجئے جو حوالہ و ماحول کے تمام تقاضوں کو محیط ہو، تاکہ مقاصد کی تکمیل ہو، افکار کا تحفظ ہو، شک و شبہ کی گھٹا تار تار ہو، نوید حق سے سماج و معاشرہ کا دامن مالا مال ہو، ان تمام کوششوں میں مصروف تمام حضرات کی حیات و خدمات پر ہمارے اسلام کی خصوصی توجہ ہو، عزیزم محترم ایڈیٹر صاحب آپ اپنے اس ادا سے برملا یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ:

اس میں ہمارا خون جلا ہو کہ جان و دل  
محفل میں کچھ چراغ فر وزاں کئے تو ہیں

□□□□

### الرضا امید کی کرن بن کر منظر عام پر آیا

● مولانا محمد مجاہد حسین رضوی مصباحی

استاذ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد

آج سے قریب ۴۰ سال پہلے تک اپنی جماعت میں اچھے قلم کاروں کی بے پناہ کمی تھی، معقول بحث والا اپنا کوئی اشاعتی ادارہ بھی نہیں تھا کسی بڑی اشاعت کے لئے عوامی تعاون کی ضرورت پڑتی تھی، حالات بدلتے، پرکشش تحریر کی صلاحیت رکھنے والے نوجوان علما کی ایک ٹیم تیار ہوئی، دہلی میں اپنی جماعت کے اشاعتی اداروں قطار لگ گئی، پوری توقع ہو چلی تھی کہ نوجوان صاحبان قلم و عقائد و افکار، مراسم و معمولات کی شکل میں ملی ہوئی اسلاف کی وراثت عصری اسلوب میں بلا کم و کاست نئی نسل تک پہنچانے کا کام کریں گے اور اسلام و سنت کی صحیح تعلیمات سے دنیا روشناس ہوگی۔ لیکن توقع کے مطابق ایسا ہوا نہیں، چند ہی دنوں کے بعد تحریریں ایسی منظر عام پر آنے لگیں کہ نئی نسل اپنے بزرگوں کا باغی بن گئی، فرق مراتب کا خاتمہ ہو گیا، برسر بازار اپنے ہی بزرگوں کی پگڑیاں اچھالنا تو خیر قلم کاروں کا محبوب ترین مشغلہ بن گیا، ان مراسم و معمولات پر تنقید کی بوجھار ہونے لگی جنہیں بزرگوں نے اپنے سینوں سے لگا رکھا تھا اور وہ مستحسنتات کے زمرے

□ اور اس پر سید سراواں والوں کی مشکوک پالیسی بھی طشت از بان کردی  
□ وہاں بیدیلہ کی سرزنش پر اکرام مومن کی حقیقت بتا کر انہیں چونکنا بھی کر دیا۔  
مدیر جام نور نے ماہنامہ جام نور کے ذریعہ اب تک کیا کیا گل کھلائے ہیں اس کو پورے فکری سرمایہ اور صحافتی اثاثہ کو چند جملوں میں بیان کر کے کوزے میں سمندر کو سمودینے کا آپ نے کامیاب تجربہ کیا ہے جس سے خوشتر کا فکری چہرہ آئینہ حق و صداقت میں کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ قارئین دیکھیں گے تو داویئے بغیر نہیں رہیں گے۔

- ۱۔ لفظ بریلو کی موضوع بنا کر جماعتی اتحاد کو توڑنے کی کوشش کی گئی،
- ۲۔ مسلک اہل حضرت کے نعرہ پر اہلسنت کو آپس میں دست و گریباں کر دیا۔
- ۳۔ جماعت اہلسنت کے مذہبی ڈھانچہ کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔
- ۴۔ جماعت کے معتمد علماء کو نشانہ پر رکھا گیا اور عوام کے درمیان ان کی وقعت محجور کرنے کی کوشش کی گئی۔

ایک جگہ مدیر جام نور کی حرکتوں پر سن رسیدہ مدبر کی طرح آپ نے اظہار افسوس کیا ہے، اس میں خوشتر نورانی کا نسب نامہ بھی ہے، علامہ ارشد القادری سے اس کی قربت بھی، علامہ علیہ الرحمہ کی خدمات کا تذکرہ بھی، ان کا ملی درد اور مسلکی سوز و گداز بھی اور ان سب کے ساتھ علماء و عوام اہلسنت کی عدالت میں ناخلف اولاد کی طرح خوشتر کی پیشی بھی، پڑھئے اور اس کے نوشتہ تقریر پر ماتم کیجئے۔

”افسوس جسے رئیس القلم کا جانشین ہونا تھا وہ ان کی حرماتوں کا قاتل ہو گیا، جسے ان کا علمی وارث ہونا تھا وہ ان کا مخالف و محارب ہو گیا۔ جسے ان کے ادھورے مشن کو پورا کرنا تھا وہ ان کے مشن ہی کو مشکوک بنا گیا۔ وہ علامہ جو تعلیم کے لیے لیبیا اور مصر تو نہیں گئے مگر اپنی خدمات کے نقوش، برطانیہ سورینام، ایران، افریقہ، ہالینڈ تک چھوڑ آئے اور اپنے اسی مشن کی تکمیل کے لیے پوتے کو ہندوستان سے لیکر لیبیا تک سے تعلیم دلوائی، وہ ان کے مشن کا جھنڈا اٹھانے کے بجائے ان کی رسوائی کا سامان بن گیا۔“ (مرجع سابق)

اس طرح

داغ دل داغ جگر داغ آرزو

کیا کیا کھلے ہیں پھول میرے لالہ زار میں

کامیون مرکب بنا کر خوشتر کو چھوڑ دیا گیا ہے، خوشتر کی کارستانیوں دلآزار یوں، اسلاف بیزار یوں کو اگر آپ چند منٹوں میں دیکھنا، پڑھنا اور سمجھنا چاہے تو وہ بس دومانی الرضا کا یہ ادارہ یہ پڑھ لیں۔

ہمیں یقین ہے ڈاکٹر امجد رضا امجد آئندہ جماعت اہلسنت کے دامن کو اپنی تحقیق و تنقید سے مالا مال کرتے رہیں گے۔ میں ایک بار پھر



بھی اگر آپ کی کوئی کلیپ منظر عام پر آجائے۔ آپ کی خوبصورت جس میں آپ تمام لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کریں، تمام سنی تنظیمات کو کہ وہ گستاخ سے انتقام لینے کے لیے اپنے قدموں کو آگے بڑھادیں۔ آپ کا عمل ہم سب کے لیے باعث افتخار ہوگا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان دو درخواستوں پر ضرور غور فرمائیں گے۔

جو آپ کی تحریر کا انداز ہے وہ ماشاء اللہ بہت خوبصورت اور پیارا ہے۔ ہمارے یہاں پاکستان میں ایک رسالہ ”فکر سواد اعظم“ شائع ہوتا ہے، یہ ایک ماہنامہ ہے، شیخ الحدیث والتفسیر اس کے ایڈیٹر ہیں، ہم نے ان سے بات کر لی ہے اور آپ کا مضمون انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ماہ وہ شائع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے قلم میں مزید زور عطا فرمائے۔ اور جس طرح آپ نے افکار رضا کو واضح فرمایا ہے یقیناً یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت و ناموس کے لیے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اور تحفظ ناموس رسالت کے لیے آپ کو ہندوستان میں ایک زبردست ریلی کا اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ممکن ہے آپ نے یہ اہتمام کر لیا ہو تو اللہ تعالیٰ آپ کو مزید برکتیں عطا فرمائے۔ جزاکم اللہ خیراً (یہ تاثر ریکارڈ کر کے بھیجا گیا تھا)

□□□

**الرضا صوری و معنوی اعتبار سے دیدہ زیب اور معیاری ہے**  
● ڈاکٹر شفیق اجمل، بنارس

محترم مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب۔۔۔۔۔ سلام مسنون  
الرضا کی نشاۃ ثانیہ مبارک ہو۔ آپ کا یہ قدم قابل ستائش ہے امید ہے کہ یہی انداز مجاہدانہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔ سارے مشمولات و ترتیب و مضامین عمدہ ہیں۔ خاص طور پر ”جماعتی انتشار کا ذمہ دار کون؟“ نے بجد متاثر کن ہے۔ موجودہ حال اور سلگتے ہوئے مسائل پر جس طرح آپ نے سنجیدہ گفتگو کی ہے، وہ ملت کو متنبہ کرنے کے لیے کافی ہے۔ دعا ہے کہ آپ کی یہ کاوش اس پرفتن دور میں ملت کی آواز ثابت ہو اور صالح صحافتی کردار کا اعلیٰ نمونہ پیش کرے۔

الرضا صوری و معنوی اعتبار سے دیدہ زیب اور معیاری ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی فکر و تحقیق کا محافظ اور سواد اعظم اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان ہے۔ ہم تمام اہل ادارہ کو اس کی اشاعت کے لیے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ انشاء اللہ بہت جلد اس رسالہ کو جملہ جرائد اہل سنت میں منفرد مقام حاصل ہوگا۔

فقط والسلام

میں ہونے کے باوجود اہل حق کی وضع و شناخت بن چکے تھے۔ پیران طریقت علمائے شریعت طالبان علوم دینیہ، دینی مدارس، شرعی فتوے اور مفتیان کرام کو عوام کے نزدیک بے وقعت بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ مگر ان سرچھروں کو راہ راست پر لانے کے لئے، خطر ان بے مہار کی ٹکیل کسے کے لئے، اسلاف کی قرار واقعی عظمتوں سے زمانے کو باخبر کرنے کے لئے آج بھی کچھ شخصیتیں ہیں جو اپنی عزت و آبرو خطرات میں ڈال کر برحق بولی بولنے کا اور بے لگاموں کے قلم کو لگام دینے کا کام کر رہی ہیں۔

بڑی تشویش ہوتی ہے یہ تصور کر کے کہ ان گنی چنی شخصیات کا سایہ اٹھ جانے کے بعد اپنی جماعت کا حشر کیا ہوگا؟ کہیں ان لوگوں کو ششیں تو بار آور نہیں ہو جائیں گی؟ جو ایک عرصہ دراز سے ”کسی کو برا نہ کہو“ کا جھوٹا پروپیگنڈا کر کے حق و باطل کو باہم گڈمڈ کر دینا چاہتے ہیں۔ لوگ تو ان کے پروپیگنڈا کا شکار ہو کر صلح کلیت کی بولی بولنے لگے ہیں جب کہ وہ خود رات دن اپنے پروپیگنڈا کے الٹ ہماری جماعت کو ”قبر پیچھا، مشرکی، مگراہ، بدعتی“ کہتے ہوئے جھٹکتے نہیں ہیں۔

ان حالات میں دومانی الرضا انٹرنیشنل پٹنہ امید کی کرن بن کر منظر عام پر آیا ہے رسالہ کے مدیر اپنی جماعت کے ذی استعداد اور نوجوان قلم کار محب گرامی ڈاکٹر امجد رضا امجد ہیں، امید ہے کہ ان کی صالح ادارت میں یہ رسالہ جماعتی کسوٹی پر کھرا اترے گا غلط فہمیوں کا ازالہ کرے گا اور مسلک حق مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کرے گا۔

□□□

**خوشتر نورانی صاحب کو ہمارے اکابرین طلب فرمائیں**

● مولانا غلام غوث بغدادی قادری رضوی، پاکستان  
حضرت قبلہ محسن اہلسنت مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو بہت بہت مبارک ہو کہ آپ نے خوشتر نورانی صاحب کو جواب عطا فرمایا۔ یقیناً آپ کا یہ کام خلوص و لہجیت پر مبنی ہے۔ اور آپ نے ان کے افکار باطلہ کا بڑے حسین پیرائے میں رد فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو اس پر جزائے خیر عطا فرمائے، خوب برکتیں عطا فرمائے اور دونوں جہاں کی خوشیوں سے مالا مال فرمائے۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ اگر اس طرح ممکن ہو کہ خوشتر نورانی صاحب کو ہمارے اکابرین طلب فرمائیں اور ان کی اصلاح کی کوشش کریں اور انہیں اس بات کا احساس دلائیں کہ آپ بہت بڑی غلطی پر ہیں، مجھے اس چیز کا علم نہیں ہے، ممکن ہے آپ نے یہ کوشش کی ہو پھر بھی آپ سے درخواست ہے کہ ایک کوشش آپ اور کر لیجئے۔ اور دوسری درخواست یہ ہے کہ کچھ نڈول ہندوستان میں ایک شخص نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کی ہے۔ اس حوالے سے

## الرضا کے تمام مشمولات حقیقت کے آئینہ دار ہیں

● مفتی محمد حسن رضا توری

شعبہ دارالافتاء مرکزی ادارہ شریعہ، پٹنہ

مکرمی جناب ڈاکٹر امجد رضا امجد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
دومانی 'الرضا' کی ظاہری و معنوی خوبی دیکھ کر دل فرط مسرت سے جھوم اٹھا۔ آپ ملت کے ایسے نباض ہیں جو مرض کی شناخت اور اس کا علاج بروقت کرتے ہیں۔ رضویت پر کام کے تعلق سے برصغیر میں آپ محتاج تعارف نہیں۔

"الرضا" کے تمام مشمولات حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے تجدیدی کاناموں سے پہلو تہی سراسر نا انصافی اور احسان فراموشی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے خوش عقیدہ مسلمانوں کو ایک شناخت دی اور اسی شناخت کا نام "مسک اعلیٰ حضرت" ہے۔ مسک بیزار کچھ لوگ اس علامت کو ختم کرنے کی ناپاک سازش میں لگے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کو خانوادہ اعلیٰ حضرت کی شہرت و قبولیت ہضم نہیں ہو پا رہی ہے۔ اسی خلش میں "مسک اعلیٰ حضرت" کے نام پر خانوادہ رضا کی عظمت و رفعت کو کم کرنے کی ناکام کوشش میں لگے ہیں، مگر وہ قیامت تک اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

قائد اہلسنت بانی مدارس کثیرہ رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی حیات مستعار "مسک اعلیٰ حضرت" کی صیانت و حفاظت کے لیے وقف تھی اور حضرت قائد اہلسنت علیہ الرحمہ نے "مسک اعلیٰ حضرت" کے لیے جو کام کیا وہ اہل سنت و جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ اسے ستم ظریفی نہیں تو اور کیا کہیے جس قائد اہل سنت نے پوری زندگی "مسک اعلیٰ حضرت" کی پاسداری کی انہیں کا نمبرہ "مسک اعلیٰ حضرت" سے بیزار اور اس کے خلاف تحریری مشن میں لگا ہے اور اپنے جد امجد کی روح کو اذیت پہنچا رہا ہے۔ آپ نے اپنے ادارہ میں حقیقت کا آئینہ دکھایا ہے۔ مسک بیزار حضرات کو اس آئینہ میں اپنا چہرہ ضرور نظر آئے گا۔

دعا ہے کہ خداوند کریم ان لوگوں کو حقیقت کے اعتراف کی توفیق دے اور "الرضا" کو بام عروج تک پہنچائے۔ آمین

□□□

## جام نور کے اداروں کا کامیاب آپریشن

● مولانا قمر الزماں مصباحی

پرنسپل الجامعۃ الرضویہ، مغلیہ پورہ پٹنہ سیٹی

محبت گرامی ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب قبلہ! سلام ورحمت  
تحقیق و تمیز اور حقائق سے لبریز رسالہ "الرضا" دل و نگاہ کیلئے سرور بخش ثابت ہوا۔ عظیم آباد کی علمی، فکری، ادبی اور مذہبی سرزمین سے پاکیزہ فکر و نظر اور

مسک اعلیٰ حضرت کا بے باک ترجمان رسالہ الرضا کے اجرا پر تہ دل سے مبارکباد قبول فرمائیں۔ دعا ہے کہ خداوند قدوس آپ حضرات کو یہ توفیق ارزانی فرمائے کہ تادم حیات اپنی فکر و قلم کے لبو سے مسک رضا کے لہلہاتے چمن کی آبیاری کرتے رہیں۔ آپ نے ادارہ "جماعتی انتشار کا ذمہ دار کون؟" میں جام نور کے مختلف اداروں کا جو آپریشن کیا ہے وہ قابل مطالعہ ہے۔ حقائق سے نقاب کشائی آپ کے قلم کا اہم تیر ہے جو جماعتی اتحاد کا عظیم داعی اور مخالفین کے لئے ضرب کلیم سے کم نہیں ہے۔ جناب عتیق الرحمان صاحب کا مضمون "نام نہاد اسلاف شناسی کے اصلی چہرے" مولانا انصار احمد صاحب مصباحی کی تحریر "تقید و تمیز" موجودہ حالات کی صحیح عکاسی کر رہی ہے وہیں مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی کا "عبید اللہ خاں اعظمی کی تکفیر و عدم تکفیر پر تجزیاتی نوٹ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ آج کچھ فقیہان حرم جدید تحقیق کے نام پر اقوال ائمہ اور اکابرین فقہ کے خلاف "اپنی رائے" کو شریعت میں داخل کرنے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں ایسے اقدام کی ہر طرف سے مذمت ہوئی چاہئے، اس حوالے سے الرضا کا کردار نہایت صاف و شفاف ہے، اسلاف شناسی کے باب میں مولانا میثم عباس قادری پاکسان اور مولانا راحت علی خاں بریلوی کی تحریریں ان لوگوں کے منہ پر زور دار طمانچہ ہیں جو اسلاف شناسی کی وظلی، سباجبا کر اسلاف بیزاری کا بھیانک کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔

جام نور نے اپنے وقت پیدائش سے اب تک نئی نسلوں کے ذہنوں میں مذہب بیزاری، آزاد خیالی، دل آزاری، فکری بے راہ روی اور سنت و شریعت سے دوری کے جو جراثیم پیدا کئے ہیں اسے مذہبی صحافت کے سیاہ باب سے تعبیر کرنا چاہئے، کسے معلوم تھا کہ جس کے دادا (علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ) نے حمایت حق، ناموس رسالت کے تحفظ، عشق رسول کی پاسداری اور مسک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی میں اپنی زبان و قلم کا سراسر مایہ جھونک دیا آج انہیں کی گود کا پروردہ شریعت اسلامیہ کے تقدس سے کھیلے گا، الا مان والحقیظ! حیرت ہے کہ کچھ خانقاہیں مبلغین و مبلغات کو سالانہ پانچ لاکھ کا آفر کر رہی ہیں تاکہ ان کے باپ دادا کا نعرہ فضا میں گونجے اور بریلی کے خلاف راہ ہموار کی جائے مگر ان متعصب اور بیمار فکروں کو یقین کر لینا چاہئے کہ امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ نے پیسے لٹا کر اپنا نام اونچا نہیں کیا بلکہ اپنے علمی، دینی، فقہی، ادبی اور تحقیقی کارناموں کے حوالے سے ہر محفل عشق و عرفان اور بزم علم و شعور میں نور بن کر چھائے ہوئے ہیں جس کا تعلق کسب سے نہیں عطا ہے۔ اعلیٰ حضرت کو اگر اہل ایمان اپنا حرز جان بنائے ہوئے ہیں تو اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ آپ نے ہمیں ایمان کا سونا دیا، فکر و نظر کی طہارت دی، محبت رسول کا اجلا دیا، تعظیم اولیا کے تحفے دیئے اور عقیدے کا تقدس عطا کیا۔ آج کی کچھ خانقاہوں کی طرح پیسے لٹا کر اپنے نام اور کام کا سودا نہیں کیا، اللہ تعالیٰ ایسے افراد کو عقل سلیم کی دولت سے نوازے۔ مجموعی طور پر رسالہ خوب سے





## علماء اپنی ذمہ داری محسوس کریں

● حضرت مفتی ایوب خان صاحب شیخ الحدیث و پرنسپل جامعہ نعیمیہ مفتی اعظم مراد آباد مذہب اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان رسالہ "الرضا" نظر سے گزرا۔ بھلائی! بہت خوب پایا۔ علماء حق کو جو مقام آقا کے کائنات علیہ الف التحیات نے عطا فرمایا ہے اس کا مقتضی ہے کہ ہر عالم اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے مسلک کی ہر ممکن خدمت کرتا رہے۔ مدیر مسئول جناب ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد نے اپنے حق کو ادا کیا ہے۔ دُعا ہے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ جریدہ کو جاری و ساری رکھے اور موصوف کی مساعی کو قبول فرما کر ارباب اہلسنت کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ و علیٰ آلہ الصلاۃ والسلام

□ □ □

## "الرضا" آزاد خیالی کے طلسم کو توڑے گا

● مولانا محمد رضا صابری مصباحی

خادم دارالعلوم قادریہ مدینۃ العلوم، اندولی، بیتا سرحی

ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد صاحب

محب گرامی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ رسالہ الرضا باصرہ نواز ہوا۔ پڑھ کر دلی مسرت حاصل ہوئی۔ وقت کی نبض کو سمجھنا اور اس کے مطابق اس کا علاج نکالنا آپ کا وظیفہ رہا ہے۔ پہلے بھی آپ نے مسلک بیزاروں کو آئینہ دکھانے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تازہ ترین کوشش "الرضا" کی شکل میں لائق تحسین ہے۔ رسالہ کے مشمولات لائق ستائش ہیں۔ بالخصوص ادارہ حق و صداقت کی وہ زبان ہے جو یا تو مرد و نابندہیں یا مصلحتی خاموش۔ بہر حال شیخ وقت پر صحیح بات کہی جائے تو اثر پذیر یں بڑھ جاتی ہے۔ چند ایسے افراد جن کو مدارس اسلامیہ کی پاکیزہ چہار دیواری سے نکلنے کے بعد کالج اور یونیورسٹی کی فضا اس نہ آئی یا وہاں کا آزاد ماحول ری ایکشن کر گیا انہوں نے پچھلے کچھ سالوں میں مسلکی فکر کو برغمال بنانے کی کوشش کی اور اپنی آزاد ذہنی کے رنگ میں مسلک اہلسنت و جماعت کو رنگنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ ان نوجوانوں کو کچھ معتبر خانقاہوں اور مستند علماء کرام کی سرپرستی بھی حاصل رہی ہے وجہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن نہایت ناعاقبت اندیشانہ قدم ہے، جس سے مسلکی اتحاد کو زبردست نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔

ایسے ماحول میں رسالہ الرضا اس طلسم کو توڑے گا جس کا اثر آزاد خیالوں کے ذہن و فکر پر طرح چھایا ہوا ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ اور آپ کی ٹیم کو ہمت و حوصلہ سے نوازے اور یونہی مسلک اعلیٰ حضرت اور اکابرین امت کے پیغام کو عام کرنے کو توفیق عطا

خود صاحب قلم اور ان کے حامیوں کو دعوت اصلاح دیتی ہے۔ خانقاہ برکاتیہ اور مشائخ بریلی و دہلیوں میں دونوں مراکز کی دینی شخصیتوں کے باہمی روابط و تعلقات پر موثر انداز میں تاریخی روشنی ڈالی گئی ہے۔ پیغام رضا نمبئی کے مدیر اعلیٰ محمد رحمت اللہ صدیقی نے "انتیازات امام احمد رضا" میں سمندر کو کوزے میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے جب کہ محمد اشتیاق فاروقی مجددی نے ملفوظات اعلیٰ حضرت پر علمائے دیوبند کے اعتراض پر خود انہیں کی کتابوں سے جوابات فراہم کیا ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری نے حضور امین شریعت علیہ الرحمہ کی شخصیت کو ان کی دینی خدمات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہوئے اس یقین کو توانائی بخشی ہے کہ حضور مفتی اعظم کا انتخاب لا جواب ہوتا تھا اور کیوں نہ ہو کہ مفتی اعظم اس ولی کامل کا نام ہے جو منزل حال سے مستقبل کو پڑھنے کی روحانی صلاحیت رکھتے تھے۔ تاج الشریعہ کے حوالے سے آخر کے دونوں مضامین بھی بہت خوب ہیں۔

الغرض پیش نظر شمارہ کے تمام مشمولات تسبیح کے دانے کی طرح رضویاتی ادب سے مربوط ہیں۔ اس میں عام لوگوں کی دلچسپیوں کا سامان مطلق نہیں ہے، اس پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آئندہ اس کی اشاعت کا تسلسل باقی رہے، انسان کے پاس زندگی کا سرمایہ کم ہے لیکن کاموں کا ایک لامحدود سلسلہ ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام ہو جائے، آپ میں جو دینی تڑپ ہے بلاشبہ وہ لائق تقلید ہے اور نئی نسلوں کو دعوت عمل پر ابھارتی ہے لیکن جب شخصیت کی پہچان بن جائے تو بہر حال اسے شخصیت کی طرح کاموں کو بھی پروقار و باوزن بنانا چاہئے۔ ہماری دعا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کی عمر میں برکتیں دے اور رسالہ کو ترقی و عروج عطا فرمائے۔

□ □ □

## کاش! خوشتر نورانی اپنے دادا کی روش پر لوٹ آئیں

● حافظ معراج احمد فریدی

خانقاہ فریدیہ نظامیہ، مدھے پورہ (بہار)

گرامی قدر ڈاکٹر امجد رضا امجد۔۔۔ مد یہ سلام ورحمت دومانی رسالہ الرضا کا نیا تازہ اور پہلا شمارہ نظر نواز ہوا۔ الحمد للہ! ادارہ سے لے کر کل مضامین معلومات اور گرائنڈر ہیں۔ خاص طور پر آپ نے جام نور کے حوالے سے جس تشویش کا اظہار کیا ہے وہ لمحہ فکر یہ ہے۔ ملت کا ترجمان کہے جانے کے باوجود ایسی تحریریں جس سے جماعت میں انتشار پیدا ہو لکھنا یا شائع کرنا جماعت کو توڑنے کے مترادف ہے، جوڑنے کے نہیں۔ آپ نے صحیح بات کہی کہ علامہ کا پوتا ہونے کے سبب انہیں ایسا کرنا قطعاً زیب نہیں دیتا۔ خدا کرے وہ دن جلد آئے جب خوشتر نورانی اپنے دادا رحمہ اللہ کی روش پر لوٹ آئیں، آپ کا ادارہ ان کے لیے مشعل راہ کا کام کرے۔ آمین

□ □ □



دومانی 'الرضا' انٹرنیشنل، پٹنہ

فرمائے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ علی الہ اکرم لصلوٰۃ والتسلیم

□□□

## اداریہ مومنانہ بصیرت کی عکاسی کرتا ہے

● مولانا غلام سرور قادری مصباحی

القلم فاؤنڈیشن سلطان گنج، پٹنہ

شیر پیڑ رضویت قاضی شریعت ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا موقر جریدہ "الرضا" کا پہلا شمارہ (جنوری، فروری ۲۰۱۶ء) نظر فروز ہوا۔ ماشاء اللہ مشمولات معیاری، اصلاحی، دینی، فکری اور تحقیقاتی نظریے کے حامل ہیں۔ اداریہ میں آپ نے جس مخلصانہ اسلوب کے ساتھ مولانا خوشنورانی اور ان کے ہمנוاؤں کی آزاد خیالی اور غلط روی کی نشان دہی کی ہے وہ آپ ہی کا حصہ اور مذہب و ملت کے تئیں درد مندانہ تڑپ، مخلصانہ دعوتی کوشش اور مومنانہ بصیرت کی عکاسی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگ دنیاوی وسائل کی خاطر اکابر کی دینی ملی اور مسلکی خدمات کا چہرہ مسخ کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں جو کچھ فکریہ ہے۔ خدائے تعالیٰ انہیں صحیح سوچنے کی توفیق بخشے۔

مشمولات اچھے ہیں مگر چند گزارش ہیں ملاحظہ فرمائیں، فہرست میں گوشہ "تجلیات" کے ضمن میں امام اہل سنت سرکار علی حضرت و استاذ زمن علامہ حسن رضا بریلوی قدس سرہما کا نام ہے مگر اندرون صفحہ کلام اعلیٰ حضرت تو ہے لیکن استاذ زمن نہیں بلکہ اس کی جگہ مولانا بلال انور رضوی جہان آبادی کا کلام ہے۔

یونہی ایک مضمون کی شمولیت محل نظر ہے، تحقیقات اسلامی کے کالم میں محترم ابواسامہ ظفر القادری بکھروی کا مضمون "محمد بن اسحاق بن یسار احکام و سنن میں ضعیف ترین راوی ہے" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے محمد بن اسحاق بن یسار کو ضعیف راوی قرار دینے کی سعی کی ہے۔ محترم اگر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کا رسالہ "شائم العبر فی ادب النداء امام المہر" اور حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا رسالہ "وقایہ اہل السنہ عن مکروہ بند و الفتنة" یاد دیگر علمائے اہل سنت کی کتب رسائل کا مطالعہ کرتے تو یہ بات ان پر عیاں ہو جاتی کہ علمائے اہل سنت کے نزدیک محمد بن اسحاق بن یسار ثقہ اور عادل راوی ہیں۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد ضروری ہے کہ حقیقت عیاں کرنے کے لئے ایک وضاحتی اور تحقیقی مضمون شائع کیا جائے اور ہر کوئی اس مضمون کے منفی اثر کا ازالہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب اولاد ﷺ کے طفیل آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور رسالہ الرضا کو دوام و استحکام اور حاسدوں کے

مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ عطا فرمائے آمین۔

□□□

## ادریہ فکری بصیرت اور جماعتی درد کا آئینہ ہے

● مولانا محمد صابر رضا محب القادری

ریسرچ اسکالر القلم فاؤنڈیشن پٹنہ

استاذی الکریم محقق رضویات مدیر اعلیٰ صاحب قبلہ، سلام مسنون

دومانی الرضا کا پہلا شمارہ باصرہ نواز ہوا، پڑھا، مقتضیات زمانہ کے لحاظ سے ایک منفرد اور معلومات افزا رسالہ ہے، یقیناً الرضا کا اجرا امت مسلمہ کے درد و کرب کا علاج، پڑمردہ روح کو فروخت، فکر و نظر کو قوت اور دین و ایمان کو جلا بخشنے کے لئے بروقت قدم ہے، الرضا کی پوری جماعت قابل مبارک باد ہے، رسالہ کے سارے مشمولات خوب سے خوب ہیں خاص کر "اداریہ، جماعتی انتشار کا ذمہ دار کون" آپ کی فکری بصیرت دینی ملی جماعتی درد کا مکمل عکس و آئینہ ہے، یقیناً آپ نے اخلاقی تقاضوں کو سامنے رکھ کر جس حسن اسلوب کے ساتھ نورانی صاحب کا تعاقب فرمایا ہے، وہ کسی دوسرے کی تحریر میں بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔

راقم السطور کی چند معروضات ہیں توقع ہے کہ ان پر نظر التفات فرمائیں گے، فہرست میں تجلیات کے تحت لکھا ہے کلام اعلیٰ حضرت و استاد زمن علامہ حسن رضا بریلوی، مگر اندرون رسالہ میں کلام اعلیٰ حضرت تو ہے لیکن استاذ زمن کا کوئی کلام نہیں، وہیں تحقیقات کے باب میں ابواسامہ ظفر القادری بکھروی صاحب کی تحریر بالکل اجنبی سی غیر تحقیقی معلوم ہو رہی ہے۔ حضرت محمد بن اسحق کو احکام و سنن میں "ضعیف ترین راوی" کہنا ظلم ہے، لگتا ہے کسی ضعیف العلم کی کوئی کتاب ہاتھ آگئی تھی اسی کو بنیاد بنا کر انہوں نے اپنی تحقیق کی عمارت تعمیر کی ہے، جب کہ ایسا نہیں ہے محمد بن اسحق جلیل القدر تابعی اور عظیم محدث گزرے ہیں کثیر فقہاء و محدثین نے ان سے روایت کی ہے، تھانوی صاحب نے بھی اپنے زمانے میں ان کے غیر ثقہ ہونے کا قول کر کے انہیں مطعون کیا تھا، تو حضور مفتی اعظم ہند نے باضابطہ ان کے خیال فاسد کی تردید میں ایک مبسوط رسالہ "وقایہ اہل السنہ عن مکروہ بند و الفتنة" تحریر فرمایا تھا، اس رسالے کی جامعیت اور حضور مفتی اعظم ہند کی محدثانہ بصیرت پر قاندر ملت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی ایک تحریر پڑھنے کا شرف حاصل ہوا "مفتی اعظم کا محدثانہ منصب وقایہ اہل السنہ کی روشنی میں" بکھروی صاحب اس کے مطالعہ سے تسکین کر سکتے ہیں۔

گزارش یہ بھی ہے کہ اس میں اگر مباحثہ یا اسلامی کاویز کا کالم شروع کر دیا جائے تو شاید طالب علموں کے لئے بھی مفید ہو۔ ویسے الرضا یقیناً مقبول عام رسالہ ہوگا اور رضا کو رضائے الہی و رضائے محبوب الہی سے علاوہ خاص تو ہے ہی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ جماعتی انتشار کو ختم

کرنے کی سبیل پیدا فرمادے۔

□□□

## الرضا کی جرأت مومنانہ کو سلام

● حافظ شمس الحق رضوی

بانی مجلس فکر رضا، لدھیانہ

عرس رضوی میں آپ نے الرضا کا پہلا شمارہ عنایت کیا وہاں تو مصروفیات کے سبب نہیں پڑھ سکا مگر لدھیانہ پہنچ کر مطالعہ کرتے ہی دل سے دعائیں نکلیں، چرچا سن رہا تھا کہ الرضا جاری ہونے والا ہے مگر اس قدر جرأت ہمت اور حوصلہ کے ساتھ نکالیں گے یہ توقع نہیں کر رہا تھا، یقیناً رسالہ الرضا علمی بھی ہے اور دیدہ زیب بھی۔ مضمولات پر تبصرہ تو اہل علم کریں گے ہاں ادارہ یہ پڑھ کر آپ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں، آپ نے واقعی حق ادا کر دیا، میں آپ کی جرأت مردانہ کو سلام کروں کہ ایسے عالم میں جب کہ لوگ حق بات کرتے ہوئے اس لئے ڈرتے ہیں دوست دشمن نہ ہو جائیں، آپ نے جرأت سے حق بات کہہ کر صحافت سے وابستہ افراد کو حوصلہ دیا ہے کہ حق بات سردار بھی کہنی چاہئے اور کہنے والے اب بھی ہیں۔ آپ نے جس درد بھرے انداز میں مدیر جام نور کو ایک ایک کر کے ان کی خامیوں اور جراتوں کا آئینہ دکھایا ہے اس کا حوصلہ دیکھنے میں نہیں آ رہا تھا، مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت میں مجاہدانہ کام کرنے والے علمائے جام نور کے خلاف اپنے غم و الم کا اظہار کیا بھی تو اس کو ظلم سے تعبیر کیا گیا اور اسے اتنا مشہور کیا گیا کہ ان کی مظلومیت بھی ظلم شمار کی جانے لگی، باتیں آپ نے بھی وہی کہی ہیں جو کڑوی ہیں کہ حق بات کڑوی ہوتی ہی ہے، مگر اسے آپ نے اس انداز میں کہی ہے کہ قاری آپ کی بات کا حامی ہو جاتا ہے کم از کم میں نے تو مطالعہ کے بعد یہی تاثر لیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے حوالہ سے بھی اس رسالہ میں مضمون دیکھا بڑی خوشی ہوئی، بعض لوگوں نے حضرت کے حوالہ سے یہ تاثر قائم کر رکھا ہے کہ حضرت نے کوئی علمی ورثہ نہیں چھوڑا ہے، اس طرح کے مضمونوں کی اشاعت لگاتار رہے تاکہ حضرت کی علمی خدمت آشکارا ہوتی رہے اور یہ ثابت ہو جائے کہ تاج الشریعہ اعلیٰ حضرت کے علمی وارث ہیں۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات سے کل بھی دین و سنت کا کام ہو رہا تھا آج بھی ہو رہا ہے اور کل بھی ہوگا کہ اللہ والے علم سے عمل سے لگا ہوں سے اور فیضان سے ہر ذریعہ سے اپنا کام کرتے ہیں۔ میں الرضا کی اشاعت پر آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ الرضا کے دس شمارے مجلس فکر رضا کے پتہ پر ضرور بھیجا کریں۔

□□□

## الرضا طالب علموں کو بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے

● مولانا عبدالباق خان رضوی مصباحی

رضا باغ ٹکنی ہیتا جڑی بہار

اس سال عرس رضوی کے موقع سے جامعۃ الرضا کے اساتذہ پر علماء مشائخ کی موجودگی میں رسالہ ”الرضا“ کا اجرا ہوا رسالہ کا نام سنتے ہی اسکے مطالعہ کا شوق دل میں موجزن ہو گیا۔ کیونکہ جسے بھی اعلیٰ حضرت سے نسبت ہو جاتی ہے وہ شی بھی انمول اور اہمیت کی حامل ہو جاتی ہے۔ میں نے اس رسالہ کا مطالعہ کیا تو الحمد للہ ثم الحمد للہ بے پناہ مسرت حاصل ہوئی اور قلبی سکون بھی ملا۔ کیونکہ ماضی قریب میں چند سالوں سے جس طرح ایک مہم کے تحت نو خیز طلبہ اور نئی نسل کے فاضلین کو کبھی جمود و قفل اور ذہنی طور پر بڑوں کا غلام کہہ کر انہیں احساس کمتری کا شکار بنایا جاتا رہا ہے تو کبھی آزادی رائے اور اختلاف کا حق ہر کسی کو حاصل ہے، کہہ کر طلبہ کو اکسایا جاتا رہا ہے تو کبھی اعلیٰ حضرت نے بھی تو اپنے بڑوں سے اختلاف کیا ہے جیسا جاتیوں کے ذریعہ ورغلا یا اور مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت پر ابھارا جاتا رہا ہے اس منفی عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ایسے طلبہ جن کی تربیت اچھے گھرانوں میں ہوئی اور ان کی دس بارہ سالہ تعلیم بھی بڑے اداروں میں ہی مکمل ہوئی مگر جام نور کی حواس منجمد کر دینے والے تحریروں کے سبب بعض افراد رفتہ رفتہ مسلک اعلیٰ حضرت سے مشکوک اور علماء مشائخ کے گستاخ ہو گئے۔ جیسا کہ ان کی تحریروں اور گفتگو سے صاف ظاہر ہے۔ ایسے وقت میں رسالہ ”الرضا“ نے نئے فارغین اور نو خیز طلبہ کو حوصلہ بخشا ہے اور انہیں احساس کمتری کا شکار ہونے سے بچایا ہے۔ ان کے پاکیزہ افکار کو حوصلہ فراہم کیا ہے، انہیں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے وابستہ رہنے میں عافیت بتائی ہے اور انہیں اس بات کا احساس دلایا ہے کہ ان کی تعلیم کا مقصد پورے اخلاص کے ساتھ مسلک اعلیٰ حضرت کا فروغ و استحکام ہے نہ کہ اس کی مخالفت۔ اسی مسلک سے وابستہ رہنے میں تبلیغ اسلام، رضائے مصطفیٰ، محبت رسول، خانقاہوں کا تحفظ اور مستقبل کی بقا پوشیدہ ہے۔ میں تمام نئی نسل کے فارغین کی جانب سے حضرت ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد صاحب کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے پر شکر یہ ادا کرتا ہوں اور رب کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

□□□

## پہلے شمارہ نے ہی معاندین کی نیند اڑا دی

● مولانا غلام حسین رضوی

مرکزی ادارہ شریعہ، بہار پٹنہ

ادیب شہیر محقق رضویات جناب مدیر اعلیٰ رسالہ ”الرضا“

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ



## دومانی 'الرضا' انٹرنیشنل، پٹنہ

امید قوی آپ بخیر ہونگے، رسالہ "الرضا" نظروں میں آتے ہی دل پارغ بارغ ہو گیا، ورق گردانی کی لالک جاگ اٹھی، تجسس کناں ہو کر بغور مطالعہ کیا واقعی "الرضا" مذہب و ملت میں پھیلے گمراہ کن ارادوں کے اندر ادکی حسین کڑی نظر آئی۔ پہلے شمارہ نے تو ناپاک سازش رچنے والے اور بزرگوں کی ذات والن کی فکری امانت پر کچھڑا اچھالنے والے حضرات کی نیند توڑا ہی دی ہے۔

بزرگوں کے اقوال و ارشادات اور ان کے تبرکات کی حفاظت وصیانت کے لیے ہر دور میں اعلیٰ حضرت کی قربانیوں سے اکتساب کرنا پڑے گا بغیر اس کے ایمان کی سلامی و حق گو ہونا مشکل ترین امر ہے۔ میں مبارک باد دیتا ہوں ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب کو کہ دور حاضر میں ضرورت کے پیش نظر احباب کی مدد سے "الرضا" جاری فرمایا، اس کے پہلے ہی شمارہ نے یہ ذہن دے دیا ہے کہ میں اوروں کی طرح خموشی سے بزرگوں کے حرمت کی پامالی نہیں دیکھ سکتا ملت میں انتشار اور مسلک اعلیٰ حضرت کا بیزاری کا جو ماحول پیدا کر دیا گیا ہے اس کے خلاف الرضا "صدائے احتجاج" ہے جسے وہ بانیں جاسکتا، ادارہ میں جس حوصلے اور جرأت کا مظاہرہ ہے اس سے نوجوان کی رگوں میں غیرت ایمانی کا خون گرم ہو گیا ہے۔

میں "الرضا" کے کارکنان، معاونین اور وابستگان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا یہ رسالہ مسلک اعلیٰ حضرت کا امین ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ اس اقدام کو مزید مستحکم بنائے۔

□□□

## الرضا مسلک رضا کی فکری تعبیرات سے مرصع ہے

● مولانا شارق رضا مصباحی

مدرسہ الجامعۃ الرضویہ پٹنہ

مکرمی مدیر الرضا۔۔۔۔۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے، سب سے پہلے ہم آپ کو بارگاہ رضا سے سند خلافت سے نوازے جانے پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

یقیناً یہ ہمارے لئے بے حد خوشی کی بات ہے کہ جو رسالہ (الرضا) ایک عرصہ دراز تک معدوم رہا اور قارئین کی نگاہیں اس کے مطالعہ سے محروم رہیں، آج وہ نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ ہمارے مطالعہ کی زینت ہے۔ الرضا کا پہلا شمارہ، دیدہ زیب طباعت، فکر انگیز اور بصیرت افروز مقالات پر مشتمل ہے اس کے مطالعہ نے روح ایمان کو جلا اور قلب و ذہن کو تازگی بخشی۔ نوع بہ نوع گوشوں پر مشتمل مضامین اور نگارشات دل چسپ اور معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ معلوماتی اور مسلک رضا کی فکری تعبیرات سے مرصع ہیں۔

بے شک اہل علم و ہنر پر یہ مخفی نہیں کہ کسی بھی مدیر کے لئے کوئی بھی

## مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

رسالہ، مجلہ، جریدہ کی اشاعت کس قدر سخت اور دل گردے کا کام ہے۔ وسائل اور افراد کی فراہمی، مقالات و مضامین کی دستیابی، تصحیح و تہذیب وغیرہ یہ سب وہ مراحل ہیں جن سے گزر کر کوئی رسالہ اشاعت کی منزل پر پہنچتا ہے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مذکورہ اسباب کی عدم فراہمی کی بنا پر رسالہ پردہ عدم میں چلا جاتا ہے۔ اس کے باوجود آپ نے رضا یک ریویو نکالنے کے ساتھ ساتھ حالات کی پکار سن کر نئے رسالہ "الرضا" کا اجرا کیا ہے یہ ثابت کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کا فیضان آپ پر جاری ہے اور حوصلہ وہیں سے آپ کو مل رہا ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ فیضان کا یہ سلسلہ ہمیشہ آپ پر جاری رہے۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی اس دعا پر اپنا امر اسلئے ختم کرتا ہوں

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے

ٹھیک ہونا م رضا تم پہ کروڑوں درود

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی پوری ٹیم کو دارین کی سعادتوں سے نوازے۔

□□□

## "الرضا" وقت کی اہم ضرورت

● مولانا عبدالمتین ضیائی، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ  
ملک ہندوستان میں، علماء، ادباء، صوفیاء اور دانشوروں کی دینی خدمات کی ایک طویل ترین تاریخ رہی ہے۔ اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ دینی خدمات کے جو ذرائع و وسائل ہمارے یہاں مہیا ہیں ان میں دینی رسائل و جرائد کا بھی اہم حصہ ہے۔ پورے ہندوستان سے شائع ہونے والے دینی رسائل و جرائد کی تعداد تقریباً دو ہزار تک ہے۔ اور سارے رسالے اپنی نوعیت و معیار کے اعتبار سے مختلف حلقوں میں پڑھے جاتے ہیں۔

رسالہ "الرضا" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس کا پہلا شمارہ سال ۱۹۷۸ء کی آمد کے ساتھ ہی باصرہ نواز ہوا، دیکھ کر کافی خوشی ہوئی، بعد مطالعہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ وقت کی اہم ضرورت کا نام "الرضا" ہے۔ کیونکہ اس کے مشمولات وہی ہیں جن کا حالات حاضرہ متقاضی ہے، مذہب و مسلک، خانقاہ و خانوادہ، کے مابین ہو رہے "توتو، میں میں" اور مسائل فروعیہ کے اختلافات وغیرہ کے پیش نظر اس رسالہ کے سارے کے مضامین بر محل ہیں۔ اس کے مدیر اعلیٰ آبروئے قلم محقق رضویات حضرت ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد مدظلہ علیہنا، اور نائب مدیر کی حیثیت سے صحافی عصر مولانا احمد رضا صابری خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مدیر اعلیٰ کی طرف سے ادارہ، بے باکی و حق و صداقت کی تصویر ہے۔

اس رسالہ کا سب سے بڑا مقصد تعلیمات اعلیٰ حضرت کو عام کرنا اور جو گمراہ و بد مذہب سماج میں بطور دانش کام کر رہے ہیں ان سے بچاؤ کی پوری کوشش کرنا ہے اور مسلک و جماعت کو متحد و متفق اور مستحکم بنانا بھی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہم سب کو صحیح فکر و عمل کی توفیق فرمائے اور اس پر استقامت و دوام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

□□□

### علمی و تحقیقی رسالہ شائع کرنے پر مبارکباد!

● ظفر محمود قریشی

مکتبہ فیضان سنت میلاد چوک واہ کینٹ، پاکستان  
محترم و مکرم جناب ڈاکٹر مفتی امجد رضا صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ  
میں آپ کو اتنا علمی و تحقیقی رسالہ شائع کرنے پر دل کی اتھاہ  
گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مسلکِ حقہ کی خوب ترجمانی فرمائی  
ہے۔ سابقہ شمارے بھی بذریعہ ای میل مل جائیں تو مہربانی ہوگی۔

□□□

### اداریہ پڑمردہ ذہنوں کیلئے مینارہ منزل ثابت ہوگا

● مولانا محمد اشفاق احمد مصباحی

صدر شعبہ فنی جامعہ سعیدیہ عربیہ کیرالا۔

فدائے مسلک اعلیٰ حضرت مولانا ڈاکٹر امجد رضا صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دوماہی 'الرضا' شمارہ ۱۰ کا اداریہ ایک صاحب کے موبائل پر  
پڑھنے کو ملا، آپ کے نوک قلم سے نکلا ہوا یہ اداریہ کتنا جامع اور فکر انگیز ہے،  
یقین جاننے اس کی صحیح ترجمانی قالب الفاظ میں کرنا میرے لیے بہت  
مشکل ہے، آپ نے اختصار کے ساتھ جس تلخ حقیقت کو سپردِ قلم کیا  
ہے اس کے لیے آپ صد ہزار مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ کی اس تحریر  
سے بھلے ہی کوئی بہکا ہوا راہ یا ب نہ ہو سکے مگر امید ہے کہ بہت سے پڑمردہ  
ذہنوں کے لیے منارہ منزل ثابت ہوگی۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کی صلاحیتوں کو  
دوبالا کرے اور 'الرضا' کو ثبات و دوام عطا فرمائے۔ آمین!

□□□

### رابط باہمی کی ضرورت

● قمر اخلاقی امجدی، استاذ جامعہ سعیدیہ عربیہ کیرالا  
مکرمی!

اسلام کی ترویج و اشاعت میں صوفیہ کا اہم کردار ہے، بالخصوص  
ہندوستان میں اسلام کی آبیاری کا سرمایہ افتخار صوفیائے کرام کی روحانی تعلیم  
و تربیت اور ان کے انقلابی خانقاہی پیغام کے سر جاتا ہے، صوفیاء اپنی صفائے قلبی کی  
وجہ سے اپنے اندر شدت اور نہ ہی بیجا اعتدال اور قلبی کشیدگی رکھتے تھے شاید یہی  
وجہ رہی کہ اسلام انہوں کے علاوہ غیروں میں بھی اپنا مثبت نقش عمل چھوڑ گیا۔  
صوفیائے کرام کے ایک دوسرے سے تعلق کافی خوشگوار اور دلہانہ

تھے، اور ایسا کیوں نہ ہو کہ وہ مقدس نفوس روحانیت کے اعلیٰ مراتب پر  
فائز تھے، پھر آپسی کشیدگی اور بیجا اختلاف و انتشار پھیلنے کے کوئی اسباب و  
عوامل کیسے دیکھنے میں آتے؟

جماعت کے ذمہ داران سنجیدگی سے حالات پر نظر رکھیں، آپسی  
کشیدگی کو بالائے طاق رکھیں، اگر ایسا ہو جاتا ہے تو ایک مرتبہ پھر سماج میں  
عقابی روح بیدار جائے گی۔

مضمون کے آخر سطروں میں میں دوماہی الرضا کے تمام کارکنندگان  
کو عینِ قلب سے اس عظیم اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، مسلک اعلیٰ  
حضرت کی ترویج و اشاعت میں فرزندان ریاست بہار کی بے مثال  
خدمات "رضویات" کا روشن پہلو ہے، رضویات پر اب تک پی ایچ ڈی  
کے جتنے مقالات لکھے گئے ہیں ان تمام میں ریاست بہار کو اولیت حاصل  
ہے اور یہ اولیت ڈاکٹر حسن رضا خان، ڈاکٹر امجد رضا خان امجد کا تصدق  
ہے، ایک مرتبہ پھر جب اپنوں نے رضویات میں سیندھ لگانے کی ناپاک  
کوشش کی تو ریاست بہار سے ڈاکٹر امجد رضا امجد نے اس حملہ کو ناکام کر  
نے کے لیے "الرضا" کی اشاعت شروع فرمادی ہے جو قابل ستائش عمل  
ہے ان کے اس ملی کارنامہ پر انہیں اور ان کی پوری ٹیم کو نیک خواہشات  
کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

□□□

### جریدہ کا نام خود اپنی کامیابی کی ضمانت ہے

● سمیع الزماں خان

اعلیٰ حضرت کی فکر و تحقیق کا محافظ، مسلک اعلیٰ حضرت کا  
بے باک نقیب، دوماہی الرضا انٹرنیشنل، ایک متبرک جریدہ براہ راست  
ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد صاحب کے متبرک ہاتھوں سے ایک انتہائی متبرک  
سرزمین پر جہاں خود اعلیٰ حضرت آرام فرما ہیں، عرس رضوی کے مبارک  
موقع پر وصول ہوا۔

جریدہ کا نام خود اپنی کامیابی کی ضمانت تو ہے ہی، ساتھ ساتھ رضوی  
کشش کا حامل بھی ہے۔ مضمولات میں تنقید و احتساب کے عنوان سے جو  
مضامین شائع ہوئے ہیں دراصل قندیل راہ ہیں۔ تخلیق کاروں نے بہت  
ہی خوبصورت اور کسی قدر چبھتے ہوئے انداز میں معاندین کو روشنی دکھا کر  
صحیح راہ پر لانے کی کوشش کی ہے۔

اداریہ بھی دراصل تنقید و احتساب کا ہی ایک جز نظر آتا ہے مگر اس  
کی چاشنی کچھ اور ہے۔ رسالہ کے اندر مرکزیت کا درجہ رکھتا ہے۔ اداریہ کو  
پڑھ کر برملا کہا جائے

کہتے ہیں کہ۔۔ (امجد)۔۔ کا ہے انداز بیان اور

گرونانک کے متعلق مشہور ہے کہ مسلمان بزرگ کا شاگرد تھا اس



## دومامی "الرضا" انٹرنیشنل، پبلش

مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

encourage them to understand, speak and follow the path of truth. I discussed with my University colleagues here in Dammam (Saudi Arabia) about the "AR-Raza" every one of them were so happy and were congratulating the team of "AR-Raza" especially Dr. Amjad Raza Amjad. Indeed it's a commendable effort and it approves that Dr. Sahab is very much experienced in doing successful operations. From here, the holy place of Saudi Arabia I pray to the Almighty for the success of "AR-Raza" and also for the peace, prosperity and happiness of everyone associated with "AR-Raza".

ترجمہ:

## آپریشن کامیاب!!

● ڈاکٹر مصطفیٰ رضا ربانی

اسسٹنٹ پروفیسر فنانس سعودی الیکٹرونک یونیورسٹی، دمام سعودیہ عربیہ

”بہت دنوں سے انتظار تھا کہ ”جام نور“ کے اداروں کا آپریشن کیا جائے مگر آنکھیں پتھرا گئیں تھیں انتظار کرتے کرتے۔ آج جب کہ ”الرضا“ کے مطالعہ کا شرف ہوا تو بے اختیار میرے زبان سے ”نکلا آپریشن سکسیس فل“ بلاشبہ ”الرضا“ جن کالموں پر مشتمل منظر عام پہ آیا ہے اس میں مدارس سے لے کر یونیورسٹی تک کے طلبہ کے حوصلوں کو ہمیز کیا ہے اور انہیں حق سمجھنے کے ساتھ حق بولنے کا جذبہ فراہم کیا ہے۔ میں نے یہاں دمام یونیورسٹی میں اپنے احباب سے اس کا تذکرہ کیا سب محظوظ ہوئے اور سمجھوں نے ”الرضا“ کی ساری ٹیم کو مبارکباد پیش کیا۔ بلاشبہ ڈاکٹر صاحب کامیاب آپریشن کرنے میں ماہر نظر آتے ہیں۔ میں دمام کی پاکیزہ فضاؤں میں دعا کر رہا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ”الرضا“ کو استقام عطا فرمائے اور ”الرضا“ کے وابستگان کو دونوں جہاں میں خیر عطا فرمائے۔“

□□□

نے حج کے سفر کے اسباب بھی حاصل کر لیے تھے۔ مگر کعبہ شریف پر نظر پڑتے ہی اسکی کفریت غالب ہوگئی اور وہ واپس ہو گیا۔ تجلیات کے عنوان سے جو صفحہ استعمال ہوا، اس صفحہ پر کسی اور کلام کو اگر جگہ دینی ہی پڑے تو اسی خانوادے کا ہی کلام جگہ پائے تو اچھا لگتا ہے۔ گوشہ تاج الشریعہ، جریدہ کو حسین بنانے کا ایک ذہین عمل ہے۔ مطالعہ رضویات میں امتیازات احمد رضا کے عنوان سے جو مضمون شائع ہوا ہے بہت خوب ہے۔ تنقید و تعمیر کے عنوان کو مزید بڑھاوا دے کر عام لوگوں میں ایک اصلاح کی مہم چلائی جا سکتی ہے۔ رسالہ کے عنوانات زیادہ تر تنقیدات پر مبنی ہیں۔ خدمت خلق کو ذہن میں رکھ کر اگر اصلاحیات (جن میں وہ مضامین ہوں جن سے ان غیر شرعی رسموں کی اصلاح ہو سکے جن سے قوم دوچار ہے)، یا پھر معلومات (جن میں روزمرہ دینی مسائل ہوں یا اسلامیات کے تعلق سے کچھ سائنسی تحقیقات وغیرہ ہوں) جیسے موضوعات پر بھی غور کیا جاسکتا ہے۔ ہم اپنی جانب سے اس عظیم کاوش کے لیے الرضا کے پورے عملہ کو اپنی دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور حوصلہ افزائی کے لیے بس اتنا کہہ سکتے ہیں

خ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

□□□

## Operation Successful

Dr. Mustafa Raza Rabbani

Assistant Professor-Finance

Saudi Electronic University Dammam,  
Saudi Arabia

I was waiting since very long for someone to critically examine the editorial of monthly magazine "Jaam-e-Noor". The waiting became almost unbearable. Today I got an opportunity to read the "AR-Raza" and the first thing which came into my mind was 'Operation Successful'. Undoubtedly the contents of "AR-Raza" is very intelligently designed and every section the student community is going to benefit from it. Be it Madrasa student or students studying in university and colleges. It will not only enhance and enlighten their knowledge but also it will

• مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی \*

## محمد بن اسحاق بن یسار جلیل القدر تابعی

### ثقہ و صدوق ہیں اور ان کی روایات احکام و سنن میں بھی صحیح اور حسن ہیں

عمر رضوی میں رسالہ الرضا کے پہلے شمارہ کے لائن کا کچھ ایسا جنون رہا کہ مشمولات پر ذمہ داروں کی نافذات کو جہ کامل طور پر نہیں ہو پائی، نتیجہ کے طور پر ایک ایسا مضمون شامل اشاعت ہو گیا جس کا کوئی جواز الرضا میں کیا کسی سنی رسالہ میں نہیں ملتا۔ وہ مضمون ”محمد بن اسحاق بن یسار“ کے ضعیف ترین راوی ہونے کے حوالہ سے تھا، اشاعت کے بعد جماعت کے بڑوں نے مخلصانہ موافقہ کیا اور تنبیہ کی، جس پر ہم نے سرسلیقہ تم کر دیا، انہیں تنبیہ کرنے والوں میں حضرت محدث کبیر اور حضرت مولانا محمد حنیف خان رضوی (بانی امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر بریلی شریف) بھی تھے، اس تنبیہ پر شکر یہ ادا کرتے ہوئے مولانا حنیف صاحب قبلہ سے اس عنوان پر ایک چشم کشا مقالہ لکھ دینے کی گزارش کی گئی جسے آپ نے قبول فرمایا۔ ذیل میں قارئین وہ مقالہ ملاحظہ فرمائیں جس سے یقیناً شرح صدر ہو جائے گا کہ حضرت ”محمد بن اسحاق بن یسار“ معتمد ترین راوی ہیں۔ اور اہل الرضا پہلے شمارہ کے اس مضمون کو کالعدم قرار دیتے ہوئے اس شمارہ میں شامل اس مقالہ کو اپنا سوقف سمجھتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے یہ اعلان کرتا ہے کہ یہی مسئلہ میں ادارہ کا اپنا سوقف وہی ہے جو اعلیٰ حضرت کا ہے اگر اس کے خلاف کبھی عدم توثیقی یا بے خیالی میں کوئی تحریر شائع ہو بھی جائے تو اسے کالعدم سمجھا جائے۔

ادارہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

أما بعد

گزشتہ شمارے میں ”محمد بن اسحاق بن یسار احکام و سنن میں ضعیف ترین راوی ہے“ کے عنوان سے ایک مضمون صفحہ ۱۲ تا ۱۸ پر شائع ہوا ہے، اس مضمون کو سپرد قسط کرنے والے کوئی ”ابو اسامہ ظفر القادری بکھروی“ ہیں، راقم الحروف ان سے واقف نہیں اور نہ ہی مدبر اعلیٰ نے ان کی کوئی نشاندہی فرمائی، بہر حال کسے باشند، وہ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ ”محمد بن اسحاق بن یسار“ نامی ایک راوی حدیث ہیں جو ضعیف ترین ہیں، ان کی روایت سے احکام و سنن میں استدلال درست نہیں، لہذا غیر مقلدین پر انہوں نے ان کے ضعف کی وجہ سے حجت قائم کی ہے کہ پھر تم طلاق ثلاثہ اور قراءت خلف الامام میں ان کی روایت پر کیوں بنیاد رکھتے ہو، یعنی تمہارے وہ دونوں قول بے بنیاد اور غلط ہیں۔

ہو سکتا ہے بکھروی صاحب کی یہ نیک نیتی ہی ان کو اس درجہ مجبور کر چکی ہو کہ وہ اپنے اسلاف کی تحقیقات کو بھلا بیٹھے ہوں، یا پھر ان کو اس دشت کی سیاحت میں ابھی کوئی تجربہ نہ ہوا ہو اور اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اہل سنت کے نادان دوست بن کر دانا دشمن کے ہاتھ میں ہتھیار تھما بیٹھے۔ حالانکہ لاندہب غیر مقلدین زمانہ پر الزام قائم کرنے کے لیے انتہائی کافی

ہے کہ محدثین خود فیصلہ فرما گئے ہیں کہ ہمارا کام الفاظ حدیث کو جمع کرنا تھا وہ ہم نے کر دیا، باقی رہا مسائل کا استنباط تو یہ فقہاء کی ذمہ داری ہے، لہذا فقہاء نے اپنے ذمہ داری کو بخوبی نبایا اور استنباط مسائل کے ذریعہ امت مسلمہ کے لیے عمل کی راہیں ہموار کر دیں، ان کے اجتہادات کی روشنی میں کتب مذہب تحریر کر دی گئیں، مذہب مقرر ہو گئے، اور اجتہادی مسائل میں ائمہ اربعہ کی تقلید پر اجماع ہو گیا۔ اب غیر مقلدیت گمراہی اور گمراہ گری ہے کہ اجماع سلف و خلف کے خلاف راہ اختیار کرنا جہنم کا راستہ ہے، اور اپنے آپ کو سلفی کہلانا بھی لوگوں کو فریب میں مبتلا کرنا ہے کہ سلف و خلف ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کے قائل اور اس پر عامل رہے، اور ان خود ساختہ سلفیوں نے اپنے قول و عمل کے ذریعہ ان سے انحراف کیا۔

بکھروی صاحب کا کہنا ہے کہ ہم نے غیر جانب دارانہ تحقیق پیش کر دی ہے جو کہ حق قبول کرنے والوں کے لیے کافی ہے“ (دومانی الرضا: ۱۲)

حالانکہ بکھروی صاحب نے جلیل القدر تابعی امام المغازی حضرت محمد بن اسحاق بن یسار مدنی کو مطلقون کرنے کے لیے بکھرے ہوئے جن کانٹوں کو جمع کیا ہے وہ خود ان کے لیے نیزے اور خنجر سے کم نہیں۔ قارئین ان کا مضمون شروع سے آخر تک پڑھیں، پچاس کے قریب حوالے دے کر وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ راوی ضعیف ہے، متروک ہے، ضعیف ترین ہے، دجال ہے، کذاب ہے، مکار ہے۔ ساقط الاعتبار ہے۔



مدار سنیت ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم  
بکھروی صاحب نے اپنے مضمون میں امام المغازی محمد بن اسحاق  
پر جو کچھ مطاعن نقل فرمائے ہیں ان کی حیثیت کیا ہے، یہ سب کچھ تو سیدنا  
اعلیٰ حضرت و حضور مفتی اعظم قدس سرہما کی تحریروں سے ابھی واضح ہو  
جائے گا اور سچا مذہب اہل سنت و جماعت بھی سامنے آجائے گا جس کو  
مسک اعلیٰ حضرت کہتے ہیں، پہلے قارئین یہ ملاحظہ کریں کہ بکھروی  
صاحب بتانا کیا چاہتے ہیں اور مجموعی طور پر اس کی حقیقت کیا ہے۔

بکھروی صاحب نے اپنے طور پر جو کچھ فیصلہ فرمایا ہے اس کی  
حقیقت تو سامنے آگئی کہ وہ ہرگز نہ ہم اہل سنت کا موقف اور نہ مسک اعلیٰ  
حضرت کا ترجمان۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ بکھروی صاحب مطاعن ابن  
اسحاق کے سلسلہ میں جب حوالے نقل کرنے پر آئے ہیں تو پھر کیے بعد  
دیگرے آپ نے یہ تعداد ۴۷ تک پہنچا دی ہے تاکہ قارئین اس کثرت  
مطالعہ پر بکھروی صاحب کو داد دیے بغیر نہ رہ سکیں اور ان کے فیصلے کو حرف  
آخر جانتے ہوئے اسی جہل مرکب میں گرفتار ہو جائیں جس لا علاج مرض  
میں آں جناب ہٹلا ہیں۔ الاماں والحفیظ۔

حقیقت حال یہ ہے کہ فن اسماء الرجال میں راویان حدیث کے  
سلسلہ میں جرح و تعدیل کا باب اتنا وسیع ہے کہ ہماوشا کی کیا گنتی، بڑے  
بڑے فضلاء روزگار بھی بسا اوقات حیران و ششدر رہ جاتے ہیں، کہ کیا  
کچھ فیصلہ کیا جائے۔

آج کا دور گزشتہ ادوار کے مقابلے میں ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے تو ہر  
ایک کو یہ فکر لاحق ہے کہ ہم بھی اپنی فکر و نظر کو آگے بڑھائیں اور اپنی  
تحقیقات عالیہ پیش کر کے ترقی یافتہ لوگوں کی صف میں جا کھڑے ہوں۔  
مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

مادی ترقیوں کے دور میں ہرگز یہ خیال نہ کیا جائے کہ ہمارے  
اسلاف کی تحقیقات اب از سر نو تحقیق کی طالب ہیں، اس خیال است و حال  
است و جنون۔ آج کل حوالوں کی کثرت اور تنجارت کی بھرمار نے لوگوں کو  
اس منزل پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ اب نہ تو مضمون نگار اپنے اسلاف کے افکا  
رو نظریات کا پابند رہتا ہے اور نہ ہی اس کا فیصلہ اکابرین امت کے مطابق  
ہوتا ہے، یہی سب کچھ بکھروی صاحب کے ساتھ بھی ہوا ہے۔

بات دور جا پہنچی، بتانا یہ ہے کہ بکھروی صاحب کے بکھرے  
ہوئے حوالوں کو سمیٹا جائے تو جن محدثین نے ان پر جرح کی ان کا اجمالی خا  
کہ کچھ اس طرح ہے:

□ امام مالک، ابو حفص فلاس، سلیمان تیمی، ہشام بن عروہ اور وہیب  
نے محمد بن اسحاق کو کذاب کہا۔

□ یحییٰ بن معین، دارقطنی، ابن حجر، عبد اللہ بن امام احمد، نے ان کی

ان کے علاوہ اور بھی مطاعن انہوں نے نقل کیے ہیں مگر مذکورہ بالا  
مطاعن بکھروی صاحب کے بکھرے ہوئے جملوں میں ہیں جن پر ان کو  
اعتماد کلی ہے۔ مگر جب فیصلہ سنایا ہے تو یوں فرمایا ہے: ہم اہل سنت و جماعت  
جہاں ابن اسحاق کو قبول کرتے ہیں تو وہ صرف فضائل و مناقب، تاریخ یا  
سیرت وغیرہ میں۔ رہا احکام و سنن میں تو یہ ہمارے ہاں اس میں مقبول نہیں  
۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد اس کو قبول کرنے  
کی توفیق عطا فرمائے، و ما توفیقی الا باللہ العظیم۔ (گزشتہ شمارہ ص ۱۸)

بکھروی صاحب نے اس دعا پر اپنی بات ختم کر دی ہے اور پوری جماعت  
اہل سنت کی وکالت و ترجمانی کر کے جلیل القدر تابعی محمد بن اسحاق کے با  
رے میں فیصلہ سنا دیا ہے۔ کاش بکھروی صاحب اپنے آپ میں رہتے  
اور اتنا نہ بکھرتے تو ان کے حق میں بہتر ہی ہوتا، سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ  
نے ایسے ہی مواقع کے لیے فرمایا ہے: ”جہل بھی بری بلا ہے، خصوصاً  
مرکب کہ لا داو ہے۔“

اب جب کہ بکھروی صاحب ایسی بلا میں گرفتار ہیں جو لا داو ہے تو  
پھر ان کا علاج کون کرے اور کیسے کرے؟، ان حضرت کو یہ نہیں معلوم کہ  
راوی کا ضعف ترقی کرتا ہوا جب صریح کذب تک پہنچ جاتا ہے اور وہ  
راوی مکار، دجال اور پھر کذاب ثابت ہو جاتا ہے تو اس کی روایت نہ  
فضائل میں کام آتی ہے نہ تاریخ و سیر میں، بلکہ اس کی حدیث تو نام کو بھی  
حدیث نہیں رہتی بلکہ موضوع اور محض جعلی ہوتی ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

پھر درجہ عقلم میں مرتبہ مطروح کا ہے جس کا مدار وضاع کذاب یا  
متہم یا کذاب ہو، یہ بدترین اقسام ہے بلکہ بعض محاورات کی رو سے مطلقاً  
اور ایک اصطلاح پر اس کی نوع اشد یعنی جس کا مدار کذب پر ہو عین  
موضوع، یا نظر تدقیق میں یوں کہیے کہ ان اطلاقات پر داخل موضوع حکمی  
ہے۔ ان سب کے بعد درجہ موضوع کا ہے، یہ بالا جماع نہ قابل انجبار، نہ  
فضائل وغیرہ کسی باب میں لائق اعتبار، بلکہ اسے حدیث کہنا ہی توسع و تجوز  
ہے، حقیقت حدیث نہیں محض مجعول و افتراء ہے، والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔  
طالب تحقیق ان چند حرفوں کو یاد رکھے کہ باوصف و جازت محصل و ملخص علم  
کثیر ہیں اور شاید اس تحریر نفیس کے ساتھ ان سطور کے غیر میں کم ملیں۔

وللہ الحمد والمنة۔ (فتاویٰ رضویہ جدید: جلد ۵ ص ۴۴۰)

بکھروی صاحب کا حال اتنا پرانہ اور کھرا ہوا ہے کہ جلیل القدر تاج  
لبنی مدنی پر یہ سب کچھ ایسی فراخ دلی سے نقل کر ڈالا کہ کوئی حاطب اللیل بھی  
یہ کام انجام نہیں دے سکتا تھا، پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ یہی اہل سنت کا مسلک  
ہے، یعنی بکھروی صاحب کی جمع کردہ پوٹھی ہی محمد بن اسحاق کے بارے میں

وشعبۃ وسفیان الثوری وابن عیینہ۔ والامام ابی یوسف وأکثر عنه فی کتاب الخراج لہ۔

وقال أبو زرعة الدمشقي أجمع الکبراء من أهل العلم علی الأخذ عنه قال: وقد اختبره أهل الحديث فرؤا صدوقاً وخيراً۔ وقال ابن عدي: لم يتخلف في الرواية عنه الثقات والائمة ولا بأس به، وقال علي بن المديني: ما رأيت أحداً يتهم ابن اسحاق وقال سفیان ابن عیینہ جالس ابن اسحاق منذ بضع سنين وسبعين سنة وما يتهمة أحد من أهل المدينة ولا يقول فيه شيئاً۔ وقال أبو معاوية كان إسحاق من أحفظ الناس۔ وقال الإمام الليث بن سعد: لا أثبت في يزيد بن أبي حبيب من محمد بن إسحاق۔ قلت: وبزید هذا كما قال ابن بونس روی عنه لأکابر من أهل مصر۔

(۱) وبہ ظہر کذب من زعم الان أن قد جرحه سفیان بن عیینہ، حاشا ہ بل قد تلمذ وذبح عنه وقال: رأیت الزہری قال لمحمد بن اسحاق: أين كنت؟ فقال هل یصل الیک أحد فدعا حاجبه وقال: لا تحبہ، وقال أيضا: قال ابن شہاب: وسئل عن مغازیہ فقال: هذا أعلم الناس بہا، وقال ابن المديني: قلت لسفیان: کان ابن اسحاق جالس فاطمة بنت منذر، فقال أخبرني ابن اسحاق أنها حدثته وأنه دخل علیہا، وقال ابن عیینہ أيضاً سمعت شعبۃ یقول: محمد بن إسحاق أمير المؤمنين في الحديث۔ فهذا ما جرحه به سفیان نعم! ذکر أن الناس اتهموه بالقدر ولو كان هذا جرحاً فما أكثر المجروحین في الصحیحین، ألا تری أنه کان یسمع هذا ثم لا یرک مجالسة ابن اسحاق ولا الأخذ منه، هل لیس منه ما یدل علی تصدیقه الناس فی هذا، فکم من تهمة لا أصل لها، وسیأتیک کلام ابن منیر۔ ۱۲ منہ قلت: کعمرو بن الحارث، وحبوة بن شریح، وسعید بن أبی ایوب، واللیث بن سعد نفسه، کلهم ثقات أثبات أجلاء، ویحیی بن أبی العافقی صدوق۔ خمستهم من رجال الشیخین، وعبد الله بن لهیعة صدوق، حسن الحديث علی ما استقر الأمر علیہ، وعبد الله بن عیاش کلاهما من رجال مسلم، ومن غیرهم سلیمان التیمی والبصري وزید بن أبی أنیسۃ ثقتان من رجال الصحیحین، وعبد الحمید بن جعفر المديني الصدوق من رجال مسلم وأخرون کثیرون۔ ففی هذا تفضیل لابن اسحاق علیہم جمیعاً۔

وقال الإمام شعبۃ:

لو کان لی سلطان لأمرت ابن اسحاق علی المحدثین، وقال أيضاً محمد بن إسحاق أمير المؤمنين في الحديث۔ وفي رواية عنه قبل له: لم؟ قال: لحفظه، وفي أخرى لو سود أحد فی الحديث لسود محمد بن اسحاق، وقال علي بن المديني: مدار حديث رسول الله صلى الله تعالى علیہ وسلم علی ستة، فذكرهم ثم قال: فصار علم الستة عند اثني عشر، فذكر ابن اسحاق فیہم۔

”۔۔۔ بکھروی صاحب کی تحریر نے فقط حنفیہ پر عنایت نہ کی بلکہ صحاح ستہ پر بھی، کہ محمد بن اسحاق سے ان سب میں روایات واحادیث ہیں۔ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور صحیح مسلم و سنن اربعہ میں مسند امام ترمذی نے ابن اسحاق کی حدیثوں کو صحیح کہا۔ ابوداؤد نے ان پر سکوت کیا۔ اور خود یہ حدیث کہ اذان محمد زماں اقدس میں دروازہ مسجد پر ہوتی تھی اسے بھی ابوداؤد نے روایت کر کے سکوت فرمایا۔ اور وہ اس کتاب میں اسی حدیث پر سکوت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہو۔ اکابر ائمہ و علما مثل امام عبد العظیم منذری، امام ابو عمر وابن الصلاح، امام اجل ابوزکریا نووی، امام جمال الدین زیلیعی، امام علاء الدین ترکمانی، امام محقق علی الاطلاق، امام ابن امیر الحاج، و علامہ ابراہیم حلبی نے اس کی تصریحیں فرمائیں۔۔۔۔۔“

روایت کو قابل احتجاج نہیں مانا۔

□ ابن ابی حاتم، امام احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابوالفرج نے ضعیف کہا۔

امام نسائی، بیہقی بن معین، نے لیس بالقوی کہا۔

ان کے علاوہ کسی نے متروک اور کسی نے حافظہ میں خرابی اور بعض نے وہی اقوال نقل کر دیے ہیں جو پہلے گزرے، اور بکھروی صاحب نے حوالوں کی تعداد بڑھانے لے لیے ان سب کو آنکھیں بند کر کے نقل کر لیا، حیرت اس بات پر ہے کہ اگر اسی طرح راویان حدیث پر مطاعن نقل کرنے کی روش ہی مسلک اہل سنت کی ترجمانی ہے تو واضح رہے کہ یہ جہل مرکب ہے جس کی دوا ہمارے پاس نہیں، ہاں اگر بکھروی صاحب بکھریں نہیں اور پھریں بھی نہیں تو ان کا علاج سیدنا علی حضرت اور حضور مفتی اعظم کی تحریروں میں ہے، ہم یہاں ان تحریروں کی تلخیص نہایت اختصار کے ساتھ پیش کر رہے ہیں، تفصیل کے لیے ان کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔

سیدنا علی حضرت نے اذان ثانی کے موضوع پر ایک معرکتہ الآراء کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہے ”شما تھم العنبر فی أدب النداء“ اُما ہر المندوب۔ اس میں سنن ابوداؤد کی حدیث بطور استدلال پیش فرمائی ہے جس کے راویوں میں محمد بن اسحاق بھی ہیں اور امام زہری سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں:

هذا حديث حسن صحيح، محمد بن إسحاق ثقة صدوق إمام، قال شعبۃ وأبو زرعة والذهبي وابن حجر صدوق۔ وقال الإمام ابن المبارک: إنا وجدناه صدوقاً، إنا وجدناه صدوقاً، إنا وجدناه صدوقاً۔ تلمذ له ائمة أجلاء كابن المبارک



کی ہے اور تحقیق اپنی نہایت کو پہنچا دی ہے۔ آغاز اس طرح فرمایا:  
پیارے بھائیو! اذان تو بالائے طاق رہی، وہ زہریلی تحریر یہ خفیہ  
چیچ چلی ہے کہ سنیوں کا حنفی مذہب، اور سنیوں کی کتب حدیث، اور سنیوں  
کے ائمہ اربعہ، سب کو پوچھ لچر و گمراہ و نامعتبر ثابت کرے۔

جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن اسحاق  
کی توثیق و تعدیل ائمہ فن کی نظر میں

توثیق نمبر (۱)

سب سے پہلے جان توڑ کر یہ کوشش کی کہ کسی طرح مدینہ طیبہ کے  
ایک جلیل عالم تابعی امام المغازی محمد بن اسحاق کو کذاب یا کم از کم متہم  
بالکذب ثابت کرے۔

سنی حنفی بھائیو! آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کے امام مذہب تین  
ہیں: امام اعظم ابوحنیفہ، اور ان کے دونوں مصاحب امام ابو یوسف و امام  
محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ یہ محمد بن اسحاق آپ کے امام اعظم کے ہم استاد اور  
امام ابو یوسف کے استاد اور امام محمد کے استاد الاستاذ ہیں۔ یوں ہی امام  
المحدثین امام الفقہاء امام الاولیاء عبداللہ بن مبارک شاگرد امام اعظم رضی اللہ  
تعالیٰ عنہما نے بھی ابن اسحاق کی شاگردی کی۔ امام ابو یوسف نے اپنی  
کتب میں بہت حدیثیں ان سے روایت فرمائیں۔

کتاب الخراج مطبع مصر صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں: ص ۵ ((حدثنی  
محمد بن إسحاق ثنی عبيد الله بن المغيرة)) ص ۶ ((حدثنی  
محمد بن إسحاق عن عبد السلام عن الزبیری)) ص ۱۱ ((حدثنا  
محمد بن إسحاق عن يزيد بن يزيد عن جابر)) ص ۱۱ ((أخبرني  
محمد بن إسحاق عن أبي جعفر)) ص ۱۱ ((حدثني محمد بن إسحاق  
عن الزبیری)) ص ۱۲ ((حدثني محمد بن إسحاق عن  
الزبیری)) ص ۱۵ ((حدثني محمد بن إسحاق عن الزبیری))

یہ پہلے ہی جز میں ابن اسحاق سے سات حدیثیں روایت فرمائیں  
، اور سب اجزا کا تتبع کیجیے تو خدا جانے کس قدر ہوں۔

توثیق نمبر (۲)

حنفیہ کے محدث اجل و اکبر امام ابو جعفر طحاوی کہ تیسری صدی میں  
تھے، اور جب سے آج تک ایسا جامع امام حدیث و فقہ شاذ و نادر ہی ہوا۔  
محمد بن اسحاق کی حدیثوں سے احتجاج فرماتے ہیں، اور "کتاب الحجۃ" ج ۲  
ص ۱۹۰ میں ان سے حدیث روایت کر کے فرمایا:

"بذا حدیث متصل الاسناد صحیح" یہ حدیث صحیح ہے اور  
اس کی اسناد متصل ہے۔

وقال الإمام الزهري: لا يزال بالمدينة علم جم ما كان فيها ابن  
إسحاق، وقد كان يلتفت المغازي من ابن إسحاق مع أنه شيخه  
وشيوخ الدنيا فالحديث، وقال شيخه الآخر عاصم بن عمر بن  
قتادة: لا يزال في الناس علم ما بقي ابن إسحاق۔

وقال عبد الله بن فائد: كنا نجلس الليل ابن اسحاق فاذا  
أخذ في فن من العلم ذهب المجلس بذلك الفن۔

وقال ابن حبان: لم يكن أخذ بالمدينة يقارب ابن اسحاق في علمه  
ولا يوازيه في جمعه وهو من أحسن الناس سياتاً للأخبار۔

وقال أبو يعلى الخليلي: محمد بن اسحاق عالم كبير وا  
سع الرواية والعلم، ثقة۔ وكذلك قال يحيى بن معين ويحيى بن  
يحيى وعلي بن عبد الله (هو ابن المديني شيخ البخاري) وأحمد  
العجلي ومحمد بن سعد وغيرهم أن محمد بن اسحاق ثقة۔

وقال ابن البرقي: لم أر أهل الحديث يختلفون في ثقته  
وحسن حديثه، وقال الحاكم عن البو شيخي شيخ البخاري  
هو عندنا ثقة، ثقة۔

وقال المحقق في فتح القدير: أما ابن اسحاق فتثقة ثقة لا  
شبهة عندنا في ذلك ولا عند محققي المحدثين۔

وقال أيضاً توثيق محمد بن اسحاق هو الحق الأبلغ، وما  
نقل عن كلام مالک فیہ لا یثبت، ولو صح لم یقبلہ أهل العلم الخ۔  
وقد أطلال الامام البخاري في توثيقه في "جزء القراءة"

ولم يورد في الضعفاء له، وأنكر صحة ما يذكر فيه من كلام  
مالك، ونقل عن علي ما يشعر بانكار صحته ما عن هشام۔ وقد  
بینا وجهه في تحرير اتنا الحديثية وأورده ولدي المولوي  
مصطفى رضا خان حفظه الله تعالى في كتابه "وقاية أهل السنة  
عن مكر ديويند والفتنة" صنفه في الرد على وهابية ديونند  
أذخالفوني في هذه المسألة۔ (شأن العبر ۳۴ تا ۳۷)

سیدنا اعلیٰ حضرت نے جیسا کہ اشارہ فرمایا کہ اس موضوع سے  
متعلق تفصیلات ہمارے ولد عزیز مولوی مصطفیٰ رضا خان حفظہ اللہ تعالیٰ کی  
کتاب "وقایہ اہل السنہ" میں ہے۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ اذان ثانی کے تعلق سے حدیث جو سنن  
ابوداؤد میں حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے، اس روایت میں محمد  
بن اسحاق ہیں، اس حدیث کو وہابیہ دیوبندیہ کے مولوی اشرف علی تھانوی  
نے اس لیے ضعیف لکھ دیا تھا کہ ابن اسحاق ہیں اور یہ ائمہ جرح و تعدیل  
کے یہاں کذاب یا متہم بالکذب ہیں۔

تو اب قارئین حضور مفتی اعظم کی تفصیلات ملاحظہ کریں، اسی سے  
اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کی وضاحت بھی ہو جائے گی جو ابھی ہم نے نقل  
کی ہے، واضح رہے کہ ہم یہاں بھی نہایت اختصار سے لکھیں گے، ورنہ  
حضرت نے تو محمد بن اسحاق کی توثیق میں ہر گوشہ پر نہایت محققانہ گفتگو فرما

### توثیق نمبر (۳)

مذہب حنفی کے رکن جلیل القدر محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام فتح القدر شرح ہدایہ صفحہ ۱۸۱ میں فرماتے ہیں:

”أما ابن اسحق فثقة ثقة، لا شبهة عندنا في ذلك ولا عند محققي المحدثين“

[فتح القدير لابن الهمام: باب صلاة الوتر، ۱/۲۲۴]

ابن اسحاق ثقہ ہیں ثقہ ہیں، اس میں نہ ہمارے نزدیک کوئی شبہ ہے نہ محققین محدثین کے نزدیک۔

ص ۹۲ میں فرماتے ہیں: ”توثیق ابن اسحق ہوا الحق الأبلج، وما نقل عن كلام مالك فيه لا يثبت، ولو صح لم يقبله أهل العلم، كيف وقد قال شعبة فيه: هو أمير المؤمنين في الحديث“ [فتح القدير لابن الهمام، فصل يستحب الأسفار بالفجر، ۱/۲۲۸]

ابن اسحاق کو ثقہ ماننا ہی نہایت روشن حق ہے، اور امام مالک سے جو ان پر طعن منقول ہوا وہ نقل ثابت نہیں، اور اگر صحیح بھی فرض کر لیں تو اہل علم نے وہ طعن قبول نہ کیا، اور کیوں کر قبول ہو حالانکہ امام شعبہ نے فرمایا کہ محمد بن اسحاق حدیث میں سب مسلمانوں کے سردار ہیں۔

بالجملہ ائمہ حنفیہ کا ان کے قبول پر اجماع ہے، تو انہیں کذاب و متہم ٹھہرانے میں یہ بیچ ہے کہ حنفیہ کے ائمہ مذہب جھوٹے کذابوں کی شاگردی کرتے، اور ایسوں کی حدیثیں اپنی کتابوں میں بھرتے، اور ان کو ثقہ اور دین خدا میں معتد بتاتے ہیں، تا کہ دیوبندیوں کے عینی بھائی غیر مقلدوں کا امتراض حنفیہ پر چست ہو کہ حنفیوں کی حدیثیں ایسی کھوٹی ہیں، اور ان کے محدث ایسے جھوٹے۔

### توثیق نمبر (۴)

بکھروی صاحب کی تحریر نے فقط حنفیہ پر عنایت نہ کی بلکہ صحاح ستہ پر بھی، کہ محمد بن اسحاق سے ان سب میں روایات واحادیث ہیں۔ صحیح بخاری میں تعلیقاً اور صحیح مسلم و سنن ابویوسف میں سنداً امام ترمذی نے ابن اسحاق کی حدیثوں کو صحیح کہا۔ ابوداؤد نے ان پر سکوت کیا۔ اور خود یہ حدیث کہ اذان جمعہ زمانہ اقدس میں دروازہ مسجد پر ہوتی تھی اسے بھی ابوداؤد نے روایت کر کے سکوت فرمایا۔ اور وہ اس کتاب میں اسی حدیث پر سکوت کرتے ہیں جو ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہو۔ اکابر ائمہ و علمائے مثل امام عبدالحق، منذری، و امام ابو یوسف و ابن الصلاح، و امام اجل ابوزکریا نووی، و امام جمال الدین زلیحی، و امام علاء الدین ترکمانی، و امام محقق علی الاطلاق، و امام ابن امیر الحاج، و علامہ ابراہیم حلبي نے اس کی تصریحیں فرمائیں۔

بکھروی صاحب نے تو امام ابوداؤد سے ابن اسحاق کا قدری

و معتزلی ہونا لکھا تھا، پھر یہ ابوداؤد بلکہ صحاح ستہ کے تمام ائمہ نے ان سے حدیث کیوں روایت فرمائی؟۔ معلوم ہوا کہ امام ابوداؤد کی طرف یہ قول غلط منسوب ہے۔

### توثیق نمبر (۵)

دیوبندی تحریر نے جتنے طعن محمد بن اسحاق پر نقل کیے یا تو وہ سرے سے طعن ہی نہیں۔ یا قائل سے ثابت نہیں۔ یا قائل نے خود ان سے رجوع کیا۔ یا وہ طعن مبہم غیر مفسر ہے۔ مطاعن ابن اسحاق میں جتنے ورق اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کیے ان چار وجوہ سے خالی نہیں جسے ہم بعونہ تعالیٰ حصہ دوم میں کھول کر دکھادیں گے۔ پہلی تین قسمیں تو کسی عاقل کے نزدیک طعن نہیں ہو سکتیں۔ اور تمام ائمہ حنفیہ کا اجماع اور جمہور اکابر ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ چوتھی قسم بھی زہار مقبول و مسموع نہیں، خصوصاً امثال محمد بن اسحاق میں جن کو جمہور ائمہ حدیث و جمیع ائمہ حنفیہ نے مقبول و مستند و ثقہ و معتد مانا ہے۔

### توثیق (۶-۷)

”محمد بن إسحاق المدني أحد أئمة الأعلام رأي أنساً“ [قال أحمد بن حنبل بو حسن الحديث]

[میزان الاعتدال: محمد بن إسحاق بن يسار، ۲/۳۳۴]

### توثیق (۸-۲۴)

”قال ابن معين: ثقة وليس بحجة“۔ [قال علي بن المديني: حديث ابن إسحاق عندي صحيح]۔ [قال يحيى بن كثير وغيره: سمعنا شعبة يقول: ابن إسحاق أمير المؤمنين في الحديث]۔ [وقال شعبة أيضاً: هو صدوق]۔ [قال محمد بن عبد الله بن نمير: رمي بالقدر وكان أبعد الناس منه]۔ [قال ابن المديني: لم أجد له سوى حديث منكرين]۔ [قال علي: سمعت ابن عيينة يقول: ما سمعت أحداً يتكلم في ابن إسحاق إلا في قوله: في القدر]۔ [لم يذكر ابن إسحاق أبو عبد الله البخاري في كتاب الضعفاء له]۔ [روى عباس عن ابن معين قال الليث بن سعد: لا أئبت في يزيد بن أبي حبيب من محمد بن إسحاق]۔ [قال ابو زرعة: سألت يحيى بن معين عن ابن إسحاق أبو حجة؟ قال: هو صدوق، الحجة عبيد الله بن عمر الخ]۔ [أبو جعفر النفيلى حدثني عبد الله بن فائد قال: كنا نجلس إلى ابن إسحاق، فإذا أخذ في فن من العلم ذهب المجلس بذلك الفن]۔ [قال يزيد بن برون: سمعت شعبة يقول: لو كان لي سلطان لأثرت ابن اسحق على المحدثين]۔ [ابن المبارك عن ابن اسحق (فذكر بسنده عن سهل بن حنيف رضى الله تعالى عنه) (فذكر الحديث ثم قال: فهذا حكم تفرده محمد، قال الترمذى هذا حديث صحيح لا نعرفه الا من حديث ابن إسحاق]۔ [قال ابن عدي: لم يتخلف في الرواية عنه الثقات والأئمة وبولاً بأس به]۔ [قال يعقوب بن شيبه:



سألت ابن المديني عن ابن إسحق قال: حديثه عندي صحيح، قلت: وكلام مالك فيه؟ قال: مالك لم يجالسوه ولم يعرفه” - “قال أحمد بن عبد الله العجلي: ابن إسحاق ثقة“

[میزان الاعتدال: محمد بن اسحاق بن یسار، ۳/۴۷۲]

محمد بن اسحاق مدنی مشاہیر ائمہ سے ایک ہیں، انھوں نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ابن اسحاق کی حدیث حسن ہے۔ امام سبکی بن معین اساتذہ امام بخاری نے فرمایا: ابن اسحاق ثقہ ہیں، ہاں! اس پائے کے نہیں جن کو محدثین کی اصطلاح میں حجت کہتے ہیں۔ امام علی بن مدینی اساتذہ امام بخاری نے فرمایا: ابن اسحاق کی حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔ (یہ ابن المدینی وہ ہیں جن کو امام بخاری فرمایا کرتے کہ میں سو ان کے کسی کے پاس اپنے آپ کو چھوٹا نہ سمجھتا، یعنی ان کے علم سے مجھے اپنا علم کم نظر آتا)۔

بکھروی صاحب نے نمبر ۴۲ اور ۴۳ پر بیگم بن معین، نمبر ۱۳ پر  
امام احمد بن حنبل، اور ۴۰ پر علی بن مدینی کے اقوال نقل کر کے جرحیں نقل  
کی تھیں، بکھروی صاحب نے میزان ملاحظہ نہیں فرمائی ورنہ اس بے اعتدالی  
کے شکار نہ ہوتے۔ نمبر ۴۲ پر جو کچھ ہے وہ سب امام احمد بن حنبل سے  
امام منذری اور سخاوی نے نقل کیا تھا، وہی اسی سے روہو گیا۔

یعنی بن کثیر وغیرہ کہتے ہیں: امام شعبہ کو کہتے سنا کہ ابن اسحاق حدیث میں سب مسلمانوں کے سردار ہیں۔ یہ امام شعبہ وہ ہیں جن کو امام بخاری "امیر المؤمنین فی الحدیث" کہتے۔ اور یہ ابن اسحاق کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے۔ نیز امام شعبہ نے فرمایا: ابن اسحاق بہت راست گو ہیں۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر کہتے ہیں: بعض نے ابن اسحاق پر مذہب قدر کی تہمت رکھی حالانکہ وہ سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور تھے۔ یعنی امام ابن المدینی نے فرمایا: میں نے ابن اسحاق کی صرف دو حدیثیں غیر محفوظ پائیں، اور وہ دو حدیثیں بھی بیان کر دیں جن میں یہ اذان جمعہ کی حدیث نہیں، تو بھگد اللہ تعالیٰ یہ صحیح و محفوظ ہے۔ اور وہ کون سا ہے کہ ہزار ہا حدیثیں ابن اسحاق کی طرح روایت کرے اور ان میں دو ایک بھی غیر محفوظ نہ ہوں۔ ائمہ نے امام مالک و بخاری کی بعض احادیث کو بھی تو غیر محفوظ بتا یا ہے۔ امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں: میں نے کسی کو نہ سنا کہ ابن اسحاق پر کسی بات میں کچھ طعن کرتا ہو سو اس قول قدر کے۔ امام بخاری نے جو کتاب ضعیف راویوں کے بیان میں لکھی ان میں ابن اسحاق کو ذکر نہ فرمایا۔ عباس دوری امام ابن معین سے راوی کہ امام لیث بن سعد نے فرمایا: یزید بن ابی حبیب کی احادیث میں محمد بن اسحاق سے زائد کوئی معتد نہیں۔ یہ امام اجل لیث بن سعد خود بھی تلامذہ یزید بن ابی حبیب سے ہیں۔ امام ابوزرعہ کہتے ہیں: میں نے امام بیہقی بن معین سے پوچھا: کیا محمد بن اسحاق حجتہ ہیں؟ فرمایا: وہ نہایت سچے ہیں، حجت جسے کہتے ہیں: وہ

عبد اللہ بن عمر وغیرہ فلاں فلاں اکابر ہیں۔ ابو جعفر نقلی کہتے ہیں: مجھ سے عبد اللہ بن فائد نے بیان کیا: ہم محمد بن اسحاق کے پاس بیٹھے، جب وہ علم کے کسی فن میں کلام شروع کرتے تو ساری مجلس اسی فن میں ختم ہو جاتی۔ امام شعبہ فرماتے ہیں: اگر میری سلطنت ہوتی تو میں ضرور محمد بن اسحاق کو تمام محدثین پر سردار بناتا۔

امام شعبہ خود امام محدثین ہیں مگر ابن اسحاق کو نہ فقط اپنے آپ سے بلکہ تمام محدثین سے اعلیٰ جانتے ہیں۔

یعنی یہ حدیث باب احکام کی ہے، اور تنہا ابن اسحاق نے روایت کی،  
 بایں ہمہ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے، ہمارے علم میں محمد بن  
 اسحاق کے سوا اسے کسی نے روایت نہ کیا۔ یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: میں  
 نے امام ابن المدینی سے محمد بن اسحاق کی نسبت پوچھا، فرمایا: میرے  
 نزدیک ان کی حدیث صحیح ہے، میں نے کہا: ”امام مالک نے جو ان میں کلام  
 کیا ہے، فرمایا: مالک کو ان کی صحبت نہ ملی، نہ مالک نے انھیں پہچانا۔“

لیجیے امام مالک کی طرف منسوب ابن اسحاق کے تعلق سے جو کچھ بیان کیا گیا تھا سب بے بنیاد نکلا۔

امام ابن عدی کہتے ہیں: احمد اور معتزین ابن اسحاق سے روایت کرنے سے نہ ہٹے، اور ابن اسحاق میں کوئی عیب نہیں۔ امام احمد بخاری کہتے ہیں: ابن اسحاق ثقہ ہیں۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں، مکھڑوی صاحب نے احکام و سنن میں ابن اسحاق کو ضعیف ترین کہا تھا، لیجیے یہ حدیث اور اس پہلے اذان جمعہ کی احادیث سب باب احکام ہی کی حدیثیں ہیں، ان کو ضعیف کیا کہا جاتا حسن پر بھی الکفانہ کیا گیا بلکہ صحیح قرار دیا اور مدار بھی ابن اسحاق ہی ہیں، کوئی ان کا متابع اور شاہد بھی نہیں۔ ۴۲ نمبر پر امام ترمذی کی طرف نسبت کر کے ابن اسحاق کے حافظ میں خرابی بتائی گئی تھی اس کی بھی قلمی کھلی گئی۔

جاری

توجہ فرمائیں!

دوماہی ”الرضا انٹرنیشنل“ آپ کا اپنا رسالہ ہے۔ اس کے فروغ میں دامن دامن قدمے سخن حصہ لیں اور اپنے کاروباری اشتہارات کے ذریعہ رسالے کا مالی تعاون کریں تاکہ یہ رسالہ اپنی مذہبی، علمی، ادبی، اور ملی خدمات کو جاری سہاری رکھ سکے۔ (ادارہ)

## ڈاکٹر طاہر القادری کا فتاویٰ اعلیٰ حضرت پر ایمان

”..... اعلیٰ حضرت: ”ایسی (مخلوط) مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے (جس میں رافضی وہابی وغیرہم رکن ہو سکتا ہے) اور اس مجلس میں شرکت حرام و بد مذہبوں سے میل جول آج ہے۔۔۔ ایسی جگہ مال (چندہ وغیرہ) دینا وہابی پرند کرے گا جو دین نہیں رکھتا یا عقل سے بہرہ نہیں۔ یکے نقصان مایہ دگر شماتت ہمسایہ۔۔۔ مال بھی گچھا اور آخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا۔ خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ہو انحران المؤمنین۔ دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی ﷺ نے بتائی کہ ”ان بد مذہبوں سے دور رہو۔ انہیں اپنے سے دور کرو۔ کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں“ (مسلم شریف) (الدلائل القاہرہ از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)۔۔۔۔۔“

دعوت کس کی طرف سے ہے۔ اہل حدیث شیعہ دیوبندی جماعت اسلامی کے احباب جو بھی دعوت دے وہ دعوت ضرور قبول کروں گا، خواہ وہ اسٹیج کسی کا ہو“ (اہم انٹرویو صفحہ ۲۵، ملخصاً)

**اعلیٰ حضرت:** ”یہ (مخلوط جلسہ) تمام وکمال شرع مطہر سے ضد باندھنا، مسلمانوں کو ضرر پہنچانا اور لوگوں کو صریح ضلالت کی طرف بلانا ہے اور ”غفریب جان جائیں گے (ایسے ظالم) کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے“ (آیت، پ ۱۹، رکوع ۱۵)

متواتر حدیثیں اور ائمہ سلف و خلف کے اقوال آئے ہیں کہ بد مذہبوں سے میل جول منع ہے اور ان سے دور رہنا واجب (چہ جائیکہ کہ ان کے جلسوں میں رونق افروز ہو) غنیۃ الطالبین میں ہے کہ ”بد مذہبوں کے پاس جا کر ان کی تعداد نہ بڑھائے، ان کے پاس نہ بھٹکے ان پر سلام نہ کرے“ (جبکہ مخلوط جلسہ میں یہ سب قیادتیں ہیں) (فتاویٰ الحرمین صفحہ ۹۵)

ایسا شخص (جو روافض سے میل جول رکھتا ہے) ”اگر (خود) رافضی نہیں تو کم از کم سخت فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی اور اسے امام بنانا گناہ اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہوں، ان کا پھیرنا (لوٹانا) واجب“ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۱۶)

اعلیٰ حضرت کا ”منہاج القرآن“ پر فتویٰ

طاہر القادری: ”ہمارے ادارے منہاج القرآن میں

اعلیٰ حضرت کے جو عقائد و نظریات ہیں وہی بعینہ میرے ہیں۔ میرے اور ان کے نظریات اور عقائد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی فرق نہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فتوؤں پر میرا مکمل یقین اور ایمان ہے جو فتویٰ بھی انہوں نے دیا ہے وہ بالکل درست اور صحیح ہے۔

(طاہر القادری) (رسالہ ید شیعہ صفحہ ۱۳-۱۶ نومبر ۲۰۱۳ء)

اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی علمی خدمات کی عظمت و وسعت کا میں آج تک احاطہ نہیں کر سکا۔ میں ان کے خوان علمی کا ادنیٰ سا خوشہ چین ہوں۔ اعلیٰ حضرت نے پوری مومنانہ بصیرت اور مجددانہ فراست سے مقام رسالت کے تحفظ کے لئے جدوجہد کی۔ ان کا علمی مقام و منصب ہزاروں، لاکھوں علماء و فضلاء اور ائمہ مجتہدین میں نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔

(اہم انٹرویو صفحہ ۱۳-۱۵)

پروفیسر صاحب مذکورہ تصریحات میں اگر واقعی مخلص و صادق اور اعلیٰ حضرت کے ادنیٰ خوشہ چین ہیں تو ادھر ادھر بھٹکنے کے بجائے آئندہ صفحات میں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ پر ایمان عمل کا اعلان کریں۔

اعلیٰ حضرت کا طاہر القادری پر فتویٰ:

طاہر القادری: ”مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ جلسہ اور اسکی



”جماعت اسلامی“ کے لوگ بھی رکن بن سکتے ہیں۔ اہل حدیث، شیعہ دیوبندی بھی منہاج القرآن کے رکن ہیں۔“ (انٹرویو وزنامہ جنگ ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

**اعلیٰ حضرت:** ”ایسی (مخلوط) مجلس مقرر کرنا اگر ایسی ہے (جس میں رافضی وہابی وغیرہم رکن ہو سکتا ہے) اور اس مجلس میں شرکت حرام و بد مذہبوں سے میل جول آج ہے۔۔۔ ایسی جگہ مال (چندہ وغیرہ) دینا وہی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا یا عقل سے بہرہ نہیں۔ یکے نقصان مایہ و گرفتاریت ہمسایہ۔۔۔ مال بھی گیا اور آخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا۔ خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ہو اگر ان المبین۔ دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی ﷺ نے بتائی کہ ”ان بد مذہبوں سے دور رہو۔ انہیں اپنے سے دور کرو۔ کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں۔ کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔“ (مسلم شریف) (الدلائل القاہرہ از اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ)

### نابالغ، مجتہد و مخالف فقہ اعلیٰ حضرت کی نظر میں

نابالغان رتبہ اجتہاد نہ اصلا اس کے اہل۔ آج کل کے مدعیان خامکار جاہلان بے وقار کہ من و تو کا کلام سمجھنے کی لیاقت نہ رکھیں اور اساطین دین الہی کے اجتہاد پر رکھیں۔ یہ تو یہ، کیسے کیسے اکابر۔۔۔ مخالفت مذہب (احناف) درکنار، روایات مذہب میں ایک کوراج بتانے کے اہل نہیں۔ جہاں فتویٰ حنفیہ مختلف نہ ہو جہاں سرے سے اختلاف روایت ہی نہ ہو (عورت کی نصف دیت) وہاں خلاف مذہب امام (بزم خویش) حدیث پر عمل کرنے (والے) کو کیا کچھ نہ کہیں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ”ہم مقلدوں کو قول امام کے خلاف (از خود) حدیثوں پر عمل جائز نہیں جو اس کا مرتکب ہو وہ احمق بے ہوش یا ناحق و باطل کوش ہے۔ تو پھر آج کل جھوٹے مدعی (مجتہد) کس گنتی میں رہے۔ اس سوال کا بھی صاف جواب دے دیا کہ ایک مسئلہ میں بھی اگر خلاف امام کیا۔۔۔ مذہب سے خارج ہو جائے گا۔ بلکہ جو ایسا کرے وہ طرد ہے۔ (الفضل الموہبی صفحہ ۱۳-۱۹ بحوالہ مکتوبات شریف)

کاش پروفیسر ان اقوال مبارکہ کے آئینہ میں اپنی صورت و دعویٰ اجتہاد کی حقیقت دیکھیں کہ مسئلہ دیت وغیرہ میں ایک طرف مذہب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہیں اور دوسری طرف خواہ مخواہ حنفیت کا دعویٰ بھی کئے جاتے ہیں۔ اس دورنگی سے خدا کی پناہ ایک طرف امام ربانی و امام احمد رضا کی تقلید و پابندی اور دوسری طرف پروفیسر کی آزادی و اجتہاد کا موازنہ کریں۔

### منکر اجماع اعلیٰ حضرت کی نظر میں:

”غیر مقلدین سے ہمارا اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ بکثرت

اصول دین میں ہمارا ان کا اختلاف ہے۔ ہمارے اور جملہ اہل سنت کے نزدیک اصول شرع چار ہیں۔ کتاب و سنت و اجماع و قیاس اور لامذہبوں نے اجماع و قیاس کو بالکل اڑا دیا۔۔۔ وہ (بزم خویش) سوا قرآن و حدیث کے کسی کا اتباع نہیں کرتے اور اجماع و قیاس کے سخت منکر ہیں اور ہمارے ائمہ نے اجماع و قیاس کے ماننے کو ضروریات دین سے گنا ہے۔“ (الفضل الموہبی صفحہ ۴۰) ”زمانہ صحابہ میں اور ان کے بعد بھی جب اجماع منعقد ہو گیا تو اب جن بد مذہبوں نے خلاف کیا۔۔۔ ان کا قول صحابہ و تابعین اور علماء مابعد کے اجماع اور صحیح حدیثوں سے مردود ہے۔“ (دوام العیش صفحہ ۳۴) ”اجماع صحابہ کا خارق (توڑنے والا) ضرر یہ و معتزلہ کا موافق ہے۔“ (صفحہ ۵۴) ”صحابہ دائرہ اہل سنت کو چھوڑ کر کسی اور کا دامن تھامنے والوں کا مذہب کالا۔“ (صفحہ ۵۴) ”جس پر صحابہ کا اجماع تابعین کا اجماع اہل سنت کا اجماع ہے۔ اس میں مخالف مگر خارجی یا کچھ معتزلی“ (صفحہ ۱۴) ہر طبقہ و قرن کے اجماع کا مخالف سنی نہیں خارجی معتزلی گمراہ خاسر ہے۔ (صفحہ ۲۸ ملخصاً) ”اجماع صحابہ و دلیل قطعی ہے۔“ (دوام العیش صفحہ ۳۱) ملا علی قاری نے فرمایا علماء اسلام کا اجماع حق ہے اور اس کے خلاف باطل۔ (مرقاۃ ج ۱، صفحہ ۲۰۴)

### اعلیٰ حضرت کی آخری وصیت:

”پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ ﷺ کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں۔ فتنے میں ڈال دیں۔ تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں۔ ان سے بچو، دور بھاگو۔ دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے چکڑا لوی ہوئے۔ الغرض کتنے ہی فرقے ہوئے۔۔۔ یہ سب بھیڑیے تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں۔ ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو۔ فورا اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو۔ پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو۔ اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت بھی یہی عرض کرتا ہوں۔“ (وصایا شریف)

سنیو! ان اوراق میں ایک طرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے مختلف عنوانات کے تحت جتنے جتنے مختلف فتاویٰ اور مذکورہ ”وصایا“ ملاحظہ کرو اور دوسری طرف اعلیٰ حضرت کی عقیدت کے اظہار کے ساتھ پروفیسر صاحب کی صلاحیت کے پرچار کا بھی موازنہ کرو۔

### ”مفسر قرآن“ کی مہذب زبان؟

مفسر قرآن کہلانے والے پروفیسر صاحب خود تو حضرات صحابہ

باطلہ صلح کلیہ کے خلاف محاذ و دیگر فرقہ باطلہ کی طرح اس کے خلاف جہاد وقت کی آواز ہے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے سنی مسلمانو  
تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

بفضلہ تعالیٰ ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ گوجرانوالہ کی بنی برحق ”پکی گچی“ باتوں حوالوں اور قوت استدلال کو جھٹلانا کوئی آسان کام نہیں۔ اگر کسی کو ایسا زعم ہے تو غلط بحث کئے بغیر موضوع کے مطابق ”رضائے مصطفیٰ“ کی دلیل سے بڑھ کر بہتر مضبوط دلیل پیش کرے تب تو بات بنے۔ مگر پروفیسر صاحب نے کتاب ”اہم انٹرویو“ میں حسب عادت اپنی بزرگی و پارسانی جتاتے ہوئے اور خود کو ناقابل تسخیر و محفوظ از تنقید ظاہر کرتے ہوئے بڑی لا پرواہی و پر غرور انداز میں کہا ہے کہ ”رضائے مصطفیٰ“ میں کوئی ایک بات بھی درست نہیں۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت اور سچ بولنے کی توفیق دے۔ (اہم انٹرویو صفحہ ۱۱) مگر اس کے ساتھ انہوں نے کسی ایک بات کے بھی غلط اور جھوٹ ہونے کی نشاندہی نہیں کی۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا یہ بلا دلیل دعویٰ محض غلط اور جھوٹ ہے۔ علاوہ ازیں اگر کوئی ایک بات بھی درست نہیں تو پھر انہوں نے ”رضائے مصطفیٰ“ کی نشاندہی پر اپنی کتاب میں ”اختیارات نبوی کی نفی“ کی غلطی کا اعتراف اور سچ کا وعدہ کیوں کیا ہے؟ کم از کم اپنی اس ایک غلطی کے اعتراف سے ان کا مذکورہ دعویٰ باطل اور جھوٹ ہو گیا اور ”رضائے مصطفیٰ“ کی قوت استدلال کی خوبی کا مظاہرہ ہو گیا۔

□□□

### الرضا کے قلم کار حضرات متوجہ ہوں

- مضامین الرضا کے مزاج و منہاج کے مطابق ہوں۔
- زبان علمی اور سنجیدہ ہو۔
- الرضا کے کالم کے تحت مضامین لکھیں۔
- زبان علمی اور سنجیدہ استعمال کریں۔
- بازاری سطحی اور غیر سنجیدہ لہجہ قابل قبول نہیں ہوگا۔
- مسلک اعلیٰ حضرت کے موقف کے خلاف کوئی بھی تحریر نا قابل اشاعت ہوگی۔
- مضامین ارسال فرما کر تقاضا سے گریز فرمائیں۔
- ایسے عناوین پر بھی مقالے لکھیں جن سے جماعتی اتحاد کی راہ ہموار ہو۔
- اپنی تحریروں میں تصانیف رضا سے ضرور استدلال کریں تاکہ رضویات کو فروغ ملے۔

(ادارہ)

وخلفاء اور ائمہ اربعہ (علیہم الرضوان) سمیت اجماع امت سے اختلاف اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن جوان سے اختلاف کر بیٹھے تو اس کے جواب میں اپنی روایتی دو غلط پالیسی کے تحت پہلے تو اپنی بزرگی جتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میرا وطیرہ اور شیوہ۔۔۔۔۔ سوائے دعا گوئی اور خاموشی کے اور کچھ نہیں“ (اہم انٹرویو صفحہ ۱۱) اور پھر جو منہ میں آئے کہے چلے جاتے ہیں مثلاً ”ایک اہم خط“ کے شروع میں لکھتے ہیں کہ ”کئی لوگوں نے ہمارے مشن کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے لیکن میں نے ان کے ساتھ ”قالو اسلاما کا طریقہ اپنایا ہے“ (ملخصاً) حالانکہ اسی ”قالو اسلاما“ کے ضمن میں انہوں نے اپنے مخاطبین کو ”جاہلون“ قرار دے دیا ہے۔ اس لئے کہ ”جاہلون“ کے جواب میں ہی قالو اسلاما کہا جاتا ہے گویا پروفیسری مسلک سے اختلاف کرنے والے اور شرعی فتویٰ ارشاد فرمانے والے تمام علماء و بزرگان دین (جن میں خود ان کے استاذ اور استاذ الاساتذہ اور بڑی بڑی نامی گرامی شخصیات کا بھی نام آتا ہے) وہ سب کے سب پروفیسر صاحب کے نزدیک ”جاہلون“ میں داخل ہیں۔

### ”پروفیسری مسلک“ کی اخلاقی تربیت؟

دلیل کی بجائے قتل: ۱۹ صفر ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء پروفیسر طاہر القادری کے ایک ”ادنیٰ خادم“ محمد اسلم کا مکتوب دفتر ”رضائے مصطفیٰ“ میں موصول ہوا جس میں انتباہ کیا گیا کہ ”مولوی حفیظ نیازی اور مولوی ابو داؤد محمد صادق صاحب! مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ علامہ طاہر القادری صاحب پر تنقید نہیں کریں گے ورنہ آپ دونوں کو قتل کر دیا جائے گا۔“

### ماہنامہ ”رضائے مصطفیٰ“ کا محاذ:

اس بات کی وضاحت ضروری ہے معاذ اللہ ”رضائے مصطفیٰ“ کا محاذ پروفیسر صاحب کے ساتھ کسی ذاتی عناد کے باعث نہیں بلکہ یہ محاذ ان کے ”فرقہ ظاہر یہ صلح کلیہ“ کے پراسرار و خطرناک نظریات کے خلاف ہے جس نے حق و باطل، مومن و منافق، عاشق و گستاخ، ناجی و ناری، خفی و ہابی شیعہ سنی اور دیوبندی بریلوی کا اصولی و بنیادی فرق و امتیاز ختم کر کے نہایت تقیہ بازی و دوغلو پن سے سب کو یکساں قرار دے دیا ہے جیسا کہ اس فرقہ کی کتاب ”فرقہ پرستی کا خاتمہ“ میں لکھا ہے کہ۔۔۔۔۔

”بریلویت، دیوبندیت، اہل حدیثیت، شیعیت ایسے تمام عنوانات سے وحشت ہوئے لگتی ہے۔“

علاوہ ازیں اس قسم کی بکثرت عبارات میں چونکہ ایک سنی بریلوی نہ صلح کلی و ہرجائی پروفیسر عشق و ادب کے علمبردار سنی بریلوی مسلک حق کا تشخص مجروح کر کے فرقہ باطلہ کو اپنی صلح کلیت کا تحفظ دے کر انہیں قابل قبول و بے ضرر بنانے کے لیے پیہم مصروف کار ہے۔ اس لئے اس فرقہ



ماخوذ

## ڈاکٹر طاہر القادری سے پوچھے گئے کچھ سوالات جواب تک تشنہ جواب ہیں

برادران اسلام!

سے لاہور آمدورفت کا ہوائی ٹکٹ بھی پروفیسر کے ذمے ہوگا۔ (معاذ اللہ) سیاست میں شدید ناکامی اور رسوائی کے بعد پروفیسر طاہر نے سیاست کے انتخابی طریق سے علاحدگی اختیار کرنے کا اعلان کیا۔ پروفیسر کے متعصبانہ رویے میں میاں نواز شریف (خود کو قادری سلسلے میں وابستہ کرنے کے باوجود) رائے ونڈ کی دیوبندی تبلیغی جامعہ کے ہم نوا ہو گئے اور ادھر پروفیسر طاہر کے وہ تمام ساتھی جو ادارہ منہاج القرآن کے بنیادی ارکان تھے، ایک ایک کر کے پروفیسر سے الگ ہو گئے۔ پروفیسر سے اختلاف کرنے والے علمائے حق اہل سنت و جماعت کو حاسد، معاند اور متعصب کہا جانے لگا۔ کچھ علمائے اہلسنت نے پروفیسر سے اختلاف کے حقائق شائع کر دیے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اختلافات کا سبب ہرگز حسد و عداوت نہیں بلکہ احقاق حق ہے۔ اپنے سیاسی ڈراموں اور قلابازیوں کی وجہ سے پاکستان کی عدلیہ سے پروفیسر نے جو رسوائی اور ذلت کمائی وہ پاکستان کی عدالت کے ریکارڈ کا حصہ ہو چکی ہے اور مذہبی اختلافات کی وجہ سے پروفیسر طاہر نہ تو اہل سنت کے نقیب رہے اور نہ ہی دوسرے فرقوں نے انہیں قبول کیا۔

پروفیسر کے بارے میں مذہب و مسلک کے حوالے سے کچھ لوگ ابھی تک حقائق سے پوری طرح آگاہ نہیں اور شاید پروفیسر کو صحیح العقیدہ سنی خفی قادری گمان کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ علمائے اہل سنت سے گاہے گاہے استفادہ کرتے ہیں۔ بعض مقامات پر پروفیسر کے کچھ تشدد حامیوں نے اس سلسلے میں کچھ فتنے بھی کھڑے کیے۔ کچھ خالص سنی احباب نے پروفیسر طاہر کے بارے میں قطعی اور صحیح حقائق کے اظہار کے لئے انفرادی طور پر یا کسی سطح پر بساط بھر خدمات انجام دیں لیکن ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ بڑی سطح پر ہر طرح اتمام حجت کے بعد حقائق کو واضح کیا جائے چنانچہ جماعت اہل سنت اوکاڑا کے ارکان کی طرف سے شائع کروائی، اس میں مجاہدوں کے عقائد باطلہ کا ردِ مبلغ فرمایا گیا ہے۔ جناب کی خدمت میں سوال یہ ہے کہ ان مجاہدوں اور ان کے ہم خیال جانشینوں کے پیچھے ایک صحیح العقیدہ سنی خفی قادری کہلانے والا شخص نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

**سوال نمبر ۱:** جس اتحاد المسلمین کے آپ داعی ہیں اس کی آپ کیا تعبیر کرتے ہیں؟ کیا اتحاد بین الکفرین واللملحدین والزندیقین

ادارہ منہاج القرآن کے بانی پروفیسر طاہر القادری نے (جو پاکستان عوامی تحریک کے بھی سربراہ تھے) اپنی ابتدا میں ایک خفی سنی (بریلوی) کی حیثیت سے خود کو متعارف کروایا اور انجمن طلبہ اسلام جنگ اور لاہور میں یوم رضا کے اجتماعات سے ان کی پہچان شروع ہوئی۔ ان کے انداز خطابت کو اہل سنت و جماعت نے اس لئے پسند کیا کہ وہ علمائے حق اہل سنت کی طرز پر تھا۔ لاہور کے الحاج میاں محمد شریف اور ان کے فرزندان جناب محمد نواز شریف اور جناب محمد شہباز شریف سے وابستگی اور ان کے تعاون سے پروفیسر طاہر نے بھی خود کو ”نابغہ عصر“ (زمانے کا ذہین ترین شخص) کہلانے کے لئے اسی عنوان سے اپنا تعارف نامہ خود شائع کروا کے تقسیم کیا۔ قدرے شہرت پانے کی بعد رسائل و جرائد میں ان کے انٹرویوز شائع کروائے گئے جن میں پروفیسر نے کچھ ایسی دہائی تباہی شروع کی کہ اہل علم نے انکی باتوں کو خطرہ کی گھنٹی محسوس کیا، انہیں اندازہ ہوا کہ یہ پروفیسر اپنی تحریر و تقریر اور ظاہر و باطن میں متضاد شخص ثابت ہو رہا ہے اور کسی نئے فرقے کا موجد و موسس بن رہا ہے۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے دور حکومت میں قصاص و دیت کے قانون کی تدوین کے دنوں میں عورت کی نصف دیت کے خلاف پروفیسر طاہر نے عورت کی دیت مرد کے مساوی قرار دینے کا خود ساختہ موقف اختیار کیا اور یوں مغرب زدہ ماڈرن خواتین میں مقبولیت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت اکابر علمائے حق نے پروفیسر طاہر کی گرفت کی اور پروفیسر کے گمراہ ہونے کی حقیقت بے نقاب کی۔ پروفیسر طاہر ایک شدید متنازع شخص ہو گئے تھے۔ میاں محمد نواز شریف سے پروفیسر کے تعلقات جب کسی وجہ سے سخت کشیدہ ہوئے تو پروفیسر طاہر اپنے محسن و مربی کے خلاف انتہا پسند ہو کر خود اپنی ہی باتوں اور اپنے ہی دعوؤں کو جھٹلا کر کارزار سیاست میں کود پڑے۔ بلند بانگ دعوے کئے گئے، خود پسندی و خود ستائی اور خود نمائی کے لیے کیا کیا نہیں ہوا۔ ایسے خواب بھی گڑھے گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے پروفیسر طاہر کے سوا پاکستان کے تمام علماء سے بے زاری ظاہر کی ہے اور پاکستان میں رسول پاک نے ایک ہفتے کا قیام اس شرط پر منظور کیا کہ پروفیسر طاہر ہی رسول کریم ﷺ کی میزبانی کرے گا اور رسول اللہ ﷺ کی مدینہ

والمرتدین والمسلمین کا نام اتحاد المسلمین ہو سکتا ہے؟

احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ یہود و نصاریٰ کے اکہتر بہتر (۱)۔  
(۷۲) فرقے ہوں گے جو سب ناری ہیں اور حضور کی امت میں بہتر  
(۷۳) فرقے ہوں گے جو سب جہنمی اور ناری ہوں گے سوائے ایک کے  
جو انا علیہ و اسحابی کا مصداق ہوگا۔ اور آپ ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر  
ممکن ہے“ نامی کتاب کے صفحہ ۱۲۱ میں لکھتے ہیں کہ:

فرقہ پرستی کسی خاص مسلک مکتب فکر یا کسی مخصوص عنوان کو نہیں  
کہتے بلکہ اس سوچ اور رویہ نگاہ کو کہتے ہیں جو ہر دوسرے کو غیر مسلم، لادین  
اور کافر و شرک بنانے سے عبارت ہو اور جس کے نتیجے میں صرف خود کو حق  
پر قائم تصور کیا جائے اور باقی تمام مسلمانوں کو گمراہ (اٹھی) کاش! کہ آپ  
یہ تلبسانہ تاویل کرنے سے پہلے غنیۃ شریف (غنیۃ لطائفین) کا مطالعہ  
کر لیتے کہ گمراہ فرقوں کا کیا حکم بیان کیا گیا ہے۔

نوٹ: (۱) آپ کی بعض تقریروں اور تحریروں اور انٹرویوز سے یہ  
بات واضح ہے کہ آپ اپنے آپ کو ایک مسلکی نہیں مانتے تو مہربانی فرما کر  
وضاحت فرمائیں کہ آپ کا مسلک مشہور مکاتب فکر اور مسلک کے علاوہ  
کن کن معروف مکاتب فکر اور مسلک کا مجموعہ ہے؟ (۲) آپ نے اپنی  
کتاب ”فرقہ پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہے؟“ کے صفحہ نمبر ۸۶ کی عبارت  
کو تبدیل کر دیا ہے یا کہ نہیں؟ جس کے تبدیل کرنے کا آپ نے مولانا  
نقدس علی خان مرحوم سے وعدہ کیا تھا۔ اگر تبدیل کیا ہے تو اس کی جگہ کون سی  
نئی عبارت مندرج کی گئی ہے؟ (آپ کبھی بعض احباب سے رو برو یہ کہتے  
تھے کہ آپ کی کتب در اصل آپ کے مواعظ کا مجموعہ ہیں  
جنہیں دوسروں نے مرتب کیا ہے اور آپ ان کتب کے مندرجات  
سے متفق و مطمئن نہیں ہیں۔ کیا آپ ان کتب کی تصحیح کی یا ان کتب میں وہی  
متن طبع اول کے بعد بھی اسی طرح شائع ہو رہا ہے؟ آپ نے پرانے متن  
کے بارے میں کہیں تحریری طور پر بھی بھی اعتراف کیا کہ آپ تحریروں  
سے متفق و مطمئن نہیں؟ آپ کے جو انٹرویوز آپ کے بقول درست شائع  
نہیں ہوئے، کیا آپ نے اپنے جریہ منہاج القرآن ہی میں ان انٹرویوز  
کے بارے میں تصحیح کی کوشش کی؟ علاوہ ازیں آپ کے ادارے کے جریہ  
میں اب تک جس قدر تحریریں ادارے کے نصب العین اور مقاصد اور  
اصول اور طریق کار وغیرہ کے بارے میں شائع ہوئی ہیں بالخصوص ”ادارہ  
منہاج القرآن کے دس سال“ کے خاص شمارے میں خصوصی مضامین کے  
مندرجات سے بھی آپ متفق و مطمئن ہیں یا یہ کہ خود آپ کی سرپرستی اور نگرانی میں  
معترضہ اور ناپسندیدہ مواد بھی آپ ہی کی ایما پر شائع ہوا ہے؟ (۳) آپ  
جب صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور اولیائے ملت بالخصوص سیدنا غوث اعظم  
رضی اللہ عنہ کے ارشادات کو کبھی مکمل طور پر نہیں مانتے، تو آپ عوام کو دھوکا  
دینے کے لیے سنی حنفی قادری کیوں کہلاتے ہیں؟ آپ کے نزدیک اپنے

آپ کو حق پر سمجھنا اور دوسرے تمام فرقوں کو گمراہ سمجھنا فرقہ واریت ہے  
یا نہیں؟ جس کے خلاف آپ جہاد کر رہے ہیں اور حضور سیدنا غوث اعظم  
رضی اللہ عنہ تو احادیث صحیحہ کی روشنی میں اہل سنت کے سوا تمام فرقوں کو گمراہ  
مانتے ہیں اور غنیۃ شریف میں (انہوں نے) تقریباً تمام گمراہ فرقوں کا اسماء  
اور تفصیلی رد فرمایا ہے، جو غالباً آپ سے بھی مخفی نہیں ہوگا، کیوں کہ زبانی  
کلامی تو آپ بھی قادریت کے مدعی ہیں۔ اگرچہ اجتہاد کی تشریح بالخصوص  
دیت کے مسئلے میں آپ کا انداز فکر اور طرز بیان اس امر پر شاہد ہے کہ آپ  
کے نزدیک نہ تو ائمہ اربعہ کی تقلید ضروری ہے اور نہ ہی آپ غوث پاک کی  
اتباع کرتے ہیں کیوں کہ سیدنا غوث پاک فروع میں بالکل حنفی ہیں، جیسا  
کہ غنیۃ شریف اور طبقات حنابلہ سے بالکل یہ ظاہر ہے۔ مسئلہ اجتہاد میں  
آپ میں اور مودودی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا، بلکہ اس بارے میں  
مودودی کا قلم آپ سے محتاط ہے۔

**سوال نمبر ۲:** دیت المرأة کے مسئلے میں آپ نے ائمہ اربعہ اہل  
سنت بلکہ اپنے ممدوح امام انقلاب حنفی کے مذہب نامہ مذہب سے بھی شدید  
اختلاف کیا ہے۔ اور دیت المرأة کو مسئلے میں آپ نے صحابہ کرام کے اجماع  
سکوٹی اور ائمہ اہل سنت کے اجماع اتفاق کا انکار کر کے اپنی گمراہی کا جو  
ثبوت دیا، اس کی بنا پر غزالی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ  
علیہ کو بھی آپ کے دلائل فاسدہ و کاسدہ اور نام نہاد علمی جہالات کا مدلل رد مبلغ فرما  
کر آپ کے لیے گمراہ کا لقب تجویز فرما نا پڑا۔ کیا آپ نے اس صریح گمراہی  
سے توبہ ابھی تک کر لی ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

**سوال نمبر ۳:** مسئلہ دیت میں آپ نے اپنے ہم نوا مردوں اور  
عورتوں کے سامنے جو آخری تقریر فرمائی جو آپ کی اس موضوع پر کیسٹ  
میں ترتیب سے موجود ہے۔ اس خبیث تقریر میں آپ نے آخر خطاب میں  
نبی کریم ﷺ کی سنت ثابت سے نہ صرف انکار کیا بلکہ نہایت ہی فحش وغیرہ  
سنجیدہ الفاظ میں سنت کا مذاق اڑایا۔ ہمارے قلم کو یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم  
آپ کے بیان کردہ ان ناپاک الفاظ کو نوک قلم پر لائیں آپ سمجھ ہی گئے  
ہوں گے۔ (علامہ کو کب نورانی اوکاڑوی کے مطابق لاہور سے اسلام آباد کی  
طرف ایک فضائی سفر میں انہی دنوں ان سے اسی حوالے سے گفتگو کرتے  
ہوئے آپ نے حدیث کا تمسخر کرتے ہوئے انہی مکروہ الفاظ کو دہرایا کہ،  
مرد کے ذکر کے قطع و نقصان پر بھی پوری دیت ہو اور پوری عورت کی آدھی  
دیت ہو، پوری عورت کی اتنی بھی حیثیت نہ ہو یہ کہاں کا انصاف ہے۔)

جناب پروفیسر صاحب! کیا آپ کے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ  
سنت مصطفیٰ ﷺ کا استخفاف اور استحقار کفر ہے؟

مختصر طور پر چند ضروری باتیں تحریر کی گئی ہیں، امید وثق ہے کہ آ  
سالمین کو یہ کہہ کر نہیں ٹال سکیں گے کہ یہ سب کچھ میرے خلاف حسد اور ذاتی



خبیث کے کارہائے بد تاریخی طور پر معروف ہیں، تاہم امام غزالی نے عدم ثبوت کی بنا پر اس کی تکفیر نہیں کی اور امام احمد بن حنبل تکفیر فرماتے تھے۔ چوں کہ کسی شخص کے کفر اور لعن شخصی کے لئے دلیل قطعی کی ضرورت ہوتی ہے، جس کے نہ ملنے کی وجہ سے حضرت امام اعظم کی طرف یزید کے بارے میں کف لسان کا قول منسوب ہے۔ آپ کے پاس کون سی قطعی الثبوت قطعی الدلالتہ دلیل ہے۔ جس کی بنا پر آپ علانیہ یزید پلید کو تو کافر کہتے ہیں اور شان رسالت میں صریح متعین گستاخیاں کرنے والوں کے بارے میں آپ کی زبان اور قلم حرکت میں نہیں آتی ہے۔ اپنا نظریہ مہربانی فرما کر بالکل کھول کر بیان فرمائیں۔ یہ روافض والا تقیہ کب تک چلے گا؟ واللہ سخرج ما کنتہم تکتمون۔

**سوال: ۵:** آپ نے فرمایا کہ اگر کتب وہابیہ پر پابندی لگائی ہے تو ”جاء الحق“ پر بھی لگائی جائے۔ اگر آپ نے ایسا فرمایا ہے تو اس کی یا تو یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ آپ نے جاء الحق کا مطالعہ نہیں کیا یا یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ آپ بددیوباری اور بد مذہبی کے اس درجے پر پہنچ چکے ہیں کہ وہابیہ دیوبندیہ کی وہ کتب جن کی صریح عبارات تکفیریہ پر علمائے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے، آپ کتاب جاء الحق کو اسی درجے میں رکھتے ہیں۔ وضاحت فرمائیں کہ جاء الحق کو آپ نے بد مذہبوں کی گستاخانہ کتابوں کے درجے میں کیوں شمار کیا ہے؟ حالانکہ علمائے اہل سنت کے نزدیک اس کتاب میں علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نے نہایت عالمانہ انداز میں مسلک اہل سنت کی حمایت میں شرعی دلائل پیش فرمائے ہیں اور وہابیہ خبیثہ کے لایعنی اعتراضات کا نہایت تسلی بخش جواب دیا ہے۔

**سوال: ۶:** (۱) ادارہ منہاج القرآن سے جن قابل اور مخلص علماء اور کارکنوں کو علاحدہ کیا گیا ہے ان کی علاحدگی کا کیا باعث ہے؟ (اور تمام بنیادی ارکان جواز خود آپ کے ادارے سے الگ ہوئے انکا آپ سے کیا اختلاف ہوا؟)

(۲) آپ کے ذاتی ذرائع آمدنی کیا ہیں؟ اور ماہانہ خرچ کیا ہے؟ بیرونی ملکوں کا دورہ آپ اپنے خرچ پر کرتے ہیں یا ادارے کے؟ (بیرون ملک سے آپ جو عطیات حاصل کرتے ہیں وہ صرف آپ کے تصرف میں ہوتے ہیں یا آپ کے ادارے کے ارکان کو بھی ان عطیات کی تفصیل وغیرہ کی خبر ہوتی ہے؟) بیرونی ملکوں میں آپ کے میزبان اور رفقاء اکثر سنی ہیں یا وہابیہ خبیثہ؟

(۳) آج تک آپ نے اپنے ادارے سے صحیح العقیدہ سنی علماء کتنے فارغ کئے ہیں؟ صرف چند معروف علماء کے نام لکھیں؟

(۴) آپ کی اولاد ذکر ارانات میں سے کوئی آپ کے اصولوں کے مطابق جامع عالم دین فارغ ہوا ہے؟

عداوت کی بنا پر لکھا گیا ہے، حالانکہ ان سوالات لکھنے والوں نے حتی الامکان آپ کی مخالفت کرنے والوں سے کافی حد تک دفاع کیا ہے، مگر جب دیکھا گیا کہ پانی سر سے چڑھ گیا ہے اور بظاہر آپ کی اصلاح کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے تو پھر بھی اتمام حجت کے لئے آپ کی طرف رجوع کیا ہے۔ بغیر مکروہ تلخیص کے اپنے خیالات اور نظریات کو پیش نظر رکھ کر آپ ان سوالات کا صحیح جواب دیں تو ان شاء اللہ ہم اس کے قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں کریں گے۔ اور اگر آپ نے اپنی روایتی مصلحتوں کے پیش نظر ان سوالات کا جواب دینا ناقابل التفات سمجھا تو پھر ہم احقاق حق اور ابطال باطل کے پیش نظر کسی دوسرے متبادل حل کی کوشش کریں گے تاکہ سیدھے سادے سنی مسلمان آپ کے غلط عقائد اور نظریات باطلہ سے بچ سکیں۔

**سوال: ۳:** آپ نے کہا کہ اعلیٰ حضرت (فاضل بریلوی) نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی جب کہ حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی نے کی۔ آپ کے اس ارشاد کا ہم نے یہ مطلب سمجھا ہے کہ آپ نے اکابر دیوبندی کی تکفیر نہ کرنے کے لئے دہلوی کی عدم تکفیر کو ذہال بنایا ہے۔ تو محترم! آپ الکوہ اشہابیہ کا دوبارہ مطالعہ فرمائیں تو آپ کو اس مسئلہ حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ جمہور فقہاء کے قول پر قتل دہلوی کافر ہے اور اس کا حکم یزید کا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے لزوم التزام کے فرق کو پیش نظر رکھ کر اور شب تو یہی کہ وجہ سے جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں مذکور ہے، کف لسان (زبان کو روکنا) فرمایا ہے۔ اور ناتوتوی، تھانوی، آیتھووی، اور گنگوہی کی عبارات ایسی کفر صریح ہیں کہ ان میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔ ان گستاخان رسول نے اور ان کے ہم نواؤں نے جس قدر تاویلیں کی تھیں وہ بالکل لچر پوچ ہیں۔ اور خروج من الحضرہ و وقوع فی البشعر کی مصداق ہیں۔ یہ امر ہر اس شخص پر مخفی نہیں جو عدل اور ایمان کی عینک لگا کر ان تاویلات باطلہ مردودہ کا مطالعہ کرے۔ اگر ابھی تک آپ کی نظر میں نہیں گزریں تو الموت الاحمر مولفہ مولانا مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری رضوی قدس سرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

نوٹ: (حضرت مفتی اعظم کی شخصیت، علم و فضل، زہد و تقویٰ، عشق نبوی اور محبت سیدنا غوث پاک کی وہ زندہ مثال ہے کہ انہوں نے نقیب زادہ سیدنا پیر طاہر علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بریلی شریف ورود مسعود پر حضرت کے اعزاز و اکرام میں وہ بے نظیر جلوس نکالا جو اپنی مثال آپ ہی تھا۔ اور حضرت سیدنا کا ذکر آنے پر بریلی شریف کے اس بے نظیر استقبال کا تذکرہ زبانوں اور کتابوں میں شہرہ پذیر ہو جاتا ہے۔ اور حیدر آباد ایک چشم دید شاہد نے اس کو چھاپ بھی دیا ہے۔)

یزید پلید کو آپ کا فرمانتے ہیں کیا وہ آپ کا معاصر تھا؟ وہ کون سی تحقیق ہے جو امام اعظم تک نہیں پہنچی اور آپ تک پہنچ گئی ہے؟ یزید پلید

(۷) مہربانی فرما کر جملہ سوالات کے جوابات تحقیقی عنایت فرمائیں، الزامی جوابات کو دفع الوقتی سمجھا جائے گا۔  
(۸) اگر آپ نے سوالات مذکورہ کا جواب دو ہفتے تک نہ دیا تو جماعت اہل سنت آپ کو جوابات سے عاجز و قاصر سمجھے گی۔  
(۹) اگر آپ اپنی کسی سیاسی مصلحت کے تحت جواب دینا پسند نہ فرمائیں تو اس صورت میں اتنی مہربانی میں فرمائیں کہ انتہائی لکھ دیں کہ میں بایں وجوہ جواب نہیں دے سکتا۔۔۔۔۔!  
(۱۰) اگر آپ کے جوابات سے ہم مطمئن ہوں تو انشاء اللہ جائز امور میں آپ کی حمایت کریں گے ورنہ جماعت کے مشترکہ اجلاس اور فیصلہ کے بعد آپ کی تحریکات سے متعلق مناسب اقدام کریں گے تاکہ عوام اہل سنت آپ کی تحریکات سے بالکل کنارہ کش ہو جائیں۔ وصلی اللہ علیہ جیبہ محمد وآلہٖ الطہیین۔۔۔۔۔

(۵) ماشاء اللہ آپ مصروف مبلغ دین اور چین و چٹان القابات سے ملقب ہیں، خدا و رسول سے ڈرتے ہوئے دیانت داری اور ایمان داری سے اس امر پر مطلع فرمائیں کہ آپ کے گھر پر جو حملے کا واقعہ بیان کیا گیا وہ صحیح ہے یا بقول آپ کے مخالفوں کے محض ڈراما تھا؟ اسی لئے ہائی کورٹ نے آپ کے خلاف فیصلے میں آپ کے خلاف اس قدر سخت ریمارکس دیئے جس سے نہ صرف آپ کی بلکہ دین کے نام پر سب کام کرنے والوں کی انتہائی ذلت ہوئی اور آئندہ نسلوں کے لئے وہ نہایت مضر ریکارڈ باقی رہے گا۔  
(۶) کیا یہ صحیح ہے کہ آپ کے پاس اسلحہ کی اصلی اور صحیح الاسنس کم ہیں لیکن آپ انہی لائسنسوں سے بطریق خاص کام لے کر (جعلی لائسنسوں کے ذریعے) پشاور وغیرہ سے ناجائز اسلحہ لاکر اپنے پاس رکھتے ہیں؟ (واضح رہے کہ آپ کے خوابوں، سیاسی دعووں اور سیاسی خبروں، تقریروں، سیاسی وغیرہ سیاسی رجحانوں اور دوستیوں وغیرہ کے بارے میں فی الحال ہم کوئی استفسار نہیں کر رہے ہیں اور حصہ سوم کے یہ چند ذاتی سوال بھی بوجہ کر رہے ہیں)

## رضاء الحسن قادری (منہاجی) کی نظر میں طاہر القادری کی حقیقت

■ (میشم عباس قادری رضوی)

”شیخ الاعلام ڈاکٹر طاہر القادری کا بیداری شعور کے سلسلے میں کیے ہوئے ایک خطاب کا چھوٹا سا حصہ ہم تک پہنچا۔ اس میں ضما انہوں نے جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بیان کرنے والوں کو ”قتلہ گرلا“، ”بزدلی لولہ“، ”خارجی الذہن“، جب اہل بیت کے مخالف“ وغیرہ قرار دیا۔ اور یہ سب انہوں نے کہا تو کسی اور کو نہیں، بنی بریلوی بھائیوں کو کہا۔ اتنی تو اضع کرنے کے بعد وہ گویا ہوئے کہ ایسے لوگوں کو اہل سنت کی صفوں سے جوتے مار کر نکال دو!!

طاہر القادری صاحب کا دل عیسائیوں جن کے کفر پر لصوص قطعیہ شاہد ہیں، کی محبت سے اتنا پرہو چکا ہے کہ اُس میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی محبت کے لیے ذرا بھی جگہ باقی نہیں رہی ہے، البتہ وہ ہر سال کرسمس ڈے کو خوب انجوائے کرتے ہیں، حتیٰ اپنے چہیتے عیسائی بھائیوں کے لیے مسجد کے دروازے تک کھول دیتے ہیں۔ طاغوت کے پیروکاروں سے اس حد تک انسیت اور محمد عربی ﷺ کے اصحاب سے اتنا تنفر اٹھ ہے!!

خیر۔۔۔ اُن کے اس بیان کی باقی سب باتیں تو ہماری سمجھ میں آتیں، مگر یہ بات اب تک ہمارے لیے ناقابل فہم رہی ہے کہ جو انہوں نے کافی زور دیتے ہوئے کہی کہ میرے پاس عقائد کی پچاسوں کتابیں ہیں، عقیدہ کی کسی کتاب میں اُن (امیر معاویہ) کے مناقب پر کوئی باب قائم نہیں ہے۔

یہ بات ہمیں ہضم نہیں ہوئی کہ اُن جناب کے پاس عقائد کی پچاسوں کتابیں ہیں، مشکل یہ ہے کہ قادری صاحب! آپ کو مناقب کے ابواب حدیث کی کتابوں میں تلاش کرنے چاہیے تھے نہ عقائد کی۔ اور اگر جناب کتب عقائد میں دیکھنے پر ہی بعید ہیں، تو انہیں پچاسوں کتابوں میں سے جن کتب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مناقب کے ابواب ملیں گے انہیں میں تھوڑا آگے بھی دیکھ لیں، آپ کو مناقب امیر معاویہ کے باب بھی نظر آ جائیں گے۔ اور اگر چند ایک کتب میں اس کے برعکس ہو بھی تو یہ قاعدہ یاد فرمائیں! عدہ الذی کو لا یستلزم عدہ الشیء۔

منہاج القرآن لاہور کے مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی نے جب ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب پر کتاب تصنیف کرنی شروع کی، تو طاہر القادری صاحب نے انہیں اس صراح کام سے ٹوک دیا۔ یہ روایت مجھ تک میرے والد گرامی حضرت علامہ مفتی غلام حسن قادری مدظلہ سے پہنچی ہے جو ہزاروی صاحب موصوف کے شاگرد ہیں۔

ایک بات اور۔۔۔ کہ طاہر القادری صاحب کی شروع دن سے شہرت مذہبی رنگیلے کی سی رہی ہے۔ ان کی باتوں کو اکثر لوگ سنجیدگی سے نہیں لیتے، مگر فکر اُس وقت دامن گیر ہوتی ہے جب اُن کے جیالے متوالے انہیں دنیا کا سب سے بڑا عالم مانتے پرتل جاتے ہیں۔ سوچنے والی بات ہے کہ کچھ عرصہ سے ایسی کرخت باتیں اُن کا محبوب مشغلہ یا کہہ لیں کہ اپنی تشہیر کا سستا کاروبار بن چکا ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ یہ اُن کے اندر کا بخار ہے یا وہ کسی کے اشارے پر یہ سب کچھ کرنے اور کہنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ خیر، حقیقت جو بھی ہے اللہ عز و شائے اُس سے خوب باخبر ہے۔ ویسے اب اُن کی حالت قرآن مجید میں مذکور اُس شخص کے مشابہ ہو چکی ہے جس کے متعلق اللہ جل شانہ فرماتا ہے: **واتل علیہم نبأ الذی اتیناہم آیاتنا فانسلخ منها فأتبعہ الشیطن فکان من الغاوین، ولو شئنا لوفعنا بہا، ولکنہ اخلل الی الارض** **واتبع ہواہ فمشلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث (الاعراف: ۶-۱۷) (ترجمہ ’عرفان القرآن‘ سے ملاحظہ ہو!)**

ماخوذ: دفتار سیدنا امیر معاویہ صفحہ ۸ تا ۱۰



■ اقبال اعظمی کریم الدین پور گھوسی

## ڈاکٹر طاہر القادری: کفر و ضلالت کے دلدل میں

(مکتوبات مسودی (از پروفیسر مسعود احمد) ص ۳۷۳، ماخوذ از راول محل ص ۱۲۰، از مفتی اختر حسین قادری) آج کل جن لوگوں کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ یا مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلویت سے حسد، جلن بغض یا عداوت ہے، ڈاکٹر طاہر القادری کو انہوں نے اپنا آئیڈیل بنا رکھا ہے اور اس کی پذیرائی کر رہے ہیں۔

### ڈاکٹر طاہر القادری کے اقوال و اعمال:

(۱) ”محمد اللہ مسلمان کے تمام مسالک اور مکاتب فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے۔ البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں جن کی نوعیت تبدیلی اور تشریح کی ہے“

(فرق پرستی کا خاتمہ کیوں کر ممکن ہو، مفتی طاہر القادری،

ص ۶۵، طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۱۲۴، مفتی شمس الدین احمد مصباحی گھوسی)

(۲) پروفیسر طاہر القادری کا دوسرا بڑا ۱۱ اجتہاد انہیں قرآن حکیم کے مقابلے میں کھڑا کر دیتا ہے اور وہ اعلان کیا ہے اپنے اس مخالف قرآن اجتہاد کا اظہار کرتے ہیں کہ ”ایک عورت کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے“

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۱۱۷، ایک نو فکر یہ:

از علامہ محمد احمد مصباحی، مفتی محمد نظام الدین رضوی، علامہ نعیم اختر مصباحی)

(۳) عورت کی دیت مرد سے نصف ہے اور اجماع صحابہ اور اجماع احمد اربعہ ہے اور اجماع پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ لیکن طاہر القادری نے اس اجماع امت سے انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے، جس پر اس کے استاذ حضرت علامہ قادی محبوب رضا خاں صاحب نے اس کی زبردست گرفت کی اس کو ضال، مضل، خارجی، معتزلی کہا۔

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۱۶، از الحاج سید سراج اعظم قادری)

(۴) ڈاکٹر طاہر القادری نے بار بار اپنی تقریروں میں کہا ہے کہ پوری دنیا میں جب تقسیم کی جاتی ہے تو بیلویوز (Believers) اور نان بیلویوز (Non Believers) کی تقسیم آتی ہے۔ نان بیلویوز کو کفار کہتے ہیں۔ علمی اصطلاح میں اور بیلویوز ان کو کہتے ہیں جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر آسمانی کتابوں پر، پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں، مذہب ان کا کوئی بھی ہو۔ تو جب بیلویوز اور نان بیلویوز کی تقسیم ہوتی ہے یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تین مذاہب بیلویوز (اہل ایمان) میں شمار ہوتے ہیں یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے۔

ڈاکٹر طاہر القادری حضرت علامہ احمد سعید کاظمی امروہوی علیہ الرحمہ (تلمیذ شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی علیہ الرحمہ) کے شاگرد ہیں۔ اپنے ابتدائی دور میں انہوں نے اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کی لیکن جب شہرت ہو گئی تو اہل سنت کے خلاف لکھنے اور بولنے لگے۔ دیت کے مسئلہ میں جمہور سے اختلاف کیا۔ مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں: ”پاکستان کے جلیل القدر عالم اور پروفیسر طاہر القادری کے استاذ حضرت علامہ احمد سعید کاظمی نے پروفیسر طاہر القادری کو بہت سمجھایا۔ مگر یہ اپنے اجتہاد پر بضد رہے۔ ایک گفتگو کے دوران ایک عالم نے جب ان سے کہا:

”اس مسئلہ میں امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں“ تو انہوں نے حد درجہ جسارت آمیز اور جیران کن جواب دیا کہ آپ میرے دلائل کے جواب میں ان کا نام کیوں پیش کرتے ہیں وہ تو اس مسئلہ میں ہمارے فریق ہیں۔“

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ مرحوم مفتی ولی محمد صاحب،

ص ۳۲-۳۳، از حضرت مولانا شمس الدین رضوی دہراویں)

اس مسئلہ میں حق سے روگردانی کرنے کے سبب پاکستان بالخصوص خود ان کے استاذ نے ان کے خلاف فتویٰ صادر فرمایا۔

میں ڈاکٹر طاہر القادری کو چند سالوں سے جانتا ہوں ایک روز ایک موبائل میں قید ان کی تقریر سنی۔ موبائل آن کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ ہزاروں کے مجمع میں انہوں نے نہایت شجوت کے ساتھ فضا میں ہاتھ لہراتے ہوئے کہا کہ ”یہ بریلویوں کا مجمع نہیں ہے۔ کتنے لوگوں کو انہوں نے مسلمان بنایا“ فوراً میں نے موبائل آف کر دیا۔

ایک ایسا شخص جو یہودی و نصاریٰ کو اہل ایمان کہے، دنیا کے تمام مذاہب کے ماننے والوں کا احترام کرے، انہیں اپنے عقائد کے مطابق گاڈ کو یاد کرنے کی تلقین کرے، اپنے کو Philanthropist انسانیت دوست، ظاہر کرے اور پیش فاریہ منشی (امن برائے انسانیت) کانفرنس میں لکچر دے اسے جماعت اہلسنت سے کیا علاقہ ہو سکتا ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت سے عداوت کے بارے میں ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

”فقیر سے ایک عالم نے فرمایا کہ امام احمد رضا کے فکر و خیال کو حرف آخر سمجھنا تشویشناک ہے۔ ایک طبقہ اس خیال کو عام کر رہا ہے۔ یہ ایک نئی تدبیر ہے، غالباً اس کے بانی ڈاکٹر طاہر القادری ہیں۔“

(C.D) مسٹر طاہر القادری (طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟  
ص ۱۳۱، از مولانا شمس الدین احمد مصباحی)

(۵) ایک مرتبہ غمینی کی تعریف کرتے ہوئے طاہر القادری نے کہا:  
”کام غمینی تاریخ اسلام کے شجاع اور جری مردان حق (اللہ والے) میں سے ہیں،  
جس کا جینا اور مرنا حسین کی طرح ہے۔ غمینی کی محبت کا تقاضا ہے کہ ہر غمینی بن جائے۔“

(روزنامہ نوائے وقت، ۱۱ جون ۱۹۸۹ء)

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۱۳۲، از مفتی شمس الدین احمد مصباحی)

(۶) یہود و نصاریٰ سے طاہر القادری مزید کہتے ہیں:  
”آپ اپنے گھر میں آئیں ہیں، قطعاً کسی دوسری جگہ نہیں۔ آپ کی  
عبادت کا وقت ہو جائے تو بھی مسلمان عبادت مسجد میں کریں گے، اگر آپ کی  
عبادت کا وقت ہو جائے تو مسجد منہاج القرآن کسی ایک وقت کے Event  
(اتفاق) کے لیے نہیں کھلی تھی، اب دلاؤ کہ آپ کے لیے کھلی ہے۔“

(C.D) مسٹر طاہر القادری

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۱۵۶، از حضور تاج الشریعہ)

(۷) ۲۵ ستمبر ۲۰۱۱ء کو لندن میں پیش فارہ منٹی کانفرنس میں  
طاہر القادری نے کہا:

”اللہ کا معنی گاؤں اور کچھ نہیں، یہ مسلمانوں کے لیے خاص نہیں، اللہ  
عربی ہے، لفظ گاؤں، برہما، لارڈ (رب) یا کریٹر (خالق) کے لیے خاص ہے۔“

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۸۶-۸۷، از حضور تاج الشریعہ)

(۸) اب سنئے ڈاکٹر کے بول: صفحہ ۲۳  
”یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ خدا اور رسول جل جلالہ  
ﷺ نے کسی بھی فرقے اور مسلک کے نام پر جنت کا پروانہ جاری نہیں کیا۔“

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۶۶)

## طاہر القادری پر مفتیان کرام کے فتوے:

(۱) حضوری تاج الشریعہ کا فیصلہ:

عرض: طاہر القادری کو لوگ آج کل اس (مذکورہ بالا) وجہ سے  
طاہر القادری کہتے ہیں۔ ایسا کہنے میں کوئی کراہت تو نہیں ہے؟

ارشاد: کراہت کیسی؟ وہ پادری ہی تو ہے بلکہ پادریوں سے بدتر  
ہے اس لئے وہ مسلمان کہلا کر اور کلمہ پڑھ کر یہودیوں اور نصاریوں کا کام  
کر رہا ہے، یہودی نواز اور کرسچین نوازی کر رہا ہے تو وہ حقیقتاً انہیں کا آدمی  
ہے۔ وہ قادری نہیں بلکہ پادری ہی ہے۔

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۸۹)

عرض: جدہ کے سیشین میں حضرت سے سوال ہوا تھا کہ ”بد مذہبی  
حد کفر کو پہنچنے کے بارے میں کچھ تفصیل فرمادیں“ کیا طاہر القادری کی  
بد مذہبی حد کفر کو پہنچ چکی ہے۔

ارشاد: اس کی بد مذہبی حد کفر تک پہنچنے میں کوئی شک نہیں۔

(طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۹۳-۹۵)

## حضور محدث کبیر کا فیصلہ:

طاہر القادری جو عرصہ سے گمراہ گری میں مصروف ہے اور اس کے کفر بھی کئی

اقسام کے ہیں وہ دیوبندیوں کے صریح کفریات کو تو مانتا ہے نہ ان کے صریح  
کفریات پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر کرتا ہے اور نہ وائض کی تکفیر کرتا ہے۔ جب کہ ان  
کے اجماعی قطعی یقینی کفریات موجود ہیں۔ دیابند وروائض اور شیعوں کے اختلافات  
کو وہ صرف فروعی بلکہ صرف تشریحی قسم کا اختلاف کہہ کر کفر کو اسلام ثابت  
کر رہا ہے۔ پھر اس نے ان یہود و نصاریٰ کو جو رسالت محمدی و قرآن اور اسلام کے  
منکر ہیں صاحب ایمان قرار دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ ہماری مسجدیں  
نصاری کے لئے ہر وقت کھلی ہیں کہ نصاریٰ اس میں اپنے طریقے کی عبادتیں  
جب چاہیں کریں۔ اس کے معنی یہی ہیں کہ طاہر ان کے طریقے کو پسندیدہ اور  
مقبول مانتا ہے اور مسجد کو ان کی مشرکانہ عبادت کے لئے موزوں و مناسب قرار دیتا  
ہے۔ دنیا کے باطل پرست مشرکوں کو خدا پرست قرار دیا ہے وغیرہ ذالک۔ ان  
حقائق کی موجودگی میں طاہر کے کفر و ارتداد میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

سینگ ہلانے والے کم علم بے بصیرت چند مولوی اس کے کفریات صریحہ  
کے ہوتے ہوئے اس کی حمایت پر کمر بستہ ہیں، وہ اپنے ایمان کی خبر لیں۔

## بھیر میں ہاتھ سے کم بخت کے ایمان گیا:

سینوں پر لازم ہے کہ طاہر القادری سے بچیں اور اس کے حامی مولویوں  
کا بھی بانی کاٹ کریں اور اسی میں اپنے دین و ایمان کی سلامتی چاہیں۔

کم از کم قوم مسلم کو چوکنا کرنے کے لئے یہی امر کافی ہے کہ مسلمان  
رشدی و تسلیمہ نسرین کے لیے جو سکورٹی حکومت نے مہیا کر رکھی ہے، طاہر  
القادری کے لئے اس سے بھی زائد سکورٹی کا نظم ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ  
حکامان ہند کی جو مہربانیاں رہی ہیں اس کے پیش نظر یہ سمجھنا بہت آسان  
ہے کہ مسلمانوں کے ایمانی تشخص کو نار چر کرنے کے لئے حاکمان وقت  
نے ایک نئی تدبیر کا آغاز کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہے۔

(دستخط) محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

۱۶ ربیع الآخر ۱۴۳۳ھ و اردھال بائنی ناگور شریف

## تصدیق حضرت علامہ مفتی عالمگیر صاحب جو دھپور:

حضور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ قادری نے طاہر القادری  
کے تعلق سے جو بھی حکم شرعی صادر فرمایا میں مکمل طور پر اس سے متفق ہوں۔

(دستخط) حضرت علامہ مفتی محمد عالمگیر رضوی راز انشا علیہ جودہ پور

۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۳ھ (طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟ ص ۹۹-۱۰۰-۱۱۰)

ان جلیل القدر مفتیان کرام کے علاوہ بہت سے مفتیان کرام کے  
فتوے اور تصدیقات ہیں۔ تفصیل کے لیے حضرت مولانا مفتی ولی محمد  
باسنی، ناگور کی تالیف ”طاہر القادری کی حقیقت کیا ہے؟“ کا مطالعہ  
فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں طاہر القادری کے فتنے سے محفوظ فرمائے اور  
مسلم اعلیٰ حضرت پر ہمیں مضبوطی کے ساتھ گامزن فرمائے (آمین)



(ادارہ)

ادیب شہیر

## حضرت مولانا ملک الظفر سہسرامی

### مہتمم دارالعلوم خیرہ نظامیہ سہسرام سے ایک ملاقات

سہسرام کی علمی ادبی اور مذہبی فضا میں اپنے علم و فن کی خوشبو بکھیرنے والے عالم دین حضرت مولانا ملک الظفر کی شہرت عالم ادیب شاعر و صحافی محقق ناقد ہر جہت سے ہے۔ انہوں نے زندگی میں کام کو اپنی شناخت کا ذریعہ بنایا اور علمی حلقوں میں وقار و اعتبار قائم کیا ہے۔ الرضا کے انٹرویو کے کالم "مصاحبات" کے لئے میں مشہور و معتمد اور حق گو عالم کی تلاش کرتے کرتے ان کی بارگاہ تک پہنچ گیا۔ ذیل میں قارئین الرضا کے لئے ان سے لیا گیا انٹرویو حاضر ہے انہوں نے مصروفیات کے باوجود الرضا کے لئے جو وقت نکالا اس کے لئے ادارہ کے جملہ افراد ان کے شکر گزار ہیں۔ قارئین اس انٹرویو میں اپنی مذہبی تاریخ، ملی درد، جماعتی انتشار پر کرب اور حق کے اظہار کی جرأت سب کچھ دیکھیں گے، انٹرویو کا حصہ جہاں جماعت سے شخصیت کی طرف مڑ گیا ہے وہاں بھی اخلاص ہی کا فرما ہے دل شکنی و دل آزاری نہیں۔ امید ہے قارئین کا علمی ذوق اس سلسلہ کو پسند کرے گا۔ ادارہ

سنی عالم دین تھے۔ اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے روابط کا تو پتا نہیں چلتا تاہم ان کے استاذ گرامی اور شیخ طریقت حضرت علامہ شاہ محمد عبدالکافی الہ آبادی قدس سرہ العزیز سے اعلیٰ حضرت کا تعلق تاریخ کے صفحات میں روشن ہے۔ تحریک ردندہ کے اجلاس میں ان کی شرکت اور الصواریم الہندیہ میں حسام الحرمین پہ ان کے تائیدی وخط سے تعلق وروابط کی پر تیں کھلتی ہیں۔ حضرت علامہ فرخند علی رحمۃ اللہ علیہ افکار و نظریات کے اعتبار سے شدت پسند عالم دین تھے۔ چنانچہ تجاز پہ سلطان بن سعود کے تسلط کے بعد جب وہ زیارت حرمین شریفین کے لیے تشریف لے گئے تو وہاں کی نجدی حکومت کی جانب سے ملنے والی شاہی دعوت قبول کرنے سے انکار فرما دیا کہ وہ انہیں اسکے افکار و نظریات کی بنیاد پر خارج از اسلام تصور فرماتے تھے۔ وہابیدیانہ پر بھی ان کا فتویٰ کفر موجود ہے۔ اپنے مریدوں کو شجرہ طریقت میں جو ہدایت تحریر فرمائی ہے۔ اس میں ان باطل جماعتوں سے دور و نفور کی تاکید کی ہے۔

علم و فکر کا فیضان باٹنے والے ایک ایسے خاندان میں آنکھیں کھلیں تو ماحول کے زیر اثر مذہب و مسلک کے تعلق سے مزاج میں شدت پیدا ہونا فطری امر تھا۔ اگر کہوں کہ مسلکی شدت پسندی میرے ڈی این اے میں شامل ہے تو غلط نہ ہوگا۔ بزرگوں کے چھوڑے ہوئے علمی ورثے کی حفاظت کرتے ہوئے زندگی کا ایک طویل عرصہ گزر گیا۔ انہیں مصروفیات میں گھری ہوئی زندگی کی ساعیتیں ہیں۔ کچھ وقت مل گیا تو آپ جیسے احباب

**سوال:** آپ علمی خانوادہ کے علمی فرد ہیں ایک بڑے مدرسہ "خیرہ نظامیہ سہسرام" کا اہتمام اور اس کی تدریسی ذمہ داریاں بھی آپ بخوبی ادا فرما رہے ہیں، کثیر تلامذہ نے آپ سے اکتساب کیا اور کر رہے ہیں، ان ذمہ داریوں کے علاوہ آپ کی مصروفیات کیا ہیں؟

**جواب:** علمی خاندان میں میں نے اپنی آنکھیں کھولیں، اس کی وجاہت علمی اہل فکر کے نزدیک مسلم ہے علم و فکر اور شعور و آگہی کی خیرات دونوں سے یہ خاندان تقسیم کرتا چلا آ رہا ہے۔ قبل اس کے کہ شعور کی آنکھیں کھلیں والد گرامی حضرت علامہ محمد میاں کامل سہسرامی علیہ الرحمۃ والرضوان کے سایہ شفقت سے محرومی ہاتھ آگئی۔ تاہم ان کے زیریں نقوش قدم میرے لیے نشان منزل بنے۔

والد گرامی اہل سنت و جماعت کے مایہ صد افتخار عالم تھے جماعت کے بے باک خطیب اور شہرہ آفاق قلم کار کی حیثیت سے ملک گیر بیتانے پر اپنی ایک انفرادی شناخت رکھتے تھے۔ بالواسطہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و فکری سلسلے سے وابستہ تھے۔ اعلیٰ حضرت کے افکار و نظریات کی ترجمانی میں ان کی زبان اور قلم دونوں برق رفتار کی ساتھ چلتے رہے، اپنے عہد میں وہ مسلک اعلیٰ حضرت کے بے باک نقیب و ترجمان تھے۔ جد کریم قدوۃ العلماء حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد فرخند علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے جلیل المرتبت عالم دین ہونے کے ساتھ بحر معرفت و طریقت کے شاور تھے۔ وہ قدیم انیال حنفی المشرع

کی خواہشات کی تکمیل میں لگ گیا۔

**سوال:** آپ کی تحریریں علمی و مذہبی حلقوں میں مستند سمجھی جاتی ہیں، سہ ماہی 'الکوثر' کے ذریعہ آپ نے علم و ادب و مذہب کی جو خدمت کی ہے وہ سب یہ عیاں ہے۔ اہل علم پھر اس کے احیاء کے منتہی ہیں بلکہ آج کے منفی صحافتی مزاج کے تناظر میں اس کی اشاعت ضروری سمجھ رہے ہیں اسے دوبارہ شائع کرنے میں کیا مسائل درپیش ہیں؟

**جواب:** میری تحریریں اگر حلقہ علم میں قابل اعتبار و اعتماد سمجھی جاتی ہیں تو یہ محض فضل ربی اور صدقہ ہے سرور کونین ﷺ کا، ورنہ من آنم کہ من دانم، میں نے اپنے بزرگوں کی جو تیاں سیدھی کر کے ان کی بارگاہ میں علمی خیرات کے لیے کا سہ گدائی بڑھایا ہے۔ اگر میری تحریروں میں علم و فکر کا چراغ جلتا دکھائی دیتا ہے تو یہ سب انہی بزرگوں کا علمی فیضان ہے بس اور کچھ نہیں۔ سہ ماہی 'الکوثر' کے ذریعے علم و ادب اور مذہب کے حوالے سے جو خدمات ہیں ان میں میرے ساتھ میرے احباب قلمکار کا خون جگر بھی شامل ہے یہ سچ ہے کہ "الکوثر" نے نئی صحافت کی دنیا میں ایک خوش آئند انقلاب کی داغ بیل ڈالی۔ اس سے قبل کے سنی رسائل و جرائد کا ایک جائزہ لے لیا جائے تو میری باتوں کی صداقت یہ مہر لگانی ہوگی کچھ مالی مشکلات، قدرے تکنیکی مسائل اس کی اشاعتی راہ میں کاٹنے بن گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شائقین 'الکوثر' کی نگاہیں تمنائی بنی ہوئی ہیں۔ شائقین کا ایک بڑا طبقہ آج بھی اس کی واپسی کی راہ تک رہا ہے اور اس کی نشاۃ ثانیہ کا آرزو مند ہے۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اسباب پیدا فرمائے اور 'الکوثر' کا جام شیریں پھر شائقین کے ذوق کی تسکین کا سامان بنے۔

ایک بات عرض کر دوں مسلک اعلیٰ حضرت کی نقابت و ترجمانی میں جو جراند و رسائل نکل رہے ہیں انہیں کو مزید بہتر اور با مقصد بنانے پر توجہ دی جائے، اب میرے خیال میں مزید کسی رسالے کی ضرورت نہیں۔ جس سمت میں کام کی ضرورت ہے اس پر توجہ دی جائے۔ کہنے کو ہم سواد اعظم ہیں دنیا کی سب سے بڑی جماعت ہیں لیکن ہمارا کوئی روزنامہ تو دور ہفت روزہ ترجمان بھی نہیں ہے۔ ہم اپنے مسلک اور افکار و نظریات کی ترجمانی میں ناکام ہیں میرا ایک خواب ہے کہ اپنی جماعت کا روزنامہ اخبار اشاعتی مرحلے سے گزر کر سنی افکار و نظریات کا ترجمان بن کر سامنے آئے۔

'الکوثر' کی اشاعت بند ہو جانے کے بعد دہلی سے جام نور کی اشاعت عمل میں آئی جو 'الکوثر' کے کھینچے ہوئے خطوط پر تھی۔ ابتداء تو توجہ نہیں ہوئی لیکن بعد میں میرے عزیز مولانا خوشتر نورانی نے میرے خوابیدہ جذبات کو بیدار کیا اور میں "جام نور" کے مستقل قلمکاروں کی فہرست میں آہستہ آہستہ شامل ہو گیا۔ ان دنوں تو یہ حال ہو گیا تھا کہ اگر کسی شمارے میں میری شمولیت کسی سبب نہ ہو سکتی تو احباب میری کمی کا احساس فرماتے۔

**سوال:** تحقیق و تنقید کا باہمی رشتہ ہے، تحقیق بغیر تنقید اور تنقید بغیر تحقیق کے زندہ نہیں رہ سکتی، مگر آجکل یہ عمل تفسیق و تضلیل کا ذریعہ بن گیا ہے، تنقید کے نام پر ذاتیات یہ حملے ہو رہے ہیں، بڑوں کی پگڑیاں اچھالی جارہی ہیں اور یہ عمل من لایعظم کبیر ناکی تعلیم دینے والے افراد کے یہاں زیادہ دیکھنے میں آ رہا ہے آپ اس سلسلہ میں کیا محسوس کرتے ہیں؟

**جواب:** میں نے ہمیشہ تعمیری تنقید کی حمایت کی ہے۔۔۔ ہم سخن فہم نہیں غالب کے طرفدار نہیں۔ ادب کو صالح اور مفید بنانے میں تنقید کا کردار ہی سب سے اہم ہے۔ تنقید کے بعد ہی ادب، ادب صالح کی فہرست میں داخل ہوتا ہے۔ ادب کے نام پر جو کچھ تحریر کیا جاتا ہے ان میں لفظی و معنوی غلطیوں کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ تنقید ایک کسوٹی ہے جس پر ادب پرکھا جاتا ہے اور اس کے حسن و قبح کا صحیح معیار متعین کیا جاتا ہے۔ اگر ادب میں تنقید کے سوتے خشک ہو جائیں تو پھر ایسے سرمایہ ادب کی افادیت و معنویت پر سوالیہ نشان قائم ہو جائے گا۔ مذہبی ادب کے لیے تنقید اگر ایک ادبی و لسانی ضرورت ہے تو وہیں ایک شرعی تقاضا بھی، جسے بہر نوع نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ مذہبی ادب میں زبان و بیان کی لغزشیں کبھی مرتکب گناہ کبیرہ یا صغیرہ ٹھہراتی ہیں اور کبھی پانی سر سے اونچا ہوا اور بات اپنے حدود سے تجاوز کر گئی تو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتی ہے۔ اس لئے مذہبی ادب میں تنقید ایک شرعی ذمہ داری ہے سرکارِ دو عالم ﷺ نے بھی احباب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تحریروں و تقریروں اور نظموں میں شرعی و لسانی خامیوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے خوبصورت اور نفیس انداز میں اصلاح کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اس تناظر میں اگر تنقید نگاری کا جائزہ لیا جائے تو یہ ایک عمل مسنون بھی نظر آتا ہے۔

ہر دور میں دین پرست اور مخلص علماء نے تنقیدی نظریے کی پاسداری فرمائی ہے اور شرعی، لسانی خامیوں کی نشاندہی فرما کر ان کی اصلاح کی ہے۔ ماضی بعید میں آپ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کی تحریروں اور فتوؤں کا جائزہ لیں تو ان میں تنقیدی نظریہ کھل کر سامنے آئے گا۔ ماضی قریب میں علامہ مشتاق احمد نظامی، علامہ ارشد القادری، علامہ کامل سہرامی علیہم الرحمۃ والرضوان کی تحریروں کا جائزہ لیں تو آپ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ ان حضرات نے ایک کامیاب اور پختہ کار تنقید نگاری حیثیت سے مذہبی ادب میں اپنی ایک کامیاب شناخت قائم کی ہے۔ لیکن چونکہ مذہبی ادب کو علمائے ادب تیسرے درجے یعنی تھرڈ کلاس کا ادب تسلیم کرتے ہیں اس لئے مذہب کے ان عظیم خدمتگاروں کی ادبی و لسانی خدمات تاریخ لسانیات و ادب عالیہ کا حصہ بننے سے محروم رہیں۔ ہم عقیدت کیشوں و نیاز مندوں نے بھی ان قابل قدر اور اہم



ڈالی وہ ہم سب پر روشن ہے۔ لیکن کیا یہ تنقیدیں آج تنقید کی حیثیت سے زندہ ہیں اور ان کے لکھنے والوں کو نقادوں کی حیثیت سے کوئی مرتبہ حاصل ہے؟ بالکل نہیں آج ان کی تنقیدوں کو سنجیدگی کے ساتھ کوئی پڑھتا تک نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ ان کے دلوں سے نکلی ہوئی باتیں نہیں معلوم ہوتیں اور ان میں ہمدردی کے عنصر کا کہیں دور دور تک بھی پتا نہیں ملتا۔

نقد و نظر کے جو اصول ہیں انہیں ملحوظ نظر رکھ کر اگر تنقید کی جائے تو اس سے قطعی انتشار نہ ہوگا۔ دوسرے یہ کہ تعمیری تنقید برداشت کرنے کے لیے ہمیں کشادہ ظرف بھی ہونا پڑے گا۔ ہم اپنی خوبیاں اور اچھائیاں تو خوب جی لگا کر پڑھتے اور سنتے ہیں اور جہاں کسی نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہمیں تلملاتے دیر نہیں لگتی اور چراغ پا ہو کر فوراً لب و لہجے کی تبدیلی کے ساتھ زہرا فاشانی شروع کر دیتے ہیں۔ مذہبی ادب میں تخریبی تنقید کا جو رجحان تیزی سے عام ہو رہا ہے اس کے خلاف مضبوط بند باندھنے کی ضرورت ہے۔

**سوال:** آپ چوں کہ دیدہ و صحافی اور مدہ دار عالم ہیں اس لئے اس سوال کی بھی جرأت ہو رہی ہے کہ آج جماعت اہل سنت میں بڑا انتشار دیکھنے میں آ رہا ہے اور جتنا ہے اس سے زیادہ دکھانے کی کوشش ہو رہی ہے، آپ کے نزدیک اس کے اسباب کیا ہیں؟

**جواب:** اس وقت ہماری جماعت میں جو انتشار ہے وہ لمحہ فکریہ ہے۔ اس کا اصل سبب مضبوط اور خاص قیادت کا فقدان ہے۔ کوئی کسی کو قائد تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہے۔ سب اپنے منہ میاں مٹھو بیٹے نظر آ رہے ہیں کوئی خود کو امیر اہل سنت لکھ رہا ہے لکھو رہا ہے، کوئی قائد اہل سنت بنا بیٹھا ہے۔ سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے اکابر علماء نے کسی کو قائد اور امیر مقرر فرمایا تو اس تناظر میں اس کی قیادت و امارت کے سامنے تسلیم خم ہے۔ میں نے ایک موقع پر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ مدارس اہل سنت کے باجمعی ربط کی کوئی شکل نکالی جاتی، مدارس اسلامیہ کے باہم مربوط نہ ہونے کے سبب بڑے بڑے مسائل سے ہمیں دوچار ہونا پرتا ہے۔ حضرت علامہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا، اجی! پہلے علماء کے دل تو باہم مربوط ہو جائیں۔

الگ الگ ڈلفی، الگ الگ راگ ہر شخص شتر بے مہار بنا ہوا ہے جس کے جی میں جو آ رہا ہے لکھ رہا ہے اور کہہ رہا ہے، کوئی کسی کی کٹائی تھامنے والا نظر نہیں آ رہا ہے۔ غلط بہر حال غلط ہے خواہ کسی گوشے سے اس کا اظہار ہو رہا ہو اور کوئی بھی فرد اس کی وکالت کر رہا ہو۔

عزیز گرامی مولانا خوشنورانی سے میرا تعلق روایتی اور رسمی نہیں ہے۔ وہ ایک پختہ شعور قائد اور دیدہ و صحافی ہیں۔ صاحب بصیرت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ایسے علمی و فکری خانوادے سے ان کا تعلق ہے جس نے

شخصیات کی اس نادیدہ جہت سے پردہ اٹھانے کی کامیاب اور سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ ان دنوں مذہبی جرائد و رسائل میں جو تنقیدی رجحان نمایاں ہوا ہے اسے دیکھ کر مرزا غالب دہلوی کا یہ شعر بے ساختہ زبان پر آتا ہے۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی  
اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

بوالہوسوں نے مذہبی تنقید کی دنیا میں ”حسن پرستی شعار“ کی تودینا ہی بدلی بدلی نظر آ رہی ہے۔ اگر ان تحریروں کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے تو وہ تعمیری کم اور تخریبی زیادہ نظر آتی ہیں۔ چونکہ تنقید نگار کا اصل بحث ادب پارہ ہوتا ہے، وہ اسی سے بحث کرتا ہے ادیب کی ذات سے نہیں۔ لیکن مذہبی جرائد و رسائل میں ان دنوں جو تنقیدی تحریریں شائع ہو رہی ہیں ان میں تنقید ادب پارے سے شروع ہوتی ہے اور ادیب کی ذات پر ختم ہوتی ہے۔ جب کہ تنقید میں ذاتیات پر کسی طرح کا حملہ ہی ناروا ہے۔ معاملہ کسی بھی ادب کا ہو تنقید کے بہر حال اپنے اصول ہیں اور اس کا اپنا خاص اسلوب ہے۔ تنقید نگار کو ان اصول و اسلوب پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ تنقید نگاری ایک غیر جانبدار ائمہ عمل ہے۔ جانب داری کے دھارے میں بہہ کر اچھی تنقید تحریر نہیں کی جاسکتی اور ایسے تنقید نگار کو فہرست میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔

کبھی کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے تنقید نگار یا تو جانب داری سے کام لے رہا ہے یا پھر ادب پیش کرنے والے قائد کار کا مضحکہ اڑا رہا ہے ظاہر ہے کہ ایسی تنقید تعمیری تنقید کی فہرست میں جگہ نہیں پاسکتی اور پھر اس قسم کی تحریروں کا کوئی مستقبل بھی نظر نہیں آتا۔ جب مذہبی ادب پر تنقید کی جائے تو اس میں مزید احتیاط کا چراغ جلانے کی ضرورت ہے، پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا تقاضا ہے۔ یہاں احتیاط کی پلکوں سے محاسن کے موتی چنے جاتے ہیں۔ تحریر میں ہمدردی اور اخلاص کی خوشبو رچی بسی ہو۔ بغض و عناد میں جو تنقید تحریر کی جاتی ہے وہ تعمیری نہیں تخریبی ہوتی ہے۔ ماضی میں بھی اس قسم کی تنقیدیں تحریر کی گئیں اور دنیائے ادب کی عظیم ہستیاں اس کی گرد راہ میں الجھی نظر آتی ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کے بقول: ”اس قسم کی تنقید میں دنیائے ادب کی بڑی بڑی ہستیاں الجھی ہیں۔ فرانس کے مشہور انشاء پرداز و الیئر نے ایک زمانے میں شیکسپیر پر جو بری طرح حملے کئے تھے ان کو کون نہیں جانتا۔ دانٹے پر کئے گئے اعتراضات آج بھی مشہور ہیں۔ رشید و طوطا نے خاقانی کو جس بری طرح آڑے ہاتھوں لیا وہ سب پر ظاہر ہے۔ فرحتی نے فردوسی پر جو نکتہ چینیایں کیں وہ آج بھی کسی سے پوشیدہ نہیں اور اردو میں سودا نے میر پر اعتراضات کئے، رجب علی بیگ سرور نے میرامن کا مذاق اڑایا اور ڈاکٹر عبداللطیف نے غالب کی شاعری کے رد میں جو ایک بودی کتاب لکھ

مذہب و مسلک کے نام پہ کبھی کسی طرح کا کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔ میں نے علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ مسلک و مذہب کے نام پر سب کچھ قربان کر دینے کا مزاج نظر آیا۔ لیکن ذاتی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے مذہب و ملت پہ حرف نہیں آنے دیا۔

مزاج میں وہی مسلکی تشدد تھا جو علمائے اہل سنت کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ کیا مجال جو کوئی اہل سنت اور مسلک اہل سنت کے خلاف لب کشائی کی بھی جرأت کر سکے۔ ایک ایسی شخصیت کی آغوش شفقت میں پروان چڑھے مولانا خوشنورانی نے ”جام نور“ کا اشاعتی سفر شروع کیا۔ لیکن پتا نہیں ان کے افکار و خیالات پہ کس محسوس کا سایہ پڑ گیا کہ ان کے قلم کا تیور ہی بدل گیا۔ لب ولہجے اور انداز و اطوار میں آزادی فکر کا انداز نمایاں ہونے لگا۔ اسلاف شناسی کے نام پر اسلاف بیزاری کی جھلک محسوس کی جانے لگی جماعت بیزار طبقہ کے ہاتھوں کا یہ کھلونا بن گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے افکار و نظریات اور ان کے قلم و حفاظت فرمائے۔

**سوال:** جماعت کے لئے امام کی ضرورت ہوتی ہے اور امام

احمد رضا ایک صدی سے اکابر علماء کے نزدیک ہمہ وجہ امام اہل سنت ہیں، ان کی تحقیقات اور افکار و نظریات پر تلامذہ امام احمد رضا سے لے کر آج تک جماعت اہل سنت کے اکابر علمائے اعتماد کیا اور کر رہے ہیں مگر ادھر چند سر پھرے اس عمل کو اپنی منفی سوچ کا نشانہ بنا رہے ہیں، ان کا نظریہ ہے کہ جماعتی اتحاد کے لئے عقائد و نظریات کو معیار بنایا جائے شخصیت کو نہیں، یہ ”جام نور“ دہلی کے فیض یافتہ افراد ہیں، جنہوں نے اس ذہنیت کو فروغ دینے کے لئے کئی محاذ کھول رکھے ہیں بنایا جائے کہ جماعتی اتحاد کے لئے عقائد و نظریات کو معیار بنانے کے لئے بھی شخصیت کی ضرورت ہے کہ نہیں اور اگر ہے تو ایک صدی کی معتقد اور مسلمہ شخصیت امام احمد رضا قدس سرہ کے علاوہ اور کون ہیں جن پر پوری جماعت کا اتفاق ہو جاسکتا ہے؟ کیا یہ ذہنیت جماعتی اتحاد کے خلاف منظم سازش نہیں؟

**جواب:** اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے ہم جہت علوم و افکار اور وسیع دینی و ملی خدمات کی بنیاد پر علمائے اہل سنت کے اتفاق سے امام اہل سنت تھے، ہیں اور رہیں گے۔ اس سے خواہ کسی کی پیشانی پہ سلوتیں پڑتی ہیں تو پڑیں۔ اس وقت کی منہ بولتی صداقت یہی ہے۔ ان کی تحقیقات، افکار و نظریات کل بھی سند اور حجت تھے، آج بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کل بھی ہوں گے۔ آج تک ان کی تحقیقات یہ انگلی نہیں رکھی جاسکتی اپنے تئوں اپنے ٹھہرے، بے گانوں کی محفلوں میں اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کے آگے تسلیم خم کرنے کا مزاج نظر آتا ہے

یہ دور تو علم کی کساد بازاری کا ہے۔ ماضی کا وہ دور یاد کیجئے جب اعلیٰ حضرت کے علمی آفتاب کی شعاعوں سے آفاق علم و فکر پہ روشنی و تابانی تھی۔ اس زمانے میں ایک سے ایک دیدہ و صاحب نظر عالم دین موجود تھے لیکن اعلیٰ حضرت کی تحقیقات نادرہ کے خلاف کسی گوشے سے کوئی آواز نہیں سنی گئی تو آج جب کہ بساط علم دھیرے دھیرے لپیٹی جا رہی ہے تو ایسے ماحول میں اگر ان کے خلاف کوئی آواز اٹھتی ہے تو اس کی حیثیت رشک و حسد کے سوا کچھ نہیں۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض تحقیقات کا مطالعہ بھی اس دور کے باشتیوں کے بس کی بات نہیں بعض تحقیقات کا معیار تو اس قدر اونچا ہے کہ قدما و رواں کا پسینہ چھوٹ جائے ایسے میں ان کے علوم و افکار اور تحقیقات کے منہ لگنا بڑی کم ظرفی ہے۔

**سوال:** جام نور دہلی کے حالیہ ۵ رشارے (اگست تا دسمبر

۲۰۱۵ء) کے ادارے اور دیگر مشمولات نے جماعت اہل سنت کے اکابر و اصغر کو رطب حیرت میں ڈال دیا ہے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ جام نور ملت کا ترجمان ہے یا اہل حدیث و صلح کلمت کا آرگن، یہ ادارے آپ نے بھی پڑھے کیا ایسا محسوس نہیں کرتے کہ جام نور اب جماعت کے لئے ناسور بن گیا ہے؟

**جواب:** ہر سال اپنے مدیر کی فکر کے تابع ہوتا ہے جام نور بھی اپنے مدیر کے تابع ہے۔ خوشنورانی صاحب کے حوالہ سے میں نے عرض کیا کہ اب ان کے قلم کا تیور بدل گیا ہے اور ان کے لب ولہجے میں آزادی فکر و رائی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ جماعت بیزار طبقہ کے ہاتھوں میں کھلونہ بن گئے ہیں اور جب وہی کھلونہ بن گئے ہیں تو اس کا اثر جام نور پر تو ہونا ہی ہے۔ اکابر علمائے اہل سنت اگر آج جام نور سے شاک و نالاں ہیں تو یہ خوشنورانی صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے انہیں اپنے طرز عمل پہ خودی غور کرنا چاہیے۔

**سوال:** ڈاکٹر طاہر القادری اپنے مولد و مسکن پاکستان میں

مطعون ہی نہیں اکابر علمائے اہل سنت کے فتوؤں کی زد میں ہیں۔ یہ فتوے ان کی ضلالت و گمراہی اور کفری عقائد کی وجہ سے دئے گئے ہیں جن پر کتا ہیں شاہد ہیں، ہندوستان میں بھی ان ہی ضلالت و گمراہی اور کفری عقائد کے سبب اکابر علمائے اہل سنت مثلاً حضور تاج الشریعہ بریلی شریف، علامہ مدنی میاں، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ، مفتی نظام الدین رضوی، علامہ محمد احمد مصباحی الجامعہ الاشرفیہ مبارک پور وغیرہ نے احکامات صادر فرمائے، اس کے باوجود جام نور کو ڈاکٹر طاہر القادری کے افکار کا ترجمان بنانا، اس کی قصیدہ خوانی کرنا اور بے باکی کے ساتھ اکابر علمائے ہندوپاک کے فتوؤں کا مذاق اڑانا یہ نہیں بتا رہا ہے



کہ آج جماعت کو ہوائے نفس کے شکار چند افراد نے باز بچہ اطفال بنادیا ہے؟ اس تناظر میں جماعتی تحفظ کے لئے کیا اقدامات کیا جانا چاہئے؟

**جواب:** پروفیسر طاہر القادری پاکستان کے ایک ذی علم اور صاحب بصارت و بصیرت مفکر کی حیثیت سے دنیائے علم و فکر کے سامنے آئے اور اپنی خداداد اعلیٰ و فکری صلاحیتوں کے ذریعے عوام و خواص سے خوب خوب خراج تحسین وصول کیا۔ کسی بھی موضوع پر جب یہ گفتگو کرتے ہیں تو موضوع کے ساتھ مکمل انصاف کرتے ہوئے اس کا بھرپور حق ادا کر دیتے ہیں۔ ناقابل تردید دلائل و شواہد کی روشنی میں اپنے دعووں پر مہر تصدیق ثبت کراتے چلے جاتے ہیں۔ علمی و فکری اعتبار سے ان کا رشتہ و تعلق (انہیں کے بقول) اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک واسطے سے ملتا ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت و ترجمانی میں بھی ان کا کردار بہت نمایاں ہے۔ لیکن روشن خیالی کے اظہار میں اس دیدہ و وارور صاحب بصیرت کے افکار و نظریات بھی کسی دیوی کے چرنوں میں سمیٹ چڑھ گئے۔ ان کے بعض افکار و نظریات اور اعمال و کردار کا محاسبہ کرنے کے بعد ہندو پاک کے اکابر علمائے اہل سنت نے فتویٰ کفر صادر فرمادیا ہے۔ ظاہر ہے جب علمائے اہل سنت نے فتویٰ صادر کر دیا ہے تو اس کے برحق ہونے میں کیا شک ہے۔

روشن خیالی کوئی بری چیز نہیں ہے لیکن اگر شریعت کی حدود سے تجاوز کر جائے تو ظاہر ہے کہ اس قسم کی روشن خیالی یہ اسلام پہرے بٹھاتا ہے۔ روشن خیالی کی اس آزادانہ روش کے خلاف اگر ایک حدیث سے اکتساب نور کیا جائے تو بے محل نہ ہوگا۔

”عن جابر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی رسول اللہ ﷺ بنسخة من التورۃ فقال یا رسول اللہ ﷺ هذه نسخة من التورۃ فسکت فجعل یقرأ ووجه رسول اللہ ﷺ ینتغیر فقال ابو بکر نکلتک الثوا کل ماترئی بوجه رسول اللہ ﷺ فنظر عمر الی وجه رسول اللہ ﷺ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ رضینا باللہ ربنا وبالاسلام دیننا و بمحمد نبیاً فقال رسول اللہ ﷺ والذی نفس محمد بیدہ لو بدأ لکم موسیٰ فا تبعتموه و ترکتمونی لضللتکم عن سواء السبیل ولو کان حیا و ادرك نبوتی لاتبعنی“ (سنن دارمی باب اتباع الہ) ترجمہ: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں توریت کا ایک نسخہ لے کر حاضر ہوئے اور عرض گزار یا رسول اللہ ﷺ یہ توریت کا نسخہ ہے۔ سرکارِ دو عالم ﷺ خاموش رہے۔ آپ توریت

پڑھنے لگے اور حضور ﷺ کے چہرہ اقدس کا رنگ بدلنے لگا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ پر رونے والی روئیں۔ کیا رسول اللہ ﷺ کے رخ انور کا حال نہیں دیکھتے تب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کا رخ انور دیکھا تو بولے، میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے رسول ﷺ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں ہم اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کی نبی ہونے سے راضی ہیں۔ تب حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات اقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آج ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی پیروی کرو اور مجھے جھوٹا دو تو صراطِ مستقیم سے بھٹک جاؤ گے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام حیات ظاہری میں ہوتے اور میری نبوت پالتے تو میری پیروی کرتے۔

روشن خیال حضرات کے لیے یہ حدیث پاک درس عبرت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے تعلق سے سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ عمر کے سایے سے شیطان بھاگتا ہے جو عشرہ مبشرہ میں ہیں جو قرآن مقدس کے فرمان کے مطابق ایمان اور اسلام کا معیار اور کسوٹی ہیں جن کے لیے پروردگارِ عالم نے تقویٰ اور پرہیزگاری لازم فرمادی ان جیسے صحابی رسول کی اس روشن خیالی کے خلاف سرکارِ دو عالم ﷺ نے اپنے غضب و جلال کا اظہار فرماتے ہوئے ان کی سرزنش فرمائی تو پھر بعد کے لوگوں کے لئے احکام کی شدت بخوبی سمجھی جاسکتی ہے۔ المیہ ہے کہ اب اس روشن خیالی میں ڈاکٹر طاہر القادری پوری طرح بہہ گئے ہیں اس صورت میں جام نور کا ان کی حمایت میں ڈالنا لمحہ فکریہ ہے۔ خدائے تعالیٰ انہیں رجوع الی الحق کی توفیق دے۔

**سوال:** دومانی الرضا جماعتی انتشار کو ہوا دینے والوں کے خلاف صدائے احتجاج ہے اس کا پہلا شمارہ آپ نے ملاحظہ فرمایا آپ اس حوالہ سے ہمارے قاری کو کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

**جواب:** دومانی الرضا کا پہلا شمارہ نگاہوں سے گزرا مجھے محسوس ہوا کہ یہ بروقت آیا ہے اور جرأت کے ساتھ آیا ہے، اس میں جرأت و بے باکی بھی ہے اور دعوتِ فکر و اصلاح بھی۔ اس وقت اسی جرأت و جذبہ کے ذریعہ احقاقِ حق اور اصلاحِ مفساد کی ضرورت ہے۔ میں الرضا کے تمام وابستگان کو مبارک باد پیش کرتے ہوئے یہی پیغام دینا چاہوں گا کہ وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے افکار و تعلیمات کو عام کرنے کے لیے اسی اخلاص و جذبہ کا مظاہرہ کرتے رہیں انشا اللہ اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔

□□□

## امام احمد رضا اور تصور عشق

”محبوب کے ذکر و تذکرے سے اپنے وجود کو نور و سرور بخشنا ان کی یاد سے دلوں کی فصل بہار کو تازہ و تابندہ رکھنا ان کے تصور و تخیل سے بے قرار ہن دل کے لئے طمانیت و سکینیت کے پھول چننا اور حیات کے ان لمحوں کو سرمایہ حیات جاننا یہی تو ایک سچے عاشق کی پہچان اور اس کے عشق کا صحیح عرفان ہے پھر یاد ان کی جنہیں زمانہ زمانے سے یاد کر رہا ہے ذکر ان کا جن کے ذکر کو خدا نے اپنا ذکر بنالیا ہے۔ بات ان کی جن کی ہر بات ہزار بات کی ایک بات اور محبت و پیار کی سوغات ہے پھر کیوں نہ عشاق ان کے ذکر و فکر میں مست و سرشار رہیں حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں۔۔۔۔۔“

حضور کے نام لیوا حضور کا نام لے لے کر ان کی رفعت کے شیش محل پر توہین و تحقیر کا پتھر چلا رہے تھے اور بقول ڈاکٹر محمد اقبال:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا  
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

جیسے مکروہ نظریہ کے برق و شر سے دلوں کی آبادی کو جھلسا دینے والی آندھی پوری ملت کو اپنے مضبوط پنجے میں دبوچ لینے کی فکر میں تھی ایسے دور میں امام احمد رضا عظمت رسول کا پرچم بلند کرنے کے لیے کمر ہمت باندھتے ہیں۔

ایسے تیرہ و تار یک ماحول میں آپ عشق مصطفیٰ کا دفاعی مورچہ سنبھالتے ہیں ایسے زمانے میں آپ نے لوگوں کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت و صیانت کی ٹھان لی اور اس طرح تصورات مدینہ کے کیف و سرور سے قلب و ذہن کو معمور کیا کہ آبادی کی آبادی بلکہ ملک کا ملک جھومنے لگا۔۔۔۔۔ امام احمد رضا کا یہ احسان ہم سب کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ انہوں نے دشمن رسول اور عاشق رسول کے مابین خط امتیاز کھینچ دیا۔ انہوں نے بے نور آنکھوں کو سرمہ عشق مصطفیٰ پہنا کر بینا و منور کر دیا۔ انہوں نے ہر لمحہ عشق مصطفیٰ کا درس دیا جب تک زندگی کی ہر گھڑی عشق نبی کا جام لٹانے میں گزری، جنہوں نے پوری ملت کے سینہ کو عشق مصطفیٰ کا مدینہ بنادیا اور ہم کو غلام مصطفیٰ بننے کا سلیقہ و طریقہ سکھایا اور انہیں کا ہو جانے، انہیں کی سننے اور انہیں کا گن گانے کا وہ نشہ پلایا کہ دیوانوں کی جماعت کا رواں درکاروں سوئے کوئے جاناں رواں ہو گئی فرماتے ہیں۔

امام احمد رضا علم میں بحر قلزم، عمل میں کوہ ہمالہ اور عشق میں مقام سدرۃ المنتہی پر فائز تھے جن کے بارے میں محققین کی تحقیق کا عطر مجموعہ یہ ہے کہ ان کا غیر علم عمل اور عشق سے مرکب تھا جنہوں نے اپنی ولادت باسعادت کی تاریخ اس آیت کریمہ ”اولئک کتب فی قلوبہم الایمان وایدہم بروح منہ“ سے استخراج فرمائی یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی جو اپنا جائزہ آپ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا ”لا الہ الا اللہ“ اور دوسرے پر لکھا ہوگا ”محمد رسول اللہ“ (حیات اعلیٰ حضرت)

آئیے آج کی اس پر کیف نشست میں ان کے اس تصور عشق کی مختلف جہات اور گونا گوں کیفیات کو تلاش کریں اور غور کریں کہ آخر وہ کون سے اسباب تھے کہ ان کا دوست بھی انہیں عاشق رسول کہتا تھا اور ان کا دشمن بھی۔۔۔۔۔ مگر پہلے اس دور کے پس منظر پر ایک نظر ڈال لیں تاکہ پیش منظر کا کوئی گوشہ اوجھل نہ وہ جائے ایک ایسے دور میں جس میں لوگوں کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ کا نقش کھرچ کر نکال دینے کی منظم تحریک چل رہی تھی۔ ایک ایسے ماحول میں جس میں عشق مصطفیٰ کی شمع فروزاں کو چین چن کر بجھا دینے کے لیے من کے کالے تن کے اجلہ انگریز اپنی پوری توانائیوں کو صرف کر رہے تھے ایک ایسے زمانے میں جس میں



دومانی 'الرضا' انٹرنیشنل، پٹنہ

مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

ہمارے درد جگر کی کوئی دوا نہ کرے

کمی ہو عشق نبی میں کبھی خدا نہ کرے

نہ جانے وہ کونسی ساعت سعید تھی جس میں حضرت رضا بریلوی نے اپنے واردات قلبی کو لفظوں کا پیر بن دیکر اشعار کے قالب میں ڈھالا تھا، ان کی پوری زندگی اس شعر کا منہ بولتا ثبوت معلوم ہوتی ہے اور یہ بات صداقت کا نور بن کر آپ کی حیات کے گوشے گوشے پر برس رہی ہے کہ حضرت رضا بریلوی کا یہ قول عمل کے گولا و بارود سے مسلح ہے اور کیفیات حیات سے مترشح ہے کہ عشق نبی کا جو بن ہمیشہ بہار آشنا، بہار آفریں، بہار پرور، بہار گستر اور بہار خیزد بہار بیز ہی رہا کیا خوب کہا ہے۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

دنیا عاشقوں سے خالی نہ کل تھی نہ آج ہے ہر دور اور ہر زمانے میں ان آشفتیہ حالوں شوریدہ سروں نے اپنے آہ سرد اور نفس گرم سے خزاں رسیدہ چمن کو غنچہ نو سے مرصع کیا ”قال اللہ وقال الرسول“ کی صدائے دلنواز سے اجڑی بستیاں آباد ہوتی رہی ہیں بگڑے نصیبے سنورتے رہے ہیں ادب کے چراغ جلنے اور عظمت کے کنول کھلتے رہے ہیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ جیتے بھی تھے عشق مصطفیٰ میں اور مرتے بھی تھے عشق مصطفیٰ میں اس لئے وہ مکرر امر ہو جاتے تھے۔ وہ فنا ہو کر بقاء کا جام پی لیتے تھے عشق مصطفیٰ ہی ان کے لیے داردوئے شفا کسیر حیات تھی، سنے عاشق مصطفیٰ کے دل کی یہ آواز۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فروں کرے خدا

جس کو ہودرد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

حضرت رضا بریلوی دیوان گان مصطفیٰ کی بھیڑ میں دور سے پہنچانے جاتے ہیں۔ مدنی فیضان کی بارش میں شرابور وجود ہی غمازی کرتا ہے۔ تجلیات نبوت کی کرنوں سے جگمگاتا ان کا سراپا زبان حال سے بولتا اور عرفان محبت سے مزین ان کا گرد و پیش خود ہی پکاراٹھتا ہے۔

لطف ان کا عام ہو ہی جائے گا

شاد ہر نا کام ہو ہی جائے گا

بے نشانوں کا نشان ملتا نہیں

مٹنے مٹنے نام ہو ہی جائے گا

ان کی شخصیت عشق کی بھٹی میں تپ کر، محبت کی چھلنی میں چھن کر اور احترام و ادب کی میزان پر تل کر ایسی نرالی، کھری، انوکھی اور ایلی ہو گئی تھی کہ ان کی حرکت و حرارت زندگی و بندگی جلوت و خلوت گلہائے عشق کا وہ گلدستہ ہے جس کی خوشبوئے جانواز سے ایمان و عقیدت کی کلیاں گلشن بد اماں ہیں ان کے فکر و عمل کے آفاق پر محبت محبوب خدا کی مستی ایسی چھانی ہوئی تھی کہ ان کے شبستان وجود میں بس عشق مصطفیٰ کے جلوہ ہائے خوش

رنگ کی رعنائیاں، زیبائیاں اور کھکشاں ہی کھکشاں ہے۔

عشق رسول ان کی زندگی میں جان بکھر چا بسا تھا یہی وجہ ہے کہ ان کی نجی زندگی سے لیکر عوامی زندگی تک اور تحقیق سے لیکر تخلیق شہ پاروں تک ہر جگہ عشق ہی عشق کی کارفرمائی نظر آتی ہے بقول میر تقی میر:

عشق ہی عشق ہے جہاں دیکھو

ساری دنیا میں بھر رہا ہے عشق

قرون اولیٰ سے لیکر آج تک عاشقان جمال مصطفائی برابر پیدا ہوتے رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے اسلام کے ان جبالے فرزندوں نے ہمیشہ اپنا سب سے بڑا سرمایہ حیات اور سامان آخرت عشق رسول ہی کو سمجھا ہے اور جان دیکر بھی ہاتھ آجائے تو اس کو ازراں جانا ہے۔ حضرت رضا بریلوی بھی اپنے ان پیش روؤں سے کسی طرح پیچھے نہیں بلکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ وہ مقام عشق میں اس بلندی پر فائز ہیں جہاں شرع عشق سے نشیں آباد ہوتے ہیں۔ جہاں حرکت نفس سے ادب کے چراغ جلتے ہیں جہاں جلوؤں کی برسات میں پوری فضاء بھیگی بھیگی اور سوز و ساز کی بہتات سے کیف و الم کی پتھریلی زمین بھی گیلی گیلی معلوم ہوتی ہے۔ وہ عشق اور تقاضائے عشق محبت اور رموز محبت سے اچھی طرح آگاہ ہیں محبوب کی بارگاہ میں حاضری کا قرینہ کوئی آپ کے قلب عظمت آشنا سے پوچھے اور محبت رسول کی سرور بخش چاندنی سے فیض اکتسابی کا طریقہ کوئی آپ کی شخصیت سے دیکھے پہلے حرم محترم میں داخلے کے آداب بتاتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا

ارے سرکا موقع ہے اوجانے والے

اس کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

”جب در مسجد پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے قدرے توقف کرے گویا سرکار سے اذن حضوری کا طالب ہے اس وقت جواب و تعظیم واجب ہے مسلمانوں کا قلب خود واقف ہے۔ زہرا نہار، اس مسجد اقدس میں کوئی صرف چلا کر نہ کہے یقین جان کہ وہ مزار اعظم و انور میں بحیات ظاہری، دنیاوی حقیقی ویسے زندہ ہیں جیسے پیش از وفات تھے۔ اب وہ وقت آیا کہ دل کی طرح رخ بھی اس پاک جالی کی طرف ہو گیا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب عظیم الشان کی آرام گاہ رفیع المکان ہے (علیہ السلام) گردن جھکائے آنکھیں پٹی کیے لرزتا کا پتلا بید کی طرح تھر تھراتا، ندامت گناہ سے عرق شرم میں ڈوب با قدم بڑھا خضوع و وقار، خشوع و انکسار کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرو۔ سوا سجدہ و عبادت کے جو بات ادب و اجال میں اکل ہو بجالا زہرا نہار جالی شریف کے پوسر و مس سے دور رہے کہ خلاف ادب ہے اب نہایت ہیبت و وقار کے ساتھ مجرا و تسلیم بجالا، بد آواز حزیں و صورت درد آگیز، و دل شرمناک و جگر صد چاک معتدل آواز سے نہایت نرم

وہ بہت بلند و سخت عرض کر الصلوٰۃ والسلام علیہا ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ (البیروۃ الوضیہ)

محبوب کے ذکر و تذکرے سے اپنے وجود کو نور و سرور بخشان کی یاد سے دلوں کی فصل بہار کو تازہ و تابندہ رکھنا ان کے تصور و خیال سے بے قراری دل کے لئے طمانیت و سکینیت کے پھول چٹنا اور حیات کے ان لمحوں کو سرمایہ حیات جاننا یہی تو ایک سچے عاشق کی پہچان اور اس کے عشق کا صحیح عرفان ہے پھر یاد کی جنہیں زمانہ زمانے سے یاد کر رہا ہے ذکر ان کا جتنے ذکر کو خدا نے اپنا ذکر بنالیا ہے۔ بات ان کی جتنی ہر بات ہزار بات کی ایک بات اور محبت و پیار کی سوغات سے پھر کیوں نہ عشاق ان کے ذکر و فکر میں مست و سرشار رہیں حضرت رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

..... نبی ﷺ بلکہ تمام انبیاء و اولیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یاد خدا کی یاد ہے کہ ان کی یاد ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی ہیں۔ مع خدا نبی ﷺ کی یاد مجالس و محافل میں پونہ ہوتی ہے کہ حضرت حق تبارک و تعالیٰ نے انہیں یہ مراتب بخشے، یہ کمال عطا فرمائے، اب چاہے اسے نعت سمجھ لو یعنی ہمارے آقا ﷺ ایسے ہیں جنہیں حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے درجے دیئے اس وقت یہ کلام کریمہ ”ورفعنا بعضہم درجت“ کی قبیل سے ہوگا چاہے سمجھ لو یعنی ہمارا مالک ایسا ہے جس نے اپنے محبوب کو یہ رتبے بخشے اس وقت یہ کلام کریمہ ”هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق“ کے طور پر ہو جائے گا حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سے فرماتا ہے ”ورفعنا لک ذکرک“ اور بلند کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر سید ابن عطا قدس سرہ سے یوں نقل فرماتے ہیں ”جعلتک ذکر امین ذکر فیمن ذکرک ذکر فی“ یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔ بالجمہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ ﷺ کی یاد خدا کی یاد ہے۔ بحکم اطلاق جس طریقہ سے ان کی یاد کی جائے حسن و محمود ہی رہے گی (اقامۃ القیامہ)

کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کا فریر قیامت کیجئے تصور عشق کا بھی وہ داعیہ تھا کہ آپ نے حمد خدا بھی کیا ہے تو عشق مصطفیٰ میں ڈوب کر کیا ہے۔ تعریف خدا کی ہے مگر ذکر محبوب خدا کا ہے دیکھئے حمد خدا کا یہ نرا انداز۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا..... تجھے حمد ہے خدا یا وہ کسی اور کا کوئی اور محبوب ہوگا جو ہاتھ کے عصا سے بھی مجبور ہوگا۔

حضرت رضا بریلوی کا محبوب خدا کی عطا سے کوئین کا داتا ہے اللہ نے انہیں کوئین کے خزانے کی چابی عنایت کی ہے جسے چاہیں جتنا چاہیں عطا فرماتے ہیں۔ حضرت رضا بریلوی کو اپنے محبوب کے اختیار و عطا پر ایسا یقین کامل حاصل تھا کہ کسی اور کی طرف ان کی غیرت نے بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ انہوں نے اپنے آقا کے کرم پر اعتماد کیا اور آقا نے اپنے در کے اس منگت کی ایسی پذیرائی فرمائی کہ منگت کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین سے جھولی مراد بھرتی نظر آئی اپنی کرم فرمایوں سے ایسا مال مال کیا کہ عالم بے خود و سرخوشی میں وہ اس عنایت بے نہایت پر ہمیشہ وجد کناس رہے دیکھئے ان کے اذعان و ایتقان کا یہ عالم۔ بالجمہ وہ تمہارے لئے دفع البہانہ سہی مگر لا واللہ ہمارا ٹھکانہ تو ان کی بارگاہ بے کس پناہ کے سوا نہیں۔

منکر اپنا اور حامی ڈھونڈ لیں  
آپ ہی ہم پر تو رحمت کیجئے  
بلکہ لا واللہ اگر بغرض غلط بغرض باطل عالم میں اُسے جدا کوئی دوسرا حامی بن کر آئے بھی تو ہمیں اس کا احسان لینا منظور نہیں وہ اپنی حمایت اٹھار کھے ہمیں ہمارے مولائے کریم جل جلالہ نے بے ہمارے استحقاق، بے ہماری لیاقت کے اپنے محبوب کا کر لیا اور اسی کی وجہ کریم کو حمد قدیم ہے اب ہم دوسرے کا بننا نہیں چاہتے جس کا کھایے اسی کا گائے۔

چون دل بادلبرے آرام گیر  
ز وصل دیگرے کے کام گیر  
یا تو یوں ہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں  
منت غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں  
تیرے کلڑوں سے پہلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال  
جھڑ کیا کھائیں کہا چھوڑ کے صدقہ تیرا..... (الامن والعلی)

حضرت رضا بریلوی نے علم سے عشق تک اپنے اکابرین کے افکار کی نمائندگی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے علم و عشق کا سلسلہ المذہب مصطفیٰ ﷺ سے ہوتا ہوا خدا تک متصل ہے جو کچھ لکھا یا کہا ہے ان سے ان اکابر کے افکار و عقائد کی تجلی ٹپکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ تحریر کی پختگی اور قول و عمل کی بے مثل درستی دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا ہے کہ ان اکابرین کے دامن کی وابستگی اور ان کے افکار و عقائد کی نمائندگی کا فیضان ہمیشہ آپ کا رہبر و رہنما رہا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ آپ کا سیال قلم دامن قرطاس پر یہ علم و فکر کے لعل و گوہر سجا تا رہی رہتا تھا مگر کہیں پر نہ لفظی تضاد ہے اور نہ ہی کہیں معنوی فساد خود حضرت رضا بریلوی کو اس علاقہ روحانی و نورانی پر کتنا ناز تھا اس تناظر میں ذرا ان کی تحریر دیکھئے علم غیب مصطفیٰ علیہ السّیۃ و الثّناء کے حوالے سے شواہد و حقائق پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ کہنا آسان تھا کہ احمد رضا رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کا قائم ہو گیا



خوشید رسالت سے اکتساب نور و فیض کیا قرآن اور صاحب قرآن کے عرفان و فیضان سے جن کے قلب کی دنیا ہمیشہ مست و شاداب رہی جن کی عظمت و شان کا خطبہ قرآن کریم نے پڑھا جن سے محبت کرنے اور رکھنے کا حکم صاحب قرآن نے دیا یہی وجہ ہے کہ وہ حضرات عالم اسلام کے مسلمانوں کے مرکز عقیدت و احترام تھے، ہیں اور رہیں گے۔

حضرت رضا بریلوی کو صحابہ کرام سے ایسی والہانہ محبت تھی کہ کیا مجال کہ انکی شان سے گرا ہوا کوئی لفظ آپ سیں اور برداشت کر لیں ایسے موقع پر آپ تڑپ تڑپ اٹھتے بر ملا اپنی ناگواری کا اظہار فرماتے خواہ یہ غلطی کسی بڑے سے بڑے آدمی ہی سے کیوں نہ ہوئی ہو؟ چنانچہ علامہ طحاوی جیسے عظیم فقیہ نے ایک جگہ یہ جملہ کہہ دیا ”کہا تو ہم بعض الصحابة“ جیسا کہ بعض صحابہ کو وہم ہوا ہے صحابہ کرام کی طرف وہم کی نسبت کرنا حضرت رضا بریلوی سخت ناگوار گذرا اور فوراً تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ”اقول لهذا اللفظ بعيد عن الادب فليجتنب“ میں کہتا ہوں یہ لفظ ادب سے بعید ہے اس لئے اسے احتراز کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۴۴۲) سوچنے کی بات ہے کہ جب وہ صحابہ کے لیے اُن کی شان سے گرا ہوا لفظ سننے کو تیار نہیں ہیں اور اس سلسلے میں اپنے اکابر کی تنبیہ سے بھی گریز نہیں کرتے تو پھر آقائے کونین کی شان میں تحقیر آمیز جملہ سن کر آپ کیسے مضطرب ہوتے ہوں گے..... آپ کی تحریرات میں ہر وہ جگہ جہاں آپ نے عظمت رسول کے تعلق سے دفاعی مورچہ سمجھا لایا ہے آپ کے عشق کا تیور دیکھنے کے لائق ہے یہ شعر انہیں درد و اضطراب کا علامہ ہے۔

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار

اعدا سے کہدو خیر منائیں نہ شر کریں

ان کی شخصیت کے جس رخ کو دیکھتے محسوس یہ ہوگا کہ ان کی سوچ و فکر پر بھی غیرت عشق کے پہرے بیٹھے ہوئے ہیں ان کی تحریر کی رگ رگ میں جو ہم عشق رسول کے شرارے دیکھتے ہیں یہ تصور جانائیں ڈوبے رہنے ہی کا نورانی فیضان ہے۔ یہ فیضان مدینہ کی محسوس برکتیں نہیں تو اور کیا ہیں کہ سرکارِ دو عالم کے عرفان محبت کے لیے آپ کی شخصیت کا مل پہچان تسلیم کی جارہی ہے جو جس قدر آپ سے فکری رشتہ مضبوط رکھتا ہے وہ اتنا ہی کامل الایمان سمجھا جاتا ہے بلکہ بقول حضرت علامہ سید علوی مالکی آپ کی محبت ایمان کی پہچان اور آپ سے بغض نفاق کی علامت ہے (دبستان رضا)

بس یہ سمجھ لیجئے کہ عشق مصطفیٰ کی تصویر پر تویر کا نام احمد رضا ہے..... عظمت صحابہ کے پاسان کا نام احمد رضا ہے..... اکابرین ملت اور اساطین امت کی امانت کا نام احمد رضا ہے..... غوث اعظم کے کردار اور امام اعظم کے افکار کا نام احمد رضا ہے.....

مگر نہ دیکھا کہ احمد رضا کی جان کن مبارک دامنوں سے وابستہ ہے احمد رضا کا سلسلہ اعتقاد و علماء اولیاء، ائمہ، صحابہ سے محمد رسول اللہ ﷺ اور محمد رسول اللہ ﷺ سے اللہ رب العالمین تک مسلسل ملا ہوا ہے والحمد للہ رب العالمین (خالص الاعتقاد)

علم اور عشق کے الگ الگ دائرے اور تقاضے ہیں مگر وہ علم جو عشق کی نورانیت سے متجلی ہو اور وہ عشق جس کے خمیر میں علم کی خوشبو رچی بسی ہو یعنی علم جب عشق کا پاسان اور عشق جب علم کا ترجمان ہو جائے تو پھر جوابات باقی نہیں رہتے پھر تودل کی مسند ناز ہوتی ہے اور محبوب کی جلوہ گاہ خاص اور ایسے میں علمی موضوعات کی ذریعہ رموز و اسرار آشکار ہوتے ہیں کہ بادی النظر میں سوچا بھی نہیں جاسکتا بس دیکھتے جانیے اور جھومتے جانیے علماء کے درمیان یہ مسئلہ بڑا محرکہ الآرا رہا ہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟

اپنے اپنے انداز فکر اور پرواز خیال کے دائرے میں سب نے حقائق و شواہد کے اجالے میں گفتگو کی ہے مگر عاشق جمال مصطفوی حضرت رضا بریلوی کی بات ہی کچھ اور ہے۔ مختلف بیانیہ بیان میں آپ نے اس کا ادب آموز حل پیش فرمایا ہے۔ بظاہر جواب الگ الگ ہے مگر ہر جگہ ایک ہی سیل عشق کی روانی ہے جو فو و محبت کی کہانی سارہی ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں۔

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد

ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہد و

مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیر و شر کی ہے

شان جمال طیبہ جانان ہے نفع محض

وسعت جلال مکہ میں سود و ضرر کی ہے

کعبہ اللہ کا گھر ہے، اور کنبد خضریٰ سرور کونین کا کاشانہ دل ناصبور سخت حیران ہے کہ کس کو فضل جانے خدا کے گھر کو کہ محبوب خدا کی آرام گاہ کو، یہ وہ نازک فیصلہ ہے جو کوئی بندہ عشق ہی کر سکتا ہے سنے عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا کیا کہتے ہیں داد دیجئے ان کے ناموس عشق اور پاس محبت کو کہ محب کی شان بھی بحال اور محبوب پر آنچ بھی نہیں آنے دی فرماتے ہیں:

کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دلہن مگر

ساری بہار دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے

دونوں نہیں جیجی انیلی دولہن مگر

جوپ کی پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

سرسبز وصل یہ ہے سیہ پوش بھر وہ

چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

..... (حدائق بخشش)

فرش گیتی پر صحابہ کرام و مقدس نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے بلا واسطہ

وسنت کی روشنی میں نہ صرف یہ کہ آپ نے نکھار کر پیش کر دیا ہے بلکہ پوری زندگی اس پر عمل پیرا بھی رہے سنے وہ کس در و سوز سے فرماتے ہیں دشمن تین ہیں ایک تیرا دشمن، ایک تیرا دوست کا دشمن، ایک تیرے دشمن کا دوست، اللہ عز و جل کے دشمن تینوں قسم کے ہیں ایک تو ابتداء ان کے دشمن، دوسرے محبوبان خدا کے دشمن تیسرے ان دشمنوں میں کسی کے دوست ہیں، ہر مسلمان پر فرض عظیم ہے کہ اللہ کے سب دوستوں سے محبت رکھے، اور اس کے سب دشمنوں سے عداوت رکھے یہ ہمارا عین ایمان ہے محمد تعالیٰ میں نے جسے ہوش سنبھالا ہے اللہ کے سب دشمنوں سے دل میں سخت نفرت ہی پائی ہے۔ (المفلو ظ)

ان کا یہ تصور عشق ان کی عظیم نظم و نثر تک محیط ہے۔ انکی نگارشات کا قاری جانتا ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی حمد کے جلوے ہیں کہیں نعت مصطفیٰ کی زمزمہ خوانی ہے اور کہیں اولیاء کرام کی مدح سرائی اور کہیں دشمنان محبوبان خدا کی تحقیر و مذمت چونکہ ان کی زندگی عشق مصطفیٰ ہی سے عبارت تھی وہ انہیں کے لئے جی رہے تھے انہیں کی محبت کے لطائف سے اپنے نہاں خانہ دل کو سنوارا کرتے تھے اس لئے انہیں اس بارگاہ عالی سے اس کا حسین صلہ ملنے کا بھی یقین واثق تھا دنیا سے ایمان کی دولت گراں بے بہا لے کر جانا کس صالح قلب کی تمنا نہیں ہے لیکن حضرت رضا بریلوی کا انداز تمنا دیکھئے:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام  
لہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا  
قبر کی تاریکی، اکیلا پن اور اس پر تکیرین کے سوالات کون ہے جو  
اس تصور سے گھبرانہ جائے لیکن حضرت رضا بریلوی کا اطمینان دیکھئے  
فرماتے ہیں:

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے  
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے  
آقائے کونین کے عشق سے انہیں اور کیا کیا نعتیں  
ملیں، انہوں نے عشق مصطفیٰ کو کیسا پایا زندگی عشق مصطفیٰ کی نذر کردی انجام  
کیا ہوا اور انعام کیا ملا، تو فرماتے ہیں:

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا  
جاگی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

□ □ □

ان کے اپنے تو ان کو عاشق مصطفیٰ مانتے ہی ہیں کمال یہ ہے کہ ان کے بیگانے بھی انہیں عاشق مصطفیٰ ہی جانتے ہیں مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں میرے دل میں احمد رضا کے بے حد احترام وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا (دبستان رضا) تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کہتے ہیں ”اگر کسی کو محبت رسول سیکھنی ہو تو مولانا بریلوی سے سیکھے۔“ (مجلہ معارف رضا ۶۹۱) مولوی اور یس کاندھلوی کہتے ہیں۔ مولانا احمد رضا کی بخشش تو انہیں فتوؤں کے سبب ہو چائیگی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔ (امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت)

ان کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنی شبانہ یومیہ محنت سے مسلمانوں کے دلوں میں عشق مصطفیٰ کی جوت چگا دی، وہ نام سے لیکر کام تک ہر شے میں نسبت محمدی کو زندہ دیکھنا چاہتے تھے وہ جلوت و خلوت کو ان کے انوار و تجلیات سے آباد رکھنے کے داعی تھے دیکھئے انکو علو سے فکر تقدیس خیال، تطہیر بیان، فرماتے ہیں یوں تو عبد اللہ تمام جہاں ہے مگر سچا عبد اللہ وہ ہے جو عبد المصطفیٰ ہے۔ (المفلو ظ)

لوگ بندہ ہونا آسان سمجھتے ہیں مگر بندہ کی حقیقت کو سمجھنا اور بندگی کی تہہ میں چھپے ہوئے لعل و گوہر سے آشنا ہونا کتنا مشکل ہے یہ اہل نظر ہی جانتے ہیں اس حقیقت کے چہرے پر پڑی ہوئی نقاب کو سر کا نا احمد رضا ہی کو آتا ہے یہ انہیں کے عشق کا حصہ ہے ہر عبد اللہ کو حقیقی عبد اللہ بن جانے کی طرف جو آپ نے اشارہ کیا ہے وہ خود آپ کے فنا فی الرسول سے فنا فی اللہ ہو جانے کا روشن ثبوت ہے فہم کا یہی عروج، فکر کا یہی ارتقا، اور فنا للبقاء کا یہی وہ ادعیا تھا جس نے آپ کو اپنے نام احمد رضا کے ساتھ عبد المصطفیٰ لکھنے پر مجبور کیا تھا، اپنے اس انداز نظر پر وہ اتنے مسرور ہیں کہ ایک شعر میں فرماتے ہیں:

خوف نہ رکھ رضا ذات تو ہے عبد مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

حضرت رضا بریلوی کا معیار محبت اتنا بلند ہے کہ اس بلندی کو جھانکتے ہوئے کج کلاہان زمانہ کے سروں سے ٹوئیاں گر پڑتی ہیں بہت سے حضرات نے ان کے شدت عشق کو عقل کے پیانے سے ناپنے کی ناکام کوشش کی ہے حق یہ ہے کہ احمد رضا کے عشق کو سمجھنے کے لئے کسی احمد رضا ہی کی ضرورت ہے..... عشق حقیقی کا اصلی معیار کیا ہے کتاب



## اصلاح معاشرہ اور امام احمد رضا

وہ الفاظ بے معنی ہیں اور فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لہم۔ (القرآن الکریم ۵۹/۲) میں داخل، کہ ظالموں نے وہ بات جس کا انہیں حکم تھا ایک اور لفظ سے بدل ڈالی۔ فأنزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون ۳۔ (القرآن الکریم ۵۹/۲) **ترجمہ:** تو ہم نے آسمان سے ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکم کا۔

یونہی تحریر میں القلم احد اللسانین (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ ت۔) بلکہ فتاویٰ تاتارخانیہ سے منقول کہ اس میں اس پر نہایت سخت حکم فرمایا اور اسے معاذ اللہ تخفیف شان نبوت بتایا۔

مخطوط علی الدر المختار میں ہے: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام لکھنے کی محافظت کی جائے اور اس کی تکرار سے تنگ دل نہ ہو اگرچہ اصل میں نہ ہو اور اپنی زبان سے بھی درود پڑھے۔ درود یا رضی اللہ عنہ کی طرف لکھنے میں اشارہ کرنا مکروہ ہے بلکہ پورا لکھنا چاہیے۔ تاتارخانیہ کے بعض مقامات پر ہے کہ جس نے علیہ السلام ہمزہ اور میم سے لکھا، کافر ہو گیا کیونکہ یہ تخفیف ہے اور انبیاء کی تخفیف بغیر کسی شک کے کفر ہے، اور یہ نقل صحیح ہے تو اس میں قصد کی قید ضرور ہوگی ورنہ بظاہر یہ کفر نہیں ہے، ہاں احتیاط ابہام اور شبہ سے بچنے میں ہے۔

(۱) حاشیہ المخطوط علی الدر المختار خطیہ: کتاب المکتبۃ العربیہ کوئٹہ ۱/۶

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰، صفحہ 466)

**5۔ مشکل کشا کا روزہ:** اعلیٰ حضرت سے سوال کیا گیا کہ عورتیں مشکل کشا کا روزہ رکھتی ہیں یہ کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ”روزہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اگر اللہ کا روزہ رکھیں اور اس کا ثواب مولیٰ علی کو نذر کریں تو کوئی حرج نہیں۔ مگر اس میں یہ کرتی ہیں کہ روزہ آدھی رات تک رکھتی ہیں، شام کو افطار نہیں کرتیں۔ آدھی رات کے بعد گھر کا کوڑکھو ل کر کچھ دعا مانگتی ہیں۔ اس وقت روزہ افطار کرتی ہیں۔ یہ شیطانی رسم ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۳)

**6۔ پتنگ بازی:** پتنگ بازی اور اسکی لوٹی ہوئی ڈور کے تعلق سے فرماتے ہیں ”کنکنا اڑانا ابوہو لعب (کھیل کود) ہے اور ہونا جائز ہے۔ اور اس ڈور (لوٹی ہوئی ڈور) سے کپڑا یا تو اس کپڑے کا پہننا حرام ہے۔“ (احکام شریعت، حصہ اول)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنے کی جو کوششیں کی ہیں وہ بے مثال ہیں۔ ایک ایسے وقت میں جب مسلم معاشرے میں طرح طرح کی خرابیاں اور برائیاں گھر کر گئی تھیں۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے نہ ان خرابیوں کو محسوس اور ایک مصلح کے طور پر ان خرابیوں کو دور کیا۔ ہم اصلاح معاشرہ کے تعلق سے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی کوششوں کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

**1۔ نسب پر فخر کرنا:** آج کے دور میں نسب پر فخر کرنا عام و بایہ ہے ہر کوئی اپنے آپ کو نسب کے اعتبار سے بڑا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ”شرع شریف میں شرافت قوم پر منحصر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میں زیادہ مرتبہ والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں زیادہ تقویٰ والا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ)

اور فرماتے ہیں ”اگر کوئی چار بھی مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام ہے، وہ ہمارا دینی بھائی ہے۔“ ایک جگہ فرماتے ہیں ”دھوئی (مسلمان) کے یہاں کھانے میں کوئی حرج نہیں، یہ جو جالوں میں مشہور ہے کہ دھوئی کے یہاں کھانا ناپاک ہے، باطل ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ)

**2۔ طاقتوں پر شہید مرہ:** کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت یا طاق پر شہید رہتے ہیں، اور وہاں جا کر لوگ فاتحہ دلاتے ہیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اس تعلق سے فرماتے ہیں ”یہ سب واہیات خرافات اور جاہلانہ حماقت (بیوقوفی) اور بطلان ہے، اسکا ازالہ لازم۔“ (احکام شریعت، حصہ اول)

**4۔ درود شریف کی جگہ صا، صلعم لکھنا:** حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کریم کے ساتھ جس طرح زبان سے درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اہم صل و سلم و بارک علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ ابدال (اے اللہ! آپ پر اور آپ کی آل اور آپ کے صحابہ پر ہمیشہ ہمیشہ درود و سلام اور برکت نازل فرما۔ ت)

درود شریف کی جگہ فقط صا یا صلعم یا صلعم کہنا ہرگز کافی نہیں بلکہ

**7- مرد کا چوٹی رکھنا:** آج کل کچھ لوگ جو اپنے آپ کو صوفی اور فقیری لائن کے کہلاتے ہیں، ان لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ لمبی لمبی چوٹی رکھ لیتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ”مرد کو چوٹی رکھنا حرام ہے اگرچہ کچھ فقیر رکھتے ہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کی لعنت ہے ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور ایسی عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت پیدا کریں“۔ (الملفوظ)

**8- ناش و شطرنج کھیلنا:** اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ناش و شطرنج کھیلنا دونوں ناجائز ہیں اور ناش زیادہ گناہ و حرام کہ اس میں تصاویر بھی ہیں۔ (احکام شریعت، صفحہ 231)

**9- شادی کی رسمیں:** آج کل شادی میں بہت ساری غلط رسمیں رائج ہو گئی ہیں، وہ مسلمان جو مغربی تہذیب کا دیوانا ہو گیا ہے وہ ان رسموں کو بجالانا اپنے لئے فخر سمجھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ”آتش بازی جس طرح شادیوں میں اور شب برأت میں رائج ہے، بیشک حرام اور پورا حرام ہے کہ اس میں مال کو برباد کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح یہ گانے باجے کہ ان بلاد (شہروں) میں معمول و رائج ہے بلاشبہ ممنوع اور ناجائز ہے۔“

اسکے آگے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ”جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ اگر نادانستہ (بھول کر) شریک ہو گئے تو جس وقت اس قسم کی باتیں شروع ہوں اور ان لوگوں کا ارادہ معلوم ہو، سب مسلمان مردوں اور عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً اسی وقت اٹھ جائیں۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد 9)

**01- انگریزوں کی بنی اشیا کا حکم:** انگریزوں اور کافروں کی بنی ہوئی اشیا کے استعمال کے متعلق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ اصل اشیا میں طہارت و حلت ہے جب تک تحقیق نہ ہو کہ اس میں کوئی ناپاک یا حرام چیز ملی ہے محض شبہ پر نجس و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 21، صفحہ 620)

**11- فال نکالنا:** لوگوں کا قرآن پاک اور دیگر کتب سے فال نکالنے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ فال ایک قسم کا استخارہ ہے، استخارہ کی اصل کتب احادیث میں بکثرت موجود ہے۔ مگر یہ فالنامے جو عوام میں مشہور اور اکابر کی طرف منسوب ہیں بے اصل و باطل ہیں، اور قرآن عظیم سے فال کھولنا منع ہے، اور دیوان حافظ وغیرہ سے بطور تقاول جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 23، صفحہ 397)

**21- انگریزی قلم و روشنائی سے تعویذ لکھنا:** انگریزوں اور کافروں کی بنی ہوئی قلم اور روشنائی سے تعویذ لکھنے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ فرماتے ہیں۔ تعویذات و اعمال میں ایسی اشیا سے انتر از ضرور ہے جس میں ناپاک چیز کا میل ہو، اگرچہ بروجہ شہرت و شبہ جیسے

پڑیا کی رنگت اس سے تعویذ نہ لکھا جائے بلکہ ہندوستانی سیاہی سے لکھا جائے، رہا وہ قلم وہ مثل سیاہی تعویذ کا جز نہیں ہو جاتا لہذا اس میں کوئی حرج نہیں، ہاں ان کاموں میں انگریزی اشیا سے انتر از بہتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 397)

**31- بے وضو وظائف پڑھنا:** اوراد و وظائف کے پڑھنے کے آداب کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وظائف جو احادیث میں ارشاد ہوئے یا مشائخ کرام نے بطور ذکر الہی بتائے ہیں ان کو بغیر وضو کے بھی پڑھ سکتے ہیں اور با وضو بہتر، ان میں حسب حاجت بات بھی کر سکتے ہیں یعنی نیک بات مگر وہ وظیفہ جس میں عدم کلام کی شرط فرمادی گئی ہے، اس میں بات نہ کی جائے اور ذکر پر سلام کرنا مطلقاً منع ہے اور اگر کوئی کرے تو ذکر کو اختیار ہے کہ وہ جواب دے یا نہ دے۔ ہاں اگر کسی کو سلام یا جائز کلام کا جواب نہ دینا اس کی دل شکنی کا موجب بنے تو جواب دے کہ مسلمان کی دلہاری وظیفہ میں بات نہ کرنے سے اہم و اعظم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 399)

**41- سفر کس دن کیا جائے:** اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سفر پر جانا کس دن بہتر ہے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں، ہر سفر پر جانے کو دو شنبہ، پنج شنبہ، شنبہ بہتر ہیں نہ ایسے کہ ان کی رعایت واجب ہو بلکہ حرج نہ ہو تو اولیٰ ہے اور حرج ہو تو جس دن بھی ہو تو اللہ پر توکل کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 400)

**51- مسجد میں سوال کرنا:** مساجد وغیرہ میں اونچی آواز میں چندہ مانگنے اور سوال کرنے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جو مسجد میں غل مجاہدیت ہے، نمازیوں کی نماز میں خلل ڈالتے ہیں، لوگوں کی گردنیں پھیلا رکھتے ہوئے صفوں میں پھرتے ہیں مطلقاً حرام ہے، اپنے لیے ہو خواہ دوسروں کے لیے (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 401)

**61- شہید قرآن عظیم کے اوراق کا کیا کیا جائے:** قرآن عظیم کے بوسیدہ اوراق اور پھٹ جانے والے صفحات کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اسے مثل مسلم دفن کریں یعنی اوراق کو جمع کر کے پاک کپڑے میں لپیٹیں اور ایسی جگہ جہاں پاؤں نہ پڑتا ہو عمیق بغلی قبر اس کے لائق کھود کر اس میں سپرد کردیں، اگر اوراق تھوڑے ہوں تو یہ سب سے اولیٰ ہے کہ ایک ایک یا زیادہ کا تعویذ بنا کر اطفال مسلمین کو تقسیم کر دیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 404)

**71- اللہ کے نام دس لوگوں کو بھیجنا:** اکثر لوگوں کو موبائل پر یا کوئی کارڈ وغیرہ تقسیم کیے جاتے ہیں جن پر اللہ کے نام یا قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں کہ یہ مسیح یا کارڈ دس لوگوں میں تقسیم کریں ورنہ نقصان ہوگا، اس کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہ شخص بے اصل



بات ہے، اس پر عمل نہ کیا جائے، ناحق تصبیح مال ہے اور دھمکی غلط و باطل ہے، ان کارڈوں پر ناخدا ترس لوگ آیات کریمہ لکھتے ہیں کہ ان کی نقلیں کر کے بھیجو حالانکہ وہ بے وضو بلکہ حسب بلکہ کفار کے ہاتھ میں آتی ہیں اور زمین پر رکھ کر ان پر ڈاک کی مہریں لگائی جاتی ہیں، قرآن عظیم کی اس بے ادبی کا وبال ان لکھنے والوں پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 404)

**81. سفارش کرنا:** لوگوں کی کسی کے متعلق سفارش کرنے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، نیک بات میں کسی کی سفارش کرنا مثلاً سفارش کر کے مظلوم کو اس کا حق دلادینا یا کسی مسلمان کو ایذا سے بچالینا یا کسی محتاج کی مدد کر دینا سفارش حسنہ ہے، ایسی سفارش کرنے والا اجر پائیگا اگرچہ اس کی سفارش کا رگرنہ ہو، اور بری بات کے لئے سفارش کر کے کوئی گناہ کر دینا سفارش سیئہ ہے اس کے فاعل پر اس کا وبال ہے اگرچہ نہ مانی جائے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 407)

**91. مرد کا انگوٹھی پہننا کیسا:** مرد کا انگوٹھی پہننے کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی کہ وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل ہے۔ اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے ہاں تکبر یا زنا نہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں اس کی بات جدا ہے۔ یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہئے کہ سارا دارو مدار نیت پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 141)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں، مرد کو ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی جائز ہے دو یا زیادہ نگ حرام کہ زیور زنانہ ہو گیا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 544)

**02. مزارات پر عورت کی حاضری:** مزارات پر عورت کی حاضری کے متعلق اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ مزار پر عورت کا جانا سوائے روضہ رسول شریف صلی اللہ علیہ وسلم جائز نہیں۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: لعن اللہ زوارات القبور (قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے)۔

(۲۔ سند احمد بن حنبل حدیث حسان بن ثابت دار الفکر ج ۳/ ۴۴۲) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: کنت تھبتکم عن زیارة القبور الا فزورواھا۔ میں نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، سن لو اب ان کی زیارت کرو۔ (سنن ابی داود)

علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا اس اجازت بعد الہی میں عورات بھی داخل ہوئیں یا نہیں، اصح یہ ہے کہ داخل ہیں کمافی المحر الرائق (جیسا کہ بحر الرائق میں ہے) مگر جو ان میں ممنوع ہیں جیسے مساجد سے اور

اگر تجدید حزن مقصود ہو تو مطلقاً حرام۔  
اقول: قبور اقرباء پر خصوصاً بحال قرب عہد ممات تجدید حزن لازم نہا ہے اور مزارات اولیاء پر حاضری میں احدی الشیعتین کا اندیشہ یا ترک ادب یا ادب میں افراط ناجائز تو سمیل اطلاق منع ہے ولہذا اغنیہ میں کراہت پر جزم فرمایا البتہ حاضری و خاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اعظم المہند وبات بلکہ قریب واجبات ہے۔ اس سے نہ روکیں گے اور تعدیل ادب سکھائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 9، صفحہ 735)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ”یہ نہ پوچھو کہ عورتوں کا مزاروں پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ بلکہ یہ پوچھو کہ اس عورت پر کس قدر لعنت ہوتی ہے اللہ کی طرف سے اور کس قدر صاحب قبر کی جانب سے۔ جس وقت وہ گھر سے ارادہ کرتی ہے لعنت شروع ہو جاتی ہے اور جب تک واپس آتی ہے فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں“۔ (المملووظ)

**12۔ بیماری کا ذکر لگنا:** لوگوں میں مشہور ہے کہ ایک سے بیماری اذکر دوسرے کو لگ جاتی ہے۔ اس باطل نظریے کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کسی کو بیماری اذکر لگ جاتی ہے کہ یہ خیال تو باطل محض ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیثوں میں اسے رد فرمایا: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مرض میں تعدیہ نہیں۔ (بخاری) (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 102)

**22۔ شادی میں ڈھول مہاجے:** شادیوں میں ڈھول باجے جیسی خرافات کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ شرع مطہر نے شادی میں دف جس میں جلاجل نہ ہوں اور قانون موسیقی پر نہ بجائیں جائز رکھا ہے۔ ڈھول تاشے باجے جس طرح رائج ہیں جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 154)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ دف کہ بے جلاجل یعنی بغیر جھنجھکا ہو اور تال سم کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محل فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب و مندوب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 643)

**32۔ گھر، گھوڑا، عورت کو منحوس سمجھنا:** آج کل لوگوں میں ہندوؤں والی جاہلانہ سوچ اور نظریات بہت پائے جاتے ہیں۔ جن میں ایک نظریہ گھر، گھوڑا اور عورت کو منحوس سمجھنا بھی ہے کہ ان کی وجہ سے بلائیں آتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس باطل نظریے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ گھر اور گھوڑا اور عورت منحوس سمجھنا یہ سب محض باطل و مردود خیالات ہندوؤں کے ہیں، شریعت مطہرہ میں ان کی کوئی اصل نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 220)

**42۔ سناروں کی وجہ سے بارش کا آنا:** لوگوں میں

ایک یہ غلط نظریہ بھی رائج ہے کہ ستاروں کی وجہ سے بارشیں آتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اس بات کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔ کواکب (ستاروں) میں کوئی سعادت و محسوس نہیں اگر ان کو خود مؤثر جانے شرک ہے اور ان سے مدد مانگے تو حرام ہے ورنہ ان کی رعایت ضرور خلاف توکل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، صفحہ ۲۲۴)

**52۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نیاز:** آج کل عورتیں اپنے گھروں میں حضرت فاطمہ کی نیاز دلاتی ہیں اور اس نیاز کو اسی کمرے میں بیٹھ کر کھانا ہوتا ہے اور مردوں کو یہ نیاز کھانے نہیں دی جاتی۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ نے اس غلط عقیدے کا رد کرتے ہوئے فرمایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فاتحہ کا کھانا مردوں کو کھانا جائز ہے کوئی ممانعت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، صفحہ ۶۴۲)

**62۔ ڈوروں کی رسم:** بعض جہلا ڈوروں کی رسمیں کرتے ہیں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خاتون جنت ہر کسی کے گھر ماہ ساون بھادوں میں جایا کرتی اور ایک ایک ڈورا ان کے کان میں باندھ کر یہ کہا کرتیں کہ پوریاں پکا کر فاتحہ دلا دو۔ اس باطل نظریے کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ ڈوروں کی رسم محض بے اصل و مردود ہے اور حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس کی نسبت محض جھوٹا افتراء ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۲۷۱)

**72۔ روٹی کے چار ٹکڑے کرنا:** عوام میں یہ مشہور ہے کہ روٹی کے چار ٹکڑے کرنا سنت ہے۔ اس بات کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ رحمہ فرماتے ہیں کہ روٹی کے چار ٹکڑے کرنا کوئی ضروری بات نہیں، (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، صفحہ ۶۶۹)

اس کا مطلب یہ ہے کہ روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھانا سنت میں شامل نہیں ہے۔

**82۔ انسان پر اولیا کی سواری کا آنا:** لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ انسانوں پر اولیا کی سواری آتی ہے۔ بعض اوقات تو یہ نرا ڈھونگ ہوتا ہے جو کہ حب جاہ اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے مرد و عورت عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور بھیڑ جمانے کے لیے ایسا کرتے ہیں اور بسا اوقات یہ شریر جنات ہوتے ہیں جو کہ کسی انسان پر غلبہ پا کر ایسی باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اس غلط نظریے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ (شریر جنات) سخت جھوٹے کذاب ہوتے ہیں اپنا نام کبھی شہید بتاتے ہیں اور کبھی کچھ، اس وجہ سے جہلانے بے خرد میں شہیدوں کا سر پر آنا مشہور ہو گیا ورنہ شہداء کرام ایسی خبیث حرکات سے منزہ و مبرا ہیں، (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۱، صفحہ ۲۱۸)

**03۔ نکاح کسی تاریخ کو منع نہیں:** اکثر لوگ ۱۳، ۱۸، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱ وغیرہ تواریخ پختہ و یک شنبہ و چار شنبہ وغیرہ ایام کو

شادی وغیرہ نہیں کرتے، اعتقاد یہ ہے کہ سخت نقصان پہنچے گا۔ اس باطل نظریے کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ سب باطل و بے اصل ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۲۷۲)

**13۔ بہن بیٹی کے گھر کھانا پینا:** جاہل عوام بہن بیٹیوں کے گھر کھانا پینا غلط سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے نقصان ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ رسم مردود و ہندو یہ ہے کہ بہن بیٹی کے گھر کا پانی پینا برا جانتے ہیں کھانا تو بڑی چیز ہے یہ رسم ضرور ناپاک و مردود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۲۷۲)

**23۔ ماتھے پر تیکہ لگانا:** شادیوں میں عورتیں ہندوؤں کی طرح ماتھے پر تیکہ لگاتی ہیں۔ اس رسم کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ رسم ناجائز و گناہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۲۷۴)

**53۔ کبوتر، مرغ اور بیٹر کا پالنا:** آج کل لوگوں نے کبوتر، مرغ اور بیٹر گھروں میں اڑانے اور لڑانے کے لیے پالیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ان کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ کبوتر پالنا جائز ہے جبکہ دوسروں کے کبوتر نہ پکڑے، اور کبوتر اڑانا کہ گھنٹوں ان کو اڑنے نہیں دیتے حرام ہے اور مرغ یا بیٹر کا لڑنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، صفحہ ۶۵۹)

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: کبوتر پالنا جبکہ خالی دل بہلانے کے لئے ہو اور کسی امر ناجائز کی طرف مودی نہ ہو جائز ہے اور اگر چھتوں پر چڑھ کر اڑانے کہ مسلمانوں کی عورات پر نگاہ پڑے یا ان کے اڑانے کو کنکریاں پھینکنے جو کسی کاشیش توڑیں یا کسی کی آنکھ پھوڑیں یا کسی کا دم بڑھائے اور تمنا ہونے کے لئے دن بھر انہیں بھوکا اڑائے جب اترا ناچائیں نہ اترنے دیں ایسا پالنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴، صفحہ ۶۵۴)

**63۔ کتا پالنا:** لوگوں میں آج کل کتے پالنے اور ان کے لڑانے کا رواج عام ہو گیا ہے۔ اس رواج کے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کتا پالنا حرام ہے، جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کا فرشتہ نہیں آتا، روز اس شخص کی نیکیاں گھٹتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: فرشتے نہیں آتے اس گھر میں جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (بخاری)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو کتا پالے مگر گلی کا کتا یا شکاری، روز اس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوں (ان قیراطوں کی مقدار اللہ و رسول جانے جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (بخاری شریف)

توصرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیح کے لئے شکار کی حاجت ہو، نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے، دوسرا وہ کتا جو گلی یا گھر کی حفاظت کے لئے پالا جائے اور حفاظت کی سچی حاجت ہو، ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چوریوں یا مکان محفوظ جگہ



دوماہی الرضا انٹرنیشنل، پٹنہ

مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

آجائے اور رنگ سیاہ نہ ہونے پائے سنت مستحبہ ہے۔  
شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ الشریف اشعۃ  
المعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں: سیاہ خضاب لگانا حرام ہے  
صحابہ اور دوسرے بزرگوں سے سرخ خضاب کا استعمال منقول ہے اور کبھی  
کبھار زرد رنگ کا خضاب بھی اھ ملخصاً۔ (اشعۃ المعات)  
حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے  
ہیں: زرد خضاب ایمان والوں کا ہے اور سرخ اسلام والوں کا اور سیاہ  
خضاب کافروں کا (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 484)  
اسکے علاوہ بہت ساری بدعتوں اور برائیوں جیسے تعزیہ داری وغیرہ  
کا اعلیٰ حضرت نے خوب خوب رد فرمایا ہے۔  
اوپر ذکر کی گئیں تمام باتوں سے یہ بخوبی پتہ چل گیا کہ امام احمد رضا  
خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنی پوری زندگی بدعتوں اور برائیوں کا  
رد کرتے رہے۔ وہ لوگ جو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر یہ  
الزام لگاتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے بدعتوں کو فروغ دیا۔ وہ تعصب کا  
چشمہ اتار کر دیکھیں تو ضرور وہ اس حقیقت پر پہنچیں گے کہ یہ انکا الزام  
سراسر بہتان اور جھوٹ ہے۔  
اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعلیٰ حضرت کے فیض سے مالا مال فرمائے انکی  
تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین  
☆☆☆

## اعلان برائے اشتہارات

”دوماہی الرضا انٹرنیشنل“ آپ کا اپنا محبوب رسالہ ہے۔ ماشاء اللہ  
پہلے ہی شمارے سے رسالہ نے اپنی شناخت قائم کر لی ہے اور بڑے  
پیمانے پر قارئین کی تعداد حیرت انگیز طور پر بڑھتی جا رہی ہے۔ ہمارا  
موجودہ سرکولیشن تقریباً ۲۵۰۰ تک پہنچ چکا ہے، جو کہ ملک و بیرون ملک  
کے تمام اردو دوست قارئین پر مشتمل ہے۔ آپ حضرات سے گزارش ہے  
کہ اپنی تنظیم یا ادارہ یا تجارت سے متعلق اشتہارات دے کر اپنے  
ادارے یا تنظیم کی تشہیر کریں یا اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ رسالے کے  
سرکولیشن کے حساب سے اشتہاری درجوں میں کافی رعایت رکھی گئی ہے۔  
میگزین کا بیک پیج (ملٹی کلر) ۳۰۰۰  
ٹائٹل کے بعد اندر کا پیج (ملٹی کلر) ۲۵۰۰  
میگزین کے بیک کے اندر کا پیج (ملٹی کلر) ۲۰۰۰  
میگزین میں کہیں بھی فل پیج (سنگل کلر) ۱۵۰۰  
میگزین میں کہیں بھی ہاف پیج (سنگل کلر) ۱۰۰۰  
میگزین میں کہیں بھی (کوآرڈ) ایک چوتھائی (سنگل کلر) ۵۰۰



ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں، غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت  
کا بہانہ ہے اصل میں کتنے کا شوق ہے وہاں جائز نہیں، آخر آس پاس کے  
گھر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں اگر بے کتنے کے حفاظت نہ  
ہوتی تو وہ بھی پالتے، خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلہ نہ نکالے کہ وہ دلوں  
کی بات جاننے والا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 658)

**73۔ مردوں کا مہندی لگانا:** آج کل شادی بیاہ کے موقع  
پر مردوں میں مہندی لگانے اور لگوانے کا رواج عام ہو رہا ہے۔ اس رواج کو رد  
کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔ مرد کو ہتھیلی یا تلوے  
بلکہ صرف ناخنوں میں بھی مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبیہ ہے۔  
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: مہندی لگانی عورتوں کے لئے سنت  
ہے لیکن مردوں کے لئے مکروہ (تخریبی) ہے مگر جبکہ کوئی عذر ہو (تو پھر  
اس کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے  
مہندی استعمال کرنے میں عورتوں سے مشابہت ہوگی۔ کیونکہ حدیث پاک  
میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے  
مشابہت اختیار کریں۔ اور عذر اس وقت تسلیم کیا جائے گا کہ جب مہندی  
کے قائم مقام کوئی دوسری چیز نہ ہو، نیز مہندی کسی ایسی دوسری چیز کے ساتھ  
مخلوط نہ ہو سکے جو اس کے رنگ کو زائل کر دے۔ اور مہندی استعمال میں بھی  
محض ضرورت کی بنا پر بطور دوا اور علاج ہو، زیب و زینت اور آرائش  
مقصود نہ ہو۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 542)

**83۔ بچوں کے ساتھ جھوٹا وعدہ کرنا:** لوگ اپنے  
بچوں کے دل بہلانے کے لیے ان کے ساتھ جھوٹے وعدے کرتے  
ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ان جھوٹے وعدے کرنے کے بارے میں  
ارشاد فرماتے ہیں کہ بہلانے کے لئے جھوٹے وعدے نہ کرے بلکہ بچے  
سے بھی وعدہ وہی جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد رکھتا ہو۔ (فتاویٰ  
رضویہ، جلد 24، صفحہ 453)

**93۔ محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے پہننا:**  
ہمارے معاشرے میں جب محرم کا مہینہ آتا ہے تو لوگ حضرت امام حسین  
رضی اللہ عنہ کا سوگ منانے کے لیے سبز اور سیاہ کپڑے پہن لیتے ہیں۔ اس  
علامت سوگ کا رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔  
محرم میں سبز اور سیاہ کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ  
کہ یہ شعار رافضیوں کا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 756)

**04۔ مردوں کا سیاہ خضاب لگانا:** آج کل مرد  
حضرات اپنے سفید بالوں کو سیاہ کرنے کے لیے کالی مہندی اور سیاہ خضاب  
کا استعمال کرتے ہیں۔ اس بات کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے رد کرتے  
ہوئے فرمایا۔ سیاہ خضاب خواہ مازو و ہلید و نیل کا ہو خواہ نیل و حنا مخلوط  
خواہ کسی چیز کا سوا مجاہدین کے سب کو مطلقاً حرام ہے۔ اور صرف مہندی کا  
سرخ خضاب یا اس میں نیل کی کچھ پیتیاں اتنی ملا کر جس سے سرخی میں چٹنگی

## انٹرنیٹ پر افکارِ رضا کے درتے

جانے والا ”گوگل“ اعلیٰ حضرت کی فکر و تحریر کا سب سے بڑا گواہ بنا ہے۔ اگر آپ اپنے کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، موبائل، ٹیبلیٹ، فیبلیٹ وغیرہ کے انٹرنیٹ فراہم کرنے والے سافٹ ویئر Internet Explorer (انٹرنیٹ ایکسپلورر) پر [www.google.com](http://www.google.com) ٹائپ کریں گے تو گوگل کا صفحہ کھل جائے گا۔ اس کے بعد آپ گوگل میں ”امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی“ یا ”امام احمد رضا“ یا صرف ”فاضل بریلوی“ اردو یا انگریزی میں ٹائپ کریں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ آپ اعلیٰ حضرت کے فکر کی عظیم دنیا میں آپ داخل ہو چکے ہیں۔ ہزار ہا دفتر کتب ایک طرف اور گوگل کا یہ سرچ انجن ایک طرف آپ پڑھتے جائیں پڑھتے جائیں نہ یہ سرچ انجن ختم ہوگا نہ ہی آپ کی تشنگی بجھے گی۔

گوگل پر اعلیٰ حضرت سے متعلق جو چیز سرفہرست ہے وہ ہے ”امام احمد رضا خان ویکپیڈیا“ ویکپیڈیا دراصل ایک دائرۃ المعارف ہے جو کہ مشترکہ طور پر اسکے قارئین و ناظرین تحریر کرتے ہیں۔ یہ دائرۃ المعارف ایک خاص قسم کی ویب سائٹ کا استعمال کرتا ہے جو کہ وکی کہلاتی ہے اور تحریری اشتراک میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ لاتعداد افراد ہر گھنٹے میں بے شمار ترمیمات و اضافے کر کے مستقل ویکپیڈیا کو ترقی دے رہے ہیں، یہ تمام ترمیمات ویکپیڈیا میں دائیں جانب دیئے گئے ”حالیہ تبدیلیاں“ میں محفوظ کر لی جاتی ہیں۔ اسکے علاوہ صفحات میں کی گئی ترمیمات، ان صفحات کے ”تاریخچہ“ کے حصے میں محفوظ ہو جاتی ہیں جنکو آپ ”ترمیم“ کے بٹن کے برابر میں موجود، ”تاریخچہ“ پر کلک کر کے دیکھ سکتے ہیں۔ نامناسب، غلط اور غیر تاریخی ترمیمات کو سرعت سے حذف کر دیا جاتا ہے۔ ویکپیڈیا کو جنوری ۲۰۰۴ء میں شروع کیا گیا تھا اور اردو میں اس کا آغاز مارچ ۲۰۰۴ء میں ہوا۔

۱۔ **امام احمد رضا خان ویکپیڈیا:**

[ur.wikipedia.org/wiki/احمد\\_رضا\\_خان](http://ur.wikipedia.org/wiki/احمد_رضا_خان)

جب آپ مذکورہ لنک پر کلک کریں گے تو آپ کے سامنے ایک صفحہ

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ کی فہرست میں سب سے طاقتور اور موثر ذریعہ مانا جانے والا انٹرنیٹ انسانی زندگی میں اس قدر جگہ بنا چکا ہے کہ اب ایک قدم بھی اس کی مدد کے بغیر چلنا دشوار ہوتا جا رہا ہے۔ انٹرنیٹ کا انسانی زندگی میں عمل دخل کس قدر بڑے پیمانے پر ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت دنیا کی تقریباً ۲۹ فیصد آبادی انٹرنیٹ استعمال کر رہی ہے۔

حد تو یہ ہے کہ اب یہ سوال غلط مانا جانے لگا ہے کہ انٹرنیٹ پر کیا کیا ملتا ہے بلکہ صحیح سوال یہ ہے کہ انٹرنیٹ پر کیا کیا نہیں ملتا ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ تلاش سکیں تو ہر چیز ہے۔ بہر حال انٹرنیٹ ایک مجرد آلہ ہے جس کے استعمال پر موقوف ہے کہ ہم اُسے خیر کے لیے استعمال کریں یا شر کے لیے۔ انٹرنیٹ علوم و فنون کے مندرجات کی ایک ایسی لائبریری ہے کہ دنیا کی عظیم سے عظیم لائبریری بھی تنہا اس کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ یونہی اسلامی علوم و فنون مثلاً فقہ، حدیث، تفسیر، افتاء وغیرہ سے متعلق ایسا کوئی موضوع نہیں جس کے تعلق سے انٹرنیٹ پر مواد فراہم نہ ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی فکر اور ان کے مسائل و فتاویٰ کے تعلق سے اگر انٹرنیٹ کا مطالعہ کیا جائے تو فکرِ حیران رہ جاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کی جلوہ سامانی انٹرنیٹ پر کس قدر کثرت کے ساتھ ہے۔ حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ تاریخ اسلام میں جن علماء فضلاء فقہاء اور محدثین کا انٹرنیٹ پر ذکر ہوا ہے ان میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی سرفہرست ہیں۔ حتیٰ کہ کلی طور پر ان ویب سائٹس، بلاگز یا سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کی تعداد متعین کرنا مشکل ہے جن پر اعلیٰ حضرت کسی نہ کسی طرح سے مذکور ہوئے۔

ہم نے ایک حقیر سی کوشش کی ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے متعلق ان اشاریوں کا ذکر کروں جن کے ذریعہ انٹرنیٹ پر اعلیٰ حضرت کی فکر سے متعلق ویب سائٹس، سرچ انجن یا سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس پر آسانی سے پہنچا جاسکے اور ضرورت مند حضرات اپنے لیے مواد اکٹھا کر سکیں۔

انٹرنیٹ پر دنیا کا سب سے بڑا سرچ انجن (تلاش کا آلہ) مانا



دومانی 'الرحمۃ' انٹرنیشنل، پٹنہ

مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

مذکورہ سرخیوں میں سے آپ جس کے متعلق جانکاری حاصل کرنا چاہیں اس پر اپنے ماؤس کا بایاں بٹن کلک کریں آپ کو پوری جانکاری فراہم کردی جائے گی۔ اتنا ہی نہیں اگر دوران مطالعہ کسی بھی شعبے میں مزید معلومات درکار ہو تو اس سطر میں موجود نیلے کلر کے الفاظ پر کلک کریں ایک نیا صفحہ کھلے گا جس میں آپ کو اس سے متعلق مزید معلومات فراہم کی جائے گی۔ اس کے بعد اس ویکیپیڈیا کے بائیں جانب ایک کالم پیش کیا گیا ہے جس میں عالم اسلام کی چند معروف شخصیات، ادارے اور تحریکات کا ذکر کیا گیا ہے جن کا بالواسطہ یا بالواسطہ اعلیٰ حضرت سے ہے اور جن سے متعلق ویکیپیڈیا (دائرة المعارف) انٹرنیٹ پر موجود ہے جو کہ یقیناً نامکمل ہے مثلاً:

اہم شخصیات:

● فضل حق خیر آبادی ● سید کفایت علی کافی ● احمد رضا خان ● نعیم الدین مراد آبادی ● عبدالعلیم صدیقی ● مصطفیٰ رضا خان ● مفتی احمد یار خان نعیمی ● مفتی غلام جان قادری ● یار محمد بند یالوی ● ارشد القادری ● احمد سعید کاشفی ● مولانا شاہ احمد نورانی ● محمد اختر رضا خان قادری ● محمد عبدالکلیم شرف قادری ● ابوالبرکات احمد ● سرفراز احمد نعیمی شہید ● عبدالقیوم ہزاروی ● فیض احمد اویسی ● محمد ارشد القادری ● اشرف آصف جلالی ● حامد رضا خان ● قاری سید صداقت علی ● محمد الیاس قادری ● محمد شجاع اوکاڑوی ● کوکب نورانی اوکاڑوی ● محمد خان قادری ● مفتی منیب الرحمان

اہم ادارے:

● جامعہ رضویہ منظر اسلام (بھارت) ● دارالعلوم حزب الاحناف (پاکستان) ● جامعہ اسلامیہ لاہور (پاکستان) ● جامعہ اسلامیہ رضویہ (پاکستان) ● جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (پاکستان) ● جامعہ نظامیہ رضویہ شیخوپورہ (پاکستان) ● جامعہ نعیمیہ لاہور (پاکستان) ● دارالعلوم حزب الاحناف (پاکستان)

تحریریں:

● جنگ آزادی ہند 1857ء ● آل انڈیا سنی کانفرنس ● جمیعت علمائے پاکستان ● تحریک ختم نبوت ● دعوت اسلامی ● تعلیم و تربیت اسلامی پاکستان ● تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

۲۔ ہماری اردو پیاری اردو:

www.oururdu.com

مذکورہ ویب سائٹ پر مختلف عنوانات کے حوالے سے بے شمار مذہبی، علمی، ادبی، عصری اور سیاسی مضامین موجود ہیں جو کہ لائق استفادہ ہیں۔ تاریخ اسلام، ماضی حال اور مستقبل کے کالم میں "ولادت باسعادت حضرت سیدنا

کھل کر آئے گا۔ جس پر اعلیٰ حضرت کے حوالے سے مندرجہ ذیل موضوعات پر تفسیری بحث معلومات اردو اور دنیا کی کئی دیگر زبانوں میں فراہم کی گئی ہے جس کے بالکل یہ افسوس ہونے کا دعویٰ تو ہم نہیں کر سکتے لیکن بیشتر معلومات واقعات و حالات کے عین مطابق اور حوالہ جات سے مزین ہیں مثلاً:

● **پیدائش:** (اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی پیدائش)

● **بچپن:** (بچپن کے واقعات)

● **بسم اللہ خوانی:** (بسم اللہ خوانی اور آغاز حصول تعلیم)

● **سلسلہ تعلیم:** (حصول تعلیم کا عرصہ اور واقعات اور سند فراغت وغیرہ)

● **معلمین:** (ان حضرات کے اسماء جن سے اعلیٰ حضرت نے اکتساب علم و فیض حاصل فرمایا)

● **بیعت و خلافت:** (بیعت و خلافت کا واقعہ)

● **حج و زیارت:** (اعلیٰ حضرت کے حج و زیارت کی تعداد اور واقعات)

● **اشاعت اسلام:** (اعلیٰ حضرت کے تبلیغی و اصلاحی کارناموں کا ذکر)

● **رد و ہابیت:** (منجریوں، مکار صوفیوں، غیر مقلد و ہابیوں، دیوبندی و ہابیوں، قادیانیوں کے ردِ تبلیغ کے واقعات)

● **تصانیف:** (تصانیف، فتاویٰ اور رسائل کا ذکر)

● **حدائق بخشش:** (نعتیہ کلام اور حدائق بخشش کا ذکر)

● **کنز الایمان ترجمہ قرآن شریف:** (ترجمہ قرآن کا ذکر)

● **وصال یار:** (وفات حسرت آیات کی تاریخ اور سند)

● **درگاہ شریف:** (مزار جو کہ مرجع خلافت ہے)

● **اعلیٰ حضرت پر پی ایچ ڈی:** (دنیا بھر کے اُن خوش نصیب اسکالرز کے اسمائے گرامی اور تاریخ جنہوں نے اعلیٰ حضرت پر تحقیق کی اور ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی)

● **حوالہ:** (اُن کتب و رسائل کا ذکر جن سے مذکورہ تحاریر کو رقم کرنے کے لیے مدد لی گئی)

● **بیرونی روابط:** (احمد رضا خان کی کتابیں انٹرنیٹ پر، اہرام مصر اور امام احمد رضا خان، اردو اور انگریزی میں احمد رضا خان کی نعتیں) اس کے بعد مزہ جات کے طور پر مندرجہ ذیل سرخیوں کا الٹک پیش کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے آپ اس سے جڑی معلومات وہاں پر کلک کر کے حاصل کر سکتے ہیں مثلاً:

● اسلامی سانچے ● بھارتی صوفیاء ● بریلوی بھارتی مصنفین 1856ء کی پیدائشیں 1921ء کی وفیات ● مسلم علماء ● مسلم تاریخی شخصیات ● نعت خواں ● نعتیہ شاعر ● مجددین ● بریلی کی شخصیات ● بریلوی علماء ● احناف مترجمین قرآن

الامام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کی سرفی کے ساتھ ایک مختصر مگر دلپذیر انداز سے اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جبکہ جہان "جہان حمد و نعت" کے کالم میں شہباز حسین رضوی نے شجرہ عالیہ قادریہ رضویہ لکھا ہے۔ اسی کالم میں "معراج حضور ﷺ (۱۳۲۸ھ)، کلام الامام و امام الکلام بمعہ تضمین" کی سرفی کے ساتھ منا پہلوان نے اعلیٰ حضرت کے قصیدہ معراجیہ پر تضمین نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور کلام ہر موقع معراج النبی ﷺ جس کا تاریخی نام معراج حضور ﷺ ہے کیونکہ یہ کلام 1328 ہجری میں لکھا گیا تھا اور معراج حضور میں بھی حروف ابجد کے اعتبار سے اتنے اعداد بنتے ہیں۔

یہ کلام خود ایک شاہکار ہے، جو کہ چند گھنٹوں میں لکھ لیا گیا، گویا فی البدیہہ لکھا یا برجستہ لکھا، مزید اس پر شامل تضمین جو کہ حکیم واصف حسین صاحب کی فرمائش پر مولانا حسن اثر قادری نے رقم فرمائی وہ بھی اس کلام کی تشریح کا کام دیتی ہے۔

اس کلام کو مکمل پڑھیے اور تائبہ مقدور بادشہ ہو کر پڑھیے۔ ان شاء اللہ عزوجل لطف و سرور کی نئی دنیا سے آشنائی اور محبوب حق کی عرش پر جلوہ آرائی اور خالق کائنات کی کبریائی میں فکر آرائی ایسی نعمتیں نصیب ہوں گی۔

اس کلام کی تضمین میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ یہ تضمین اصل کلام کے صرف پہلے مصرعے کے مطابق ہی نہیں بلکہ مصرعہ اول کے دونوں اجزاء کے مطابق ہے، یعنی اگر پہلے مصرعہ کے دو حصے کریں تو تضمین کے ہر مصرعے کا جز اول اصل کلام کے مصرعہ اول کے جز اول اور تضمین کے ہر مصرعے کا جز دوم اصل کلام کے مصرعہ اول کے جز دوم سے مطابقت رکھتا ہے

مذکورہ تضمین طوالت کے خوف سے ہم یہاں نقل کرنے سے قاصر ہیں۔ اسی کالم میں شہباز حسین رضوی نے "عنونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے سونے والو جاگتے رہو چوروں کی رکھوالی ہے" کے عنوان سے حضور اعلیٰ حضرت کی مشہور نعت پاک درج کی ہے۔ بعدہ پھر منا پہلوان "حدائق بخشش" کے عنوان سے لکھتے ہیں:

"اس تھریڈ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی شاعری جو کہ حمد، نعت، مناقب و اصلاحی کلام پر مشتمل ہے اس کو آپ کے ساتھ شیئر کرنے جا رہا ہوں، جس کو فن نعت میں امام الکلام اور کلام الامام بھی کہا جاتا ہے، اس کو چونکہ لکھے ہوئے بھی تقریباً صدی بیت چکی ہے اور بیشتر قدیم اردو کے متروک الفاظ کے

ساتھ عربی، فارسی، ہندی کا بھی شمول ہے لہذا جہاں وضاحت کی حاجت ہو وہاں آپ احباب مطلع کر سکتے ہیں۔۔۔" اس کے بعد موصوف نے پوری حدائق بخشش کی مکمل نعتیں اس صفحہ پر ٹائپ کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے جس کو آپ بآسانی اپنے کمپیوٹر میں کاپی کر سکتے ہیں۔ ان کی یہ کاوش ہنوز جاری ہے جبکہ اب تک وہ حدائق بخشش اول کے صفحہ ۲۲ اور کلام نمبر ۷ تک ٹائپ کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔

اسی کالم کے صفحہ دو پر شہباز رضوی نے "یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو" کے عنوان سے اعلیٰ حضرت کی مذکورہ حدائق ٹائپ کیا ہے، جسے آپ پڑھ بھی سکتے ہیں اور اپنے کمپیوٹر کے ایچ ایچ میں ٹیکسٹ کی صورت میں کاپی بھی کر سکتے ہیں۔ اسی کالم میں "تجھے ہم ہے خدایا" کے عنوان سے تانیہ نامی خانوان نے اعلیٰ حضرت کی مشہور حمد "وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا" مکمل درج کیا ہے۔

مملکت نعت کے فرماں روا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ ایک فیس بک پروفائل ہے، جس میں مذکورہ عنوان پر پروفیسر محمد اکرم رضا نے بصیرت افروز روشنی ڈالی ہے۔ موصوف کی تحریر کے درج ذیل پیرا گراف سے ان کی تحریر کی افادیت کا اندازہ ہوتا ہے:

"امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خدا نے جن لازوال علمی و فقہی کمالات، باطنی و نظری خصوصیات اور علمی و ادبی خصائص سے نواز رکھا تھا ان میں سے ایک صفت خاص آپ کی منفرد نعت گوئی ہے۔ اگر ایسے استاد فکر و فن کی فہرست تیار کی جائے جنہوں نے اس صدی میں شائے مصطفیٰ کا پرچم لہرانے والوں کو سب سے زیادہ متاثر کیا تو ان میں یقیناً سر فہرست حضرت فاضل بریلوی کا اسم گرامی ہوگا کہ جن کی نعت گوئی کا اعتراف انہوں نے ہی نہیں بلکہ بیگانوں نے بھی کیا ہے۔ بلکہ ان نابغہ روزگار شاعر گویان کو چہ مصطفیٰ علیہ الخیرہ والثناء میں سے بیشتر نے انہیں فن نعت کے حوالے سے اہم سخن گویاں قرار دیا ہے۔ امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ چونکہ بہت بڑے عالم دین اور علوم شریعت سے غیر معمولی آگاہی رکھنے والے نعت گو شاعر تھے اس لیے انہوں نے نعت کے حقیقی مقام و مرتبہ کو اجاگر کیا۔ اس ضمن میں آپ نے نعت کی جو تعریف کی ہے وہ اصحاب ذوق کے لیے شمع ہدایت ہے"

ان کے مضمون کا آخری پیرا گراف جس کے ساتھ انہوں نے اپنے مضمون کا اختتام کیا ہے موصوف لکھتے ہیں:

"آج تمام نعت گو حضرت فاضل بریلوی کو امام سخن و بیباں قرار



دیتے ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری کا سورج جب ایک بار چمکا تو پھر اس کی روشنی کبھی بھی ماند نہ پڑ سکی بلکہ ہر آنے والے دور کا شاعر جب مدحیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ذہن و فکر کو آمادہ کرتا ہے تو امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کے کلام بلاغت نظام سے راہنمائی ضرور حاصل کرتا ہے۔ جب ایشیا کی مساجد سے لے کر یورپ کے اسلامی مراکز تک ہر جگہ ”مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ کی صدائیں ابھرتی ہیں تو جہاں اصحابِ نظر کی چمکیں عشق و عقیدت کے آنسوؤں سے نم ہو جاتی ہیں وہاں تصورات کے نہاں خانوں میں نعت گو امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کا جو روشن سراپا ابھرتا ہے وہ اس قدر سر بلند اور سرفراز ہے کہ ان کے معاصرین اور عصر حاضر کے نعت گو شعرا کا وجود اپنی تمام تر بلند فاقی کے باوجود اس کے سامنے سر عقیدت خم کرنا نظر آتا ہے۔ آپ نے زندگی بھر عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنی کو حاصلِ ایمان سمجھ رکھا۔ اور خدا گواہ ہے کہ اس سے بڑی حقیقت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ہم اسی موضوع سے متعلق آپ کے اسی جاوداں شعر پر اس تحریر کا اختتام کر رہے ہیں۔

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام  
 اللہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

۳۔ جیوار دوو ڈاٹ کام

www.geourdu.com:

جیواروڈوڈاٹ کام فرانس کی ایک ویب سائٹ ہے، جس پر ”مقبول شخصیات“ کے کالم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کی حیات و خدمات کا ایک مفصل خاکہ پیش کیا گیا ہے جو کہ قابل مطالعہ اور بصیرت افروز ہے۔

۴۔ نور محمد پنه ڈاٹ نیٹ:

www.nooremadinah.net

اس ویب سائٹ پر مولانا کاشف اقبال مدنی قادری رضوی کی ایک طویل تحریر ”امام احمد رضا قادری حنفی مخالفین کی نظر میں“ کے عنوان سے جو کہ تقریباً ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے لائق مطالعہ ہے۔ موصوف ایک جگہ لکھتے ہیں:

”چودھویں صدی کے مجدد، امام عشق و محبت، اعلیٰ حضرت امام  
السنن مولانا الشاہ احمد رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ

الرحمہ کی ذات بے شمار خوبیوں کی مالک ہے، آپ نے ہر میدان میں فتوحات کے جھنڈے گاڑے، یہی وجہ تھی کہ آپ علیہ الرحمہ کی ذات سے اغیار بھی متاثر تھے جس کی بناء پر وہ آپ کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔

ایک مرتبہ مجھے کسی ساتھی نے بتایا کہ حیدر آباد شہر میں ایک بزرگ مفتی سید محمد علی رضوی صاحب مدظلہ العالی جلوہ افروز ہیں جن کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ لہذا فقیروں میں یہ آرزو لئے کہ اعلیٰ حضرت کا دیدار تو نہ کیا مگر جس نے اعلیٰ حضرت کو دیکھا ہے ان کی آنکھوں کا ہی دیدار ہو جائے، فقیر حیدر آباد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فقیر نے مفتی سید محمد علی رضوی صاحب سے عرض کی جس وقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا وصال ہوا اس وقت کی کوئی یادگار بات ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا:

”جس وقت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا وصال ہوا اس وقت میں لاہور میں تھا عین اس وقت دیوبندی اکابر مولوی اشرف علی تھانوی کسی جلسے سے خطاب کر رہا تھا اس وقت مولوی اشرف علی تھانوی کو یہ اطلاع دی گئی کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ بریلی شریف میں وصال فرما گئے ہیں تو اس وقت اس نے اپنی تقریر روک کر سامعین سے کہا کہ اے لوگو! آج سے عاشقِ رسول چلا گیا۔ جسے اس وقت کے تمام اخبارات نے شائع کیا، یہ بھری زندگی کی یاد گار بات ہے جسے میں آج تک نہیں بھلا پایا۔“

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ساری زندگی دشمنان اسلام کے لئے شمشیر بے نیام بن کر رہے مگر اس کے باوجود باطل نظریات رکھنے والی کئی جماعتوں کے اکابر نے اعلیٰ حضرت کے متعلق تعریفی کلمات تحریر کئے، فقیر یہ سمجھتا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی کرامت ہے کہ آپ کی قابلیت کو دیکھ کر مخالفین بھی تعریف لکھنے پر مجبور ہو گئے، زیر نظر کتاب بھی اسی عنوان پر ہے، جس میں مولف نے مخالفین کے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعلق کم و بیش ستر تاثرات جمع کئے ہیں، جن میں دیوبندی، غیر مقلدین اور جماعت اسلامی (مودودی گروپ) کے قائدین ادیب، علماء، شعراء اور ایڈیٹر حضرات نے اعلیٰ حضرت کے حوالے سے اپنے خیالات اور تاثرات پیش کئے ہیں، اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام سلسلہ اشاعت نمبر 451 میں جمعیت اشاعت اہلسنت نے کیا ہے۔

(جاری -----)

مفتی ذوالفقار خان نعیمی

دوسری قسط

گوشہ تاج الشریعہ

## تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے اصولی مباحث

گذشتہ سے پیوستہ:

اعلیٰ حضرت کی طرف سے نماز کی ادائیگی میں سبب منع من جہۃ العبد کی قید کو آزادی ہند سے قبل خود مختار کمپنیوں سے متفقہ کر دینے پر تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

”بھارتیہ قانون ٹریبونوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہے جس طرح یہ کمپنیاں ریلوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہوتی تھیں اور جس طرح ان کمپنیوں نے انگریزوں کے دور میں ان کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین روکنے کی رعایت رکھی تھی اور مسلمانوں کی نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی تھی اسی طرح بھارتیہ قانون نے کچھ مقامات (اسٹیشنوں) کا لحاظ کیا کہ وہاں ٹرین روکی جاتی ہے اور مسلمانوں کو نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی اس لئے نمازی اس پر مجبور ہیں کہ یا تو ٹرین رکنے پر فرض و واجب ادا کریں یا چلتی ٹرین پر پڑھیں چلتی ٹرین پر استقرا کی شرط مفقود ہوتی ہے اور اس سے مانع یہ بھارتیہ قانون ہے جس نے اپنے نظام میں مسلمانوں کی رعایت نہ رکھی اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے منع من جہۃ العباد قرار دے کر حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ کا حکم دیا۔ کیا یہاں یہ بات متحقق نہیں کہ یہ لوگ ٹریبونوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہیں جس طرح یہ کمپنیاں خود مختار ہوتی تھیں خود مختار ہیں اور ضرور ہیں۔ تو کیا مدارکار خود مختار ہونے پر نہیں کیا کمپنیاں خود مختار ہوں (اگرچہ یہ صورت خلاف واقع ہے وہ ضرور انگریزی قانون کے تابع تھیں) تو منع من جہۃ العبد ہوگا اور حکومت نظام اپنے ہاتھ میں لے لے تو منع مساوی ہو جائے گا۔ جب مدارکار خود مختار ہونے پر ہے۔۔۔ تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہے کہ

”یہ صورت حال زمانہ اعلیٰ حضرت کے حال سے مختلف ہے اس لئے آج حکم بھی مختلف ہوگا“ کیوں مختلف ہوگا؟ حالاں کہ مدار ایک

ہے اور علت متحد ہے وہ نظام بھی اختیار عہد سے ناشی ہوا اور یہ نظام بھی اختیار عہد سے ناشی ہے تو خاص و عام تفرقہ چہ معنی دارد؟

[مرجع سابقہ ص ۲۹، ۳۰]

آخر میں تحقیق کا لب لباب اور چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا شرعی

حکم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

”فرض اور واجب حقیقی یا حکمی کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے زمین یا تابع زمین پر استقرا اور اتحاد مکان (تمام ارکان کی ایک جگہ ادائیگی) شرط ہے مگر جب کوئی مانع درپیش ہو تو حکم بدل جاتا ہے۔ اگر یہ مانع عذر مساوی ہے تو دونوں شرطوں کے فقدان کے باوجود فرض و واجب کی ادائیگی صحیح ہوگی اور بعد میں اس نماز کا اعادہ بھی نہیں۔ لیکن اگر ایسا ہے جو کسی بندے کی جانب سے ہے اور وہ براہ راست یا بطور سبب قریب صحیح طریقے پر ادائے نماز سے روک رہا ہے تو حکم یہ ہے کہ بحالت مانع جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے پھر بعد میں اس کا اعادہ کرے چلتی ٹرین میں استقرا اعلیٰ الارض کی شرط مفقود ہے ہاں اگر ٹرین رکی ہوئی ہو تو وہ تخت کی طرح زمین پر مستقر ہے اس پر نماز صحیح

ہے۔“ [مرجع سابقہ ص ۳۹، ۴۰]

ٹائی کا تحقیقی بیان

دور حاضر میں ٹائی پہننا عام طور پر رائج ہوتا جا رہا ہے کمپنی ہو یا اسکول ملازمین سے لے کر اسکول میں پڑھنے والے بچوں تک سبھی پر اس کی پابندی لازم قرار دی جا رہی ہے۔ انعام کا ٹائی استعمال کرنا نہ کرنا ہماری بحث میں شامل نہیں البتہ ٹائی کی حقیقت جانے بغیر اہل اسلام کا کثرت سے ٹائی استعمال کرنا محل فکر اور باعث تشویش ضرور ہے۔ تاج الشریعہ سے جب اس کی حقیقت اور اس کے حکم شرعی کی بابت استفتاء کیا گیا تو آپ نے ٹائی کی حقیقت و ماہیت پر ایسی زبردست تحقیق فرمائی کہ پھر کسی کو محال دم زدن نہ رہا اور پھر دلائل شرعیہ عقلیہ و نقلیہ کی روشنی میں اس پر حرمت شرعی کا جو حکم شرعی منطبق فرمایا اس سے مسئلہ کی توضیح بھی ہو گئی اور نائی پہننے والوں کے لئے تنبیہ بھی۔



دومانی 'الترصا' انٹرنیشنل، پٹنہ

مارچ، اپریل ۲۰۱۶ء

آپ کی اس مکمل اور مفصل تحقیق انیق کا بنیادی اور اصولی زاویہ بحث ثانی کا مذہب عیسائیت کا مذہبی شعار ہونا اور شریعت مصطفیٰ کے مطابق اہل اسلام کے لئے دوسرے کسی بھی مذہب کے شعار کا لائق استعمال نہ ہونا ہے۔ آئیں اس بحث کے اسی بنیادی نکتہ پر تاج الشریعہ کی تحقیق کے جلوے ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتے ہیں:

”عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکا یا لٹکا دیا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس کہتے ہیں اور گولے میں ثانی باندھتے ہیں۔ حضرت اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا کا مشاہدہ تھا کہ کسی کو ثانی پہنے دیکھتے سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ثانی اتروا دیتے تھے اور ثانی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے۔“

[ثانی کا مستند ص ۱۰]

اور پھر آگے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے ثانی کو عیسائیوں کے شعار کہنے جانے پر تائیدی گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”ہم بھونہ تعالیٰ اس فتویٰ مبارکہ کی تائید میں بنائے کراس امر پر رکھیں جو سب کے نزدیک مسلم ہے، اور وہ ہے کراس (cross) جسے مسلم وغیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں۔ اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول انصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی، بھی کراس کا مصداق ہے۔“

[مرجع سابق ص ۱۱]

اور اس بات کی تائید میں آپ نے انگریزی کی متداول لغت practical advanced twentieth century dictionary سے cross کے معانی اور اس کی ساخت وغیرہ بیان فرمائی نیز عیسائیوں کے نزدیک اس کا محافظ بلایا اور باعث برکت ہونا ثابت کیا۔ اور فرمایا

”مذکورہ بالا کی روشنی میں مروجہ ثانی کو دیکھئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ یہ پھانسی کے تختہ کے مشابہ ہے خصوصاً سیدھی چوڑی پیٹی والی ثانی تو اس تختہ دار سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عیسائیوں کے نزدیک یقیناً وہ بھی مقدس و محترم ہے نہ یہ کہ صرف وہ پورے کراس کا نشان ہی مقدس ٹھہرے۔ اور مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ صلیب کا نشان بنانا اگرچہ ہاتھوں کے اشارہ سے

ہو انی میں سبھی باعث برکت و حفاظت جانتے ہیں تو صلیب یا جزء صلیب کی نشانی کو اپنے گلے میں ڈالنا کیوں نہ باعث برکت جانیں گے۔ ضرور وہ اس عقیدہ کے مطابق برکت کا باعث ہے اور یہ ثانی ہے جسے عیسائی گلے میں باندھتے ہیں۔“

[مرجع سابق ص ۱۱]

اور پھر تفصیلی گفتگو فرمانے کے بعد لکھتے ہیں

”بالجملہ ثانی کا مکمل کراس مع شے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا چھند بھی ہے اسی پر بوٹائی (bowti) کو قیاس کر لیجئے اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے (یہاں اس کی ساخت کا نقشہ دیا گیا) اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ثانی کو کراس مانو یا شبیہ کراس مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روانہ ہوگی۔ اگرچہ معاذ اللہ کسی ہی عام ہو جائے۔“

[مرجع سابق ص ۱۲]

مزید فرماتے ہیں:

”اہل بصیرت کو تو خود ثانی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ثانی پہناتے ہیں تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نارہ ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں مل سکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں“

[مرجع سابق ص ۱۲]

ثانی کے عیسائی مذہب کا شعار ہونے پر مزید کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ثانی کا شعار نصاریٰ ہونے پر بذات خود شاہد عدل ہے تو اب اس کے ہوتے مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں اور کسی شاذ و نادر کا انکار اصلاً منکر نہیں تاہم اس پر مومن و کافر سب متفق ہیں کہ یہ نصرائیت کا شعار ہے۔ ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ ڈربن (افریقہ) میں ایک نو مسلم (سابق عیسائی) نے بتایا کہ ثانی کو چرچ کی عزت کا لباس تصور کیا جاتا ہے جس سے اس کی مذہبی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔ نیز ایک پاکستانی عالم سے ایک پادری نے کہا کہ ”ثانی باندھنے سے ان کے بطور ثواب بڑھ جاتا ہے۔“

[مرجع سابق ص ۱۳]

مزید براں ثانی سے متعلق حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کی فتاویٰ سے قرآنی آیات احادیث منیرہ اور فقہی جزئیات سے مزین

بہت سے اہم شواہد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شعار کفر معاذ اللہ کتنا ہی عام ہو جائے وہ شعار ہی رہے گا اور اس کا حکم کبھی نہ بدلے گا۔“

[مرجع سابق ص ۲۰]

اور پھر ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”بعض اذہان میں یہ خیال ہے کہ شعار کفر اگر عام ہو جائے تو وہ شعار نہ رہے گا، جیسے شعار قومی مسلمانوں میں عام ہونے کی صورت میں کسی مخصوص قوم کا شعار نہیں رہے گا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا فرمان واجب الاذعان بدیہی ہے اور چنداں استدلال کا محتاج نہیں اور اس کے مقابل بعض اذہان کا غلطان بین البطلان ہے۔ ظاہر ہے کہ کفار کا شعار مذہبی وہ علامت خاصہ مشہور ہے جس کو ہر خاص و عام ان کے مذہب کا خاص نشان سمجھتا ہے جس کو اپنا ناخوانی خوانی اس بات پر دلیل ہوتا ہے کہ اپنانے والے نے کفار کا مذہب اختیار کر لیا اسی لحاظ سے اس کے مرتکب پر حکم کفر لگتا ہے اگرچہ اس کے علاوہ کوئی بات منافی اسلام اس سے سرزد نہ ہو لا محالہ کفار کا شعار مذہبی کفر ہے اور کفر ہر حال کفر ہی رہے گا۔ خواہ وہ کسی زمانہ میں کسی حال میں کہیں بھی پایا جائے وہ اصلاً قابل تغیر نہیں ہے۔“

[مرجع سابق ص ۲۰]

آپ اس پر مزید گفتگو فرمانے کے بعد شبہ مخالف کی دلیل کی تضعیف و تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا ”کان ابن عباس یصلی فی البیعة الابیعة فیہا تمثایل یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما“ ”گر جائیں نماز پڑھتے تھے مگر اس گرجا میں نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام و حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مجسمے ہوتے، اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنبیہ میں با اختیار و رغبت جاننا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کنبیہ میں جاننا با اختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطراب واقع ہوا۔“

یعنی میں اس حدیث کے تحت ہے و زاد فیہ فان کان

فیہا تمثایل خراج فصلی فی البطر انتھی

ملتقطاً۔ یعنی بغوی نے جدیدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنبیہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔۔۔۔۔ اسی لئے حضرت امام عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فعل ابن عباس و قول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں رفع معارضہ کے لئے فرمایا ”و تقریر الجواب ان ما کان فی ذلک الباب بغیر الاختیار و ما فی ہذا الباب کقول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لا ندخل کنائسکم یعنی بالاختیار والاستحسان دون ضرورت تدعوا لی ذالک، یعنی جواب تقریر یہ ہے کہ جو اس باب میں ہے وہ بغیر اختیار ہے اور جو اس باب میں ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ ہم تمہارے کنبیوں میں داخل نہیں ہوتے یعنی بالاختیار اچھا جانتے ہوئے مگر یہ کہ جب ضرورت اس کی طرف داعی ہو۔“

اور بحالت اضطراب اپنا پسندیدگی کے ساتھ کنبیہ میں جاننا مؤمن ہی کی شان ہے اور برضا و رغبت کنبیہ میں جاننا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت با جماع مسلمین کفر ہے۔“

[مرجع سابق ص ۲۲، ۲۱]

**الحاصل:** بہت سے دلائل و شواہد سے اپنی تحقیق کو مزین

فرمانے کے بعد بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ثانی کی حیثیت ضرور مذہبی ہے جسے ہر خاص و عام جانتا ہے اور ہم نے اس پر اپنے فتویٰ میں شواہد جمع کئے۔۔۔۔۔ لہذا ثانی باندھنا ضرور فعل کفر ہے مگر عوام اسے ایک وضع جانتے ہیں لہذا عوام کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں جب کہ ثابت ہو کہ دانستہ موافقت اور استحسان کے طور پر ثانی باندھنے کا ارتکاب کیا اور یہ معاملہ قلب سے تعلق رکھتا ہے جس پر حکم لگانا روا نہیں البتہ اس کے حرام ہونے میں کسی عاقل منصف کو شبہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ بہر حال ثانی کا استعمال حرام اشہر حرام بد کام بد انجام ہے اور باندھنے والے پر عند الفقہاء حکم کفر ہے اگرچہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی لیکن غلط ثانی کو شعار نہ مانیں تو بھی حکم حرمت قائم ہے کہ شرعاً امتیاز مسلمین مطلوب ہے۔“

[مرجع سابق ص ۲۳، ۲۴]

**جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کا ثبوت:**

سائنسی نت نئی ایجادات نے جہاں ہمیں آسانیاں فراہم کی ہیں وہیں بہت سے پیچیدہ مسائل بھی پیدا کئے ہیں۔ سائنسی ایجادات میں خاص کر موبائل نیٹ ویلکس وغیرہ نے عوام الناس کو سہولتیں دیں تو اہل علم



متراطف ہونے پر تحقیقی کلام کرتے ہوئے لب لباب یہ پیش فرمایا کہ:  
”خبر مستفیض خبر متواتر کا مترادف ہے اور متواتر اعلیٰ درجہ کی  
خبر صحیح ہے جس میں راوی کا مرتبہ محل اور مرتبہ ادائے  
خبر میں حاضر ہونا ضروری ہے اور اتنی بات پر جملہ محدثین  
کا اتفاق چلا آ رہا ہے اور اس صورت میں خبر مستفیض از قبیل  
روایت ہے نری خبر نہیں“

[جدید ذرائع ابلاغ سے روایت ہلال کے ثبوت ص ۳۳]

بالجملہ آپ نے اپنے موقف کو قرآن وحدیث متون وشرح فتاویٰ  
واصول اور بہت سی نصوص فقہیہ اور تصریحات ائمہ سے اپنے موقف  
پر استدلال فرمایا اور لب لباب یہ بیان فرمایا:

”یہاں سے ظاہر کہ مذکورہ طریقہ اور اس کے علاوہ دوسرے  
طریقے جن میں مدار ثلیفون موبائل ای میل فیکس پر ہے وہ  
خود مستقل طور پر قابل اعتبار نہیں بلکہ محتاج تصدیق ہیں اور ان کی  
تصدیق ثلیفون موبائل ای میل فیکس سے نہیں ہو سکتی کہ اندیشے  
سے خالی نہیں اور مشتبہ مشتبہ کا مصدق نہیں ہو سکتا اور فیکس ای میل  
اگرچہ دس گیارہ ہو جائیں یوں ہی فون اگرچہ متعدد ہوں بمنزلہ  
استفاضہ نہیں ہو سکتے۔ اور جب ان ذرائع میں یہ کچھ اندیشے  
ہیں اور یہ بذات خود کافی نہیں اور ان کے ذریعہ تصدیق بھی مشتبہ  
توان جدید ذرائع سے موصول ہونے والی خبروں میں شبہ کیوں  
نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً عید کے سلسلے میں بصورت استفاضہ  
بھی اندیشہ مانا تو ان اخباریں پردہ کا بمنزلہ استفاضہ  
ہونا یوں بھی ممنوع اور ان میں اشتباہ و اندیشہ خود کو مسلم تو سمجھیں  
اطلاق منع اور اندیشوں اور مفسدوں کا دروازہ بالکل بند کرنا ہے۔  
تو ثلیفون فیکس وغیرہ مشتبہ ذرائع سے موصول ہونے والی  
خبریں معتبر نہیں ہو سکتیں اگرچہ خبر دینے والے سنی ہوں۔  
ہاں ثلیفون وغیرہ پر کسی طرح اعتبار کا انجام تصریحات ائمہ  
مذہب کو بالائے طاق رکھنا اور قیود مذہب سے آزادی  
میں دوسروں کے ساتھ مشارکت اور عوام کو آزاد کرنا ضرور ہوگا۔“

[جدید ذرائع ابلاغ سے روایت ہلال کے ثبوت ص ۳۳ تا ۳۴]

الغرض مشتہ نمونہ از خروارے حضور تاج الشریعہ کی تحقیقات اہل  
نافع منیہ کی یہ چند جملکیاں تھیں۔ جس سے حضرت کی علمی وسعت، محققانہ  
بصیرت اور مفکرانہ صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت  
کو عمر خضر عطا فرمائے اور حضرت کے خوان علم سے ہمیں زیادہ سے زیادہ  
خوشہ چینی کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم

□□□

حضرات کو بہت سی دشواریوں میں ڈالا۔ موبائل وغیرہ جدید ذرائع ابلاغ  
سے وابستہ یوں تو بہت سے مسائل ہیں مگر ان مسائل میں ایک  
سلگتا ہوا مسئلہ ان سے روایت ہلال کے ثبوت کا ہے۔ بعض اہل علم حضرات  
کے نزدیک موبائل نیٹ فیکس وغیرہ کی خبر ”خبر مستفیض“ کے حکم میں ہے  
اور ایسی صورت میں اس سے چاند کی شہادت درست صحیح ہے۔ لیکن  
اکابر علماء کی اکثریت خاص کر حضور تاج الشریعہ ان آلات جدیدہ کی  
خبر کو ”خبر مستفیض“ ماننے سے انکار کرتے ہیں اور ان آلات سے روایت  
ہلال کے ثبوت کو غیر معتبر اور نا کافی تسلیم کرتے ہیں۔ گویا اس مسئلہ کی  
بنیادی اور اصولی بحث ان جدید آلات کی خبر کا ”خبر مستفیض“ ہونا نہ  
ہونا اور موبائل وغیرہ کی خبر کا روایت ہلال کے معاملہ میں معتبر ہونا ہے۔ اس  
سلسلے میں حضور تاج الشریعہ کا موقف ہم اوپر بیان کر رہی چکے ہیں اب ہم  
اسی بنیادی بحث کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کی اس مسئلہ میں کی  
گئی تحقیق انیق کے چند اہم اور مفید مضامین کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔  
آپ موبائل وغیرہ کی خبر کو خبر مستفیض ماننے والوں کے دلائل  
کا جواب دیتے ہوئے خبر کی صحت سے متعلق رقمطراز ہیں:

”صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ مجملہ شرائط معتبرہ اتصال  
بھی درکار ہے۔ اتصال بے ملاقات مقصور نہیں اسی لئے تو امام  
بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت  
کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی  
یعنی انہوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ  
معاصرت ملاقات ہوگی اور جہاں راوی اور مروی عنہ کے  
درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ  
ہو تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب جب خبر منقطع ہے  
تو ہرگز بمنزلہ استفاضہ نہیں ہو سکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل  
جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں ٹھہر سکتی۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ  
شیخ مصطفیٰ رحمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفاضہ یک جو تعریف  
بایں الفاظ کی معنی الاستفاضۃ ان تاتی من  
تلك البلدة جماعات متعددون کل منهم

یخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن  
روية تحقیق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقیق کی مختلف  
صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات  
نا متصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضرور۔“

[جدید ذرائع ابلاغ سے روایت ہلال کے ثبوت ص ۳۰]

اور پھر آپ نے حضور اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے استفادہ فرماتے  
ہوئے خبر مستفیض کی مکمل وضاحت فرمائی۔ بعدہ خبر مستفیض اور خبر متواتر کے

## میزان مطالعہ

نام کتاب: ”الکلمات القاطعہ للافکار الزائفہ“

مصنف: مولانا مفتی راحت خان قادری

صفحات: 146

ناشر: المکتب النور، شکار پور چودھری عزت نگر بریلی شریف۔

قیمت: 60 روپے

مبصر: غلام مصطفیٰ نعیمی

جماعت اہل سنت کو یہ امتیاز و خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے علما و مشائخ اور ذمہ دار افراد مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کے نام پر ہر طرح کے رطب و یابس اور ہذیان و خرافات سے دور و نفور رہیں رہے اور اسلامی تعلیمات کو خلط ملط کرنے کی کاوش بیجا کے مرتکب کبھی نہیں ہوئے، جبکہ دیگر کلمہ گو جماعتوں کے صاحبان زبان و قلم نے مادی منفعتوں اور سیاسی سہولتوں کی خاطر مذہبی ہم آہنگی اور نام نہاد رواداری کے نام پر اسلامی تعلیمات میں تحریف و تبدیل کا گھوننا کام کھلے بندوں انجام دیا، کبھی مندروں میں جا کر تقریریں کیں، کہیں رام و کرشن جیسے جھوٹے خداؤں کو نبی و رسول قرار دیا، کہیں ہندوؤں کی مذہبی کتاب گیتا کی ستائش میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے، تو کہیں گنگا و جمنہ کو زمزم کی طرح مقدس بتا کر اہل اسلام کی رسوائی کا سامان کیا حد تو تب ہو گئی جب ملک کی سابق وزیر اعظم سمر اندرا گاندھی کی موت کے بعد کچھ جہ و دستار والے اس کے مرگٹ پر قرآن خوانی کرنے پہنچ گئے۔ دن کے اجالے میں ایسے چہروں کو دینا خوب دیکھا اور اچھی طرح جان لیا کہ دنیا کو دین کی دعوت دینے کا ڈھونگ کرنے والے یہ انسان اپنی دنیا کو جنت بنانے کے لئے ہر سودا کر سکتے ہیں۔ جماعت اہل سنت کے علما و مشائخ اور ذمہ دار افراد نے ہمیشہ اپنے آپ کو ان ساری خرافات سے کوسوں نہیں لاکھوں میل دور رکھا اور تحریراً تقریراً ان ساری خرافات کی بخیہ دری بھی فرمائی۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا کا سب سے برانٹہ ہر دل عزیز ہونے کا ہوتا ہے۔ جس کے لئے حریص انسان اپنا سب کچھ داؤں پر لگا دیتا ہے۔ اب تک یہ عمل غیروں کے یہاں روا تھا مگر افسوس! اپنی ہی جماعت کے ایک نامور خطیب نے ہر دل عزیز کی خاطر اسلامی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر ہندوؤں کے مشہور دیوتا ”رام“ کی تعریف و توصیف سے اپنے زبان و دہن کو جو آلودہ کیا ہے اس سے پوری سنی دنیا سکتے میں آ گئی۔ خطیب اپنا تھا مگر شریعت میں مدہست نہیں، اس لئے حکم شرع جاری فرما کر خطیب کے لئے نجات و ہدایت کا راستہ بتا دیا گیا، مگر براہِ ہوسد اور عصبیت کا، کہ ایک شرعی مسئلے کو اپنی جھوٹی انا و عزت سے جوڑ کر لپیلا پوتی سے کام لیا گیا اور اپنے علم و قابلیت کا غلط

استعمال کرتے ہوئے زہر کو شہد ثابت کرنے کی ناروا کوشش کی گئی، زیر تبصرہ کتاب مستطاب ”الکلمات القاطعہ للافکار الزائفہ“ اسی ناروا کوشش کا احسن رد اور شرعی تقاضوں اور اس کی ذمہ داری ادا کرنے کا شاندار نمونہ ہے۔

اس کتاب پر شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی بہاؤ المصطفیٰ قادری، پرنسپل جامعۃ الرضا بریلی شریف، حضرت مفتی محمد صالح قادری صاحب، شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، حضرت مفتی ابوالحسن قادری رضوی، جامعہ امجدیہ گھوسی اور مجاہد سنیت ”مذہبی دنیا کے گوگل“، محترمی جناب میثم عباس قادری رضوی لاہوری ایسے صاحبان علم و فضل کی تحریریں بطور تقریظ شامل ہیں جس سے کتاب کا وزن اور معیار مزید بڑھ جاتا ہے۔

مرتب کتاب نے پہلے خطیب کی تقریر کو من و عن نقل کیا ہے بعدہ اس کے رد اور حمایت میں جاری ہونے والے فتوے نقل کئے ہیں، صفحہ 52 سے مفتی نظام الدین صاحب کے فتوے کا شرعی جائزہ لیا ہے۔

مفتی نظام الدین صاحب کے فتوے پر مرتب کتاب نے کل آٹھ مقامات پر تبصرہ کے عنوان سے معارضہ قائم کیا ہے اور مفتی صاحب کے فتوے پر اعتراض قائم کرتے ہوئے نقد کیا ہے، اعتراض خالص خالص عالمانہ پیرایہ بیان میں ہے اور کہیں بھی حیثیت عرفی کو مجروح کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے، ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

اپنے فتوے میں مفتی نظام الدین صاحب نے علامہ قرطبی کی ایک عبارت نقل کی ہے وَ يَجُوزُ عِنْدَ الْإِمَّةِ قَرْضُ الْبَاطِلِ مَعَ الْخِصْمِ..... منقولہ عبارت میں وارڈ ”قرض الباطل“ سے مفتی نظام الدین صاحب نے جو استدلال کیا وہ سراسر علامہ قرطبی کے خلاف ہے۔ کہاں باطل کا قرض کرنا اور کہاں باطل کا بکنا، دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، مفتی صاحب اپنے خطیب کو بچانے کے لئے نہ جانے کیا لکھ گئے مگر مفتی راحت صاحب نے اس مقام پر بڑا عالمانہ تبصرہ کیا ہے لکھتے ہیں:

”مفتی صاحب کا یہ اقتباس دیکھ کر ایسا لگا کہ ضرور مفتی صاحب قبلہ کو تساح ہوا ہے کیوں کہ اس کا جو مطلب مفتی صاحب قبلہ نے بیان کیا ہے یقیناً عبارت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔“ (صفحہ ۶۲)

مزید مرتب کتاب نے باطل کی شاعت میں ۱۲ آیات قرآنیہ سے بھی استشہاد کیا ہے اور علامہ قرطبی کی عبارت کے درست مفہوم کو ایک آیت اور اس پر امام الہند حضرت صدر الافاضل کے تفسیری حاشیہ اور ایک حدیث سے بھی مزین کیا ہے۔

صفحہ ۷۸ سے خطیب کی تقریر کا شرعی جائزہ لیا ہے اور تقریر کے ۱۲۹ اقتباسات پر بڑے فاضلانہ انداز میں گرفت فرمائی ہے اور ہر مقام پر



مذمت تو درکنار تنبیہ کرنا بھی مفتی نظام الدین صاحب اور ان کے مصدقین نے ضروری نہیں سمجھا، کیا یہ کتمان حق نہیں ہے؟ چشم پوشی کی بھی حد ہوتی ہے؟ مفتی نظام الدین صاحب کا سیال قلم یہاں آکر کیوں خاموش ہو گیا؟ قوم ان سے اس سوال کا جواب ضرور جاننا چاہے گی۔

اپنی مادی منفعت اور ہر دل عزیزی کی خاطر خلاف اسلام کام کرنا اور اسے ملت کے مفاد سے جوڑ کر بچنے کی ناکام کوشش خطیب کی اپنی تقریر سے ہی ظاہر ہو جاتی ہے، جیسا کہ خطیب نے خود اپنی تقریر میں بیان کیا ہے کہ انہیں سابق وزیر اعظم وی پی سنگھ نے مشورہ دیا تھا کہ ”مراری باپو کے درشن ضرور کرنا۔“ اس پر مرتب کتاب نے بڑا جامع تبصرہ کیا ہے:

”جی ٹھیک فرمایا! حق بات زبان پر آ ہی گئی آپ کو تمنا، آرزو اور خواہش تو بہت پہلے سے ہی مراری باپو کا درشن کرنے کی جب آپ کی اہلیہ کو مراری باپو سے اتنا گہرا لگاؤ تو آپ کے بارے میں کون اندازہ کر سکتا ہے؟ ہاں اس اقتباس سے اس بات کی تکذیب ضرور ہوتی ہے جس کا ذکر آپ نے استفتا میں کیا تھا کہ۔۔۔۔۔ لوگوں نے مجھے [مراری باپو کے] پروگرام کی دعوت دی اور وہاں کے سنی مسلمانوں نے زور دیا۔۔۔ آپ کو اس کا اشتیاق تو پہلے سے ہی تھا لیکن موقع اب ہاتھ لگا۔“ (صفحہ ۸۳)

اس کے علاوہ مفتی راحت صاحب نے اپنی کتاب میں رام کی حیثیت، رام کتھا کا مذہبی مقام اور کفریہ شریکہ مجالس میں اہل اسلام کی شرکت اور معبودان باطلہ کی تعریف و توصیف جیسے اہم امور پر کھل کر گفتگو فرمائی ہے۔ مفتی صاحب کا انداز تحریر بڑا شستہ اور سادگی و پرکاری کا خوب صورت نمونہ ہے، دلائل کی کثرت اور معقولیت کا عنصر پوری کتاب میں نظر آتا ہے، قلمی پیکاری اور حیثیت عرفی کو مجروح کرنے جیسے انداز سے کتاب ایک دم پاک ہے ایک اہم اور سلگتے ہوئے مسئلے پر اتنی تحقیقی کتاب اور جرات و ہمت کے لئے مفتی راحت صاحب قابل مبارک باد ہیں۔ آج جب کہ ہر طرف مادیت کا ہنگامہ ہے، لوگ ”کسی سے مت بگاڑو“ کے فارمولے پر عمل پیرا ہیں ایسے پر آشوب ماحول میں مفتی راحت صاحب نے جماعت کے چہرے کی آپ و تاب میں اضافہ ہی کیا ہے جس کے لئے بجا طور پر وہ سراہے جانے کے لائق ہیں۔

ہر منصف مزاج اور تحقیقی ذہن رکھنے والے کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے اور عصییت سے بالاتر ہو کر حق کو قبول کرنا چاہیے چاہے حق کے سامنے جتنی ہی بڑی شخصیت کیوں نہ ہو۔ کتاب کی قیمت صرف ساٹھ روپے ہے کاغذ درمیانی طباعت عمدہ ہے بریلی شریف کے سبھی مکتبوں سے اس کتاب کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

□ □ □

قرآن و احادیث اور اقوال فقہائے اپنے موقف کو مضبوطی سے پیش کیا ہے اور بڑے احسن انداز میں یہ ثابت کیا ہے کہ خطیب کا ایک ایک جملہ بے راہ روی، مذہبی بے حیثیتی و بے غیرتی اور دنیوی عزت و شہرت کے حصول کی ایک ناروا کوشش ہے۔ جیسا کہ خطیب کی تقریر کے اقتباس نمبر 21، 22، 23 میں مرتب کتاب نے اس کو بیان کیا ہے۔

خطیب نے ”رام کتھا“ میں بیان کیا تھا کہ ان کی بیوی مراری باپو کا پروچن ٹی وی پر دیکھتی ہیں اور مکمل سنے بغیر ٹی وی بند ہی نہیں کرتیں، جب خطیب گھر سے رام کتھا میں شرکت کے لئے نکلے تو ان کی اہلیہ نے اس ہندو پنڈت کو سلام کہلایا اور اپنے شوہر سے کہا کہ وہ پنڈت جی سے ان کی بات بھی کرانیں تاکہ ہم بھی خوش نصیب ہو جائیں۔ تقریر کے ان اقتباسات پر مرتب کتاب نے بڑا فکر انگیز تبصرہ کیا ہے لکھتے ہیں:

کیسا نصیر ہے خطیب صاحب کا کہ ان کی بیوی ہندوؤں کے مذہبی پیشواؤں کی مذہبی باتیں ٹی وی پر دیکھتی اور سنتی ہیں اور وہ اس کو منع تک نہیں کرتے منع کرنا تو بہت دور کی بات دل سے برائتک نہیں جانتے۔“ (صفحہ ۱۱)

حالانکہ اس بات کو مسلمان کا بچہ جانتا ہے کہ کسی غیر محرم سے بات کرنا کسی مسلم خاتون کے لئے ہرگز روا نہیں چہ جائیکہ کسی غیر مسلم پنڈت سے اپنی بیوی کی بات کرنا؟ ایک غیرت مند انسان کبھی اس پر راضی نہیں ہو سکتا کہ اس کی بیوی اجنبیوں سے بات چیت کرے، اگر کسی مرد کو یہ پتا لگ جائے تو اس کے خون میں ابال آجائے مگر حیرت ہے کہ خطیب موصوف کی نہ غیرت ایمانی جاگی اور نہ ہی خون میں ابال آیا بلکہ انہوں نے اس کو بھرے مجمع میں بڑے فخر سے بیان کیا، حالانکہ امام احمد و نسائی و بزار و حاکم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی۔ شراب کی مداومت کرنے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا اور دیوث جو اپنے اہل میں بے حیائی کی بات دیکھے اور منع نہ کرے (مسند احمد ابن حنبل، مسند عبد اللہ ابن عمر حدیث ۳۷۷۲ جلد ۲ صفحہ ۳۵۱)

در مختار میں لکھا ہے:

دیوث من لا یغار علی امرأته او ہومہ (در مختار باب انتعیرات ۳۲۸/۱ مطبوعہ مجتہدانی دہلی) جو اپنی عورت یا اپنی کسی محرم پر غیرت نہ رکھے وہ دیوث ہے۔

اگر خطیب کے تعلق سے یہ مان لیا جائے کہ خطیب کو ان ساری عبارات کا پتہ نہیں تھا تو کیا خطیب فطری غیرت و حمیت سے بھی عاری ہو گئے تھے جو ایک غیرت مند انسان کو ہوتی ہے؟ اور ان سب سے زیادہ قابل مذمت وہ رویہ ہے جو خطیب کے حامی مفتیان نے اپنا یا کہ اتنے سخت معاملے پر بھی وہ چپ کا روزہ رکھ کر بیٹھ گئے، ایسے مذموم عمل کی